کنز الخطیب

۴

علامہ محمد دین چشتی

مکتبہ نوریہ رضویہ
گلبرگ اے، فیصل آباد، فون:- ۶۲۶۰۴۶

کنز الخطیب
علامہ محمد دین چشتی
مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد
4

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کنز الخطیب

ماہِ ربیع الثانی

حصہ چہارم

تصنیف لطیف

علامہ محمد دین چشتی

ناشر

مکتبہ حامدیہ مہریہ، صدیق آباد گوبند پورہ
گلی نمبر ۱ فیصل آباد فون نمبر ۶۱۵۸۶۴

Scanned with CamScanner

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

نام کتاب ——— کنز الخطیب (حصہ چہارم)
مؤلف ——— علامہ محمد دین چشتی گولڑوی
طابع ——— سید حمایت رسول قادری
اشاعت ———
کتابت ——— محمد عاشق حسین ہاشمی، چنیوٹ
تزئین و آرائش ——— حکیم حافظ عبدالحفیظ قادری
پروف ریڈنگ ——— قاری محمد عمر باسط (ایم۔اے)
معاونین ——— (۱) علامہ پروفیسر محمد افضل جوہر فیڈرل ڈگری کالج اسلام آباد
(۲) پروفیسر حکیم محمد سلیم چشتی ایم اے فیصل آباد
تعداد ——— ایک ہزار
ناشر ——— مکتبہ حامدیہ مہریہ، جامع مسجد غوثیہ حامدیہ
صدیق آباد (گوبند پورہ) گلی نمبر ۱ فیصل آباد
قیمت [redacted] روپے

ملنے کے پتے

۱۔ مکتبہ نوریہ رضویہ، گلبرگ اے، فیصل آباد
۲۔ مکتبہ قادریہ، جامعہ نظامیہ رضویہ، اندرون لوہاری دروازہ لاہور
۳۔ مکتبہ نوریہ رضویہ، گنج بخش روڈ، لاہور
۴۔ نوری بک ڈپو، امین پور بازار، فیصل آباد
۵۔ مکتبہ چشتیہ، راج ڈیل

MAKTABA CHISHTIA 9 SOUTH COURT ROCHDALE - UK
LANCS OL 16-2 HT TELEPHONE (0706) 350305

انتساب

بصد ادب و احترام امیر المؤمنین، امام المتقین خلیفہ سوم
سیدنا حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کے تقویٰ و حیاء و سخاوت
کے نام!

نذرِ عقیدت

غوثِ صمدانی، قطبِ ربانی، محبوبِ سبحانی، قندیلِ نورانی
شہبازِ لامکانی، حضرت سیدنا محی الدین
شیخ عبدالقادر جیلانی
الحسنی والحسینی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کے حضور، جن کی نگاہِ غوثیت سے قیامت تک
فیضانِ اولیاء جاری و ساری رہے گا

خادم اہل بیت و اصحاب علیہم الرضوان
محمد دین چشتی گولڑوی

Scanned with CamScanner

الاهداء

بحضورِ علمائے اہلِ سُنّت وخطبائے ملّت !—

—جن کی تبلیغ واشاعت سے اُمّتِ مسلمہ کے دِل میں
عشقِ رسُولِ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم سے سرشار ہیں

—جن کی دُعاؤں اور تعاون سے اللہ تبارک وتعالیٰ نے
مجھے پاکباز ہستیوں کی مدح سرائی اور اُن کے شرعی مقام
سے عوام النّاس کو آگاہ کرنے کی سعادت نصیب فرمائی۔

خاکپائے اہلِ بیت و اصحاب علیہم الرضوان

محمد دین چشتی گولڑوی

فہرستِ موضوعات

انتساب / الاہداء	۳ و ۴	نقبار، نجبار، حواری حضرات	۳۶
حرفِ آغاز	۹	رجبی حضرات ، حسّتم ،	″
حُسنِ تصدیق	۱۴	ترجمانِ قلب آدم علیہ السّلام	″
تقریظ	۱۸	ترجمانِ قلب نوح علیہ السّلام	″
(۱) ماہِ ربیع الآخر	۲۰	ترجمان قلب ابراہیم علیہ السّلام	۳۷
وجہ تسمیہ	″	ترجمان جبریل علیہ السّلام	″
اہم واقعات	۲۲	حضرت میکائیل علیہ السّلام کے نمائندے	″
ربیع الآخر کے نوافل	″	حضرت اسرافیل علیہ السّلام کا نمائندہ	″
(۲) علامات ومحبتِ اولیاء اللہ	۲۳	مردانِ عالم النّاس، رجال الغیب	″
عداوتِ اولیاء اللہ	۲۵	مظہرِ امرِ الٰہی	″
امام یافعی علیہ الرحمہ کا قول	″	قوّتِ خداوندی کے مظہر رجال	″
شیخ الاسلام ہروی علیہ الرحمہ کا قول	۲۷	قوّتِ خداوندی کے مظہر پانچ حضرات	۳۸
حضرت جنید بغدادی علیہ الرحمہ کا قول	۲۸	توجہاتِ الٰہی کے پندرہ نمائندے	″
محبتِ اولیاء اللہ	″	چار نفوسِ قدسیہ	″
حضرت امام غزالی علیہ الرحمہ کا ارشاد	۳۳	رجالِ فتح	″
طبقات ومراتب اولیاء کرام	۳۵	ہر دور کے سات مردانِ خدا	″
عالم انفاس، اقطاب		تحت اسفل	″
ائمہ، اوتاد، ابدال	۳۵	امحار الٰہی وکونی	″

الیتون و رحمانیون	۳۸
فردِ وحید	۳۹
ہر زمانے کا مرکب / مسترج فردِ واحد	″
دو مردانِ غنا	″
عین تحکیم و زوائد	″
بارہ بدلاء	″
مردانِ اشتیاق	۴۰
نفوسِ قدسیہ	″
(غیر معین عدد والے رجال)	″
ملامتیہ حضرات	″
فقراء	″
صوفیاء، سیاح، معارفِ الٰہیہ	۴۱
زہاد	″
رجال الماء، افراد	″
اُمناء، قراء، احباب	۴۲
محدثون، اخلاء، اسمبرار	″
ورثہ	″
(۳) سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کا خاندان	۴۴
ولادتِ غوث الاعظم رضی اللہ عنہ در عالمِ اسلام	۴۵
حضور سیدی شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شجرہ نسب	۴۸
والدِ گرامی کا تقویٰ	۴۹
والدِ گرامی کا لقب	۵۱
پھوپھی جان کا عرفان	۵۲
(۴) سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی آمد کی خبریں	۵۴
ولادت کی پیشین گوئیاں	۵۵
حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ کی پیشین گوئی	۵۶
شیخ ابو احمد رحمۃ اللہ علیہ کی بشارت	″
شیخ ابوبکر رحمۃ اللہ علیہ کی خوشخبری	۵۷
(۵) حضور غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت اور تعلیم و تربیت	۵۸
ولادتِ شریفہ	″
کراماتِ ولادت	۵۹
شیر خوارگی میں روزہ	۶۰
بچپن	۶۱
تعلیم کا آغاز	۶۳
ولایت کا احساس	″
سوال اور جواب	۶۴

بغداد کا سفر	۶۵
ڈاکوؤں کی توبہ	۶۷
طالب علمی کی صعوبتیں	۶۹
تقویٰ	۷۰
مرشد کی تلاش	۷۲
شیطان کا حملہ	۷۳
مرشد کی نگاہ	۷۵
مدرسہ نظامیہ	۷۶
علامہ ابن جوزی کا اعتراف	۷۷
ایک پیچیدہ مسئلہ	۷۸
(۶) غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مسندِ ارشاد	۸۴
فیضِ مصطفوی	۸۵
حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات	۸۶
سامعین کی کثرت	۸۷
آواز کی کرامت	″
جنات کی حاضری	۸۸
تاثیرِ وعظ	″
محی الدین	۹۰
ردِّ شیعیت	۹۲
یہود و نصاریٰ کا اسلام	۹۳
آفتابِ ولایت و غوثیت	۹۴
(۷) غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قدم مبارک	۹۵
شیخ عدی بن مسافر علیہ الرحمہ کا اقرار	۹۷
شیخ احمد رفاعی علیہ الرحمہ کا اقرار	۹۸
غوث بہاؤ الحق زکریا علیہ الرحمہ کا اقرار	۹۹
خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ کا گردن جھکانا	″
خواجہ نظام الدین اولیاء علیہ الرحمہ	۱۰۰
باوا فرید الدین گنج شکر علیہ الرحمہ	۱۰۱
خواجہ محمد سلیمان تونسوی علیہ الرحمہ	″
قبلۂ عالم گولڑوی علیہ الرحمہ	۱۰۲
شیخ محمد اکرم چشتی	۱۰۳
خواجہ بہاؤ الدین نقشبند علیہ الرحمہ	″
حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ	۱۰۴
شیخ شہاب الدین سہروردی علیہ الرحمہ	۱۰۵
شیخ محقق علیہ الرحمہ کا قول	۱۰۶
ملائکہ کی تصدیق	۱۱۰
امام الانبیاء علیہ السلام کی تصدیق	″
(۸) غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی حکومت	۱۱۲
دجلہ کی طغیانی روک دی	۱۱۳
بارش روک دی	″
جنات پر حکومت	۱۱۴
چور قطب بنا دیا	۱۱۵

Scanned with CamScanner

بیت اللہ شریف کی زیارت کرانا ۱۱۶
ایک سوال اور اس کا جواب ۱۱۷
اسماعیل دہلوی کا قول ۱۱۸
اشرف علی تھانوی کا قول 〃
(۹) کرامات و تصرفات غوث اعظم رضی اللہ عنہ ۱۲۰
مرغی زندہ کردی ۱۲۱
مردہ زندہ کردیا ۱۲۲
چیل کا زندہ کرنا ۱۲۳
مردہ لڑکے کو زندہ کرنا ۱۲۴
بڑھیا کا بیڑا پار ۱۲۵
(۱۰) غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دستگیری ۱۳۷
قافلے کی فریاد رسی ۱۳۹
مریدنی کی فریاد رسی ۱۴۰
تاجر کی فریاد رسی ۱۴۱
فریاد رسی پر ثبوت ۱۴۲
بانیٔ دیوبند کا قول ۱۴۳
مجددِ دیوبند کا قول ۱۴۴
ذوالفقار علی دیوبندی کا استغاثہ ۱۴۵
مرشدِ دیوبند کا جہاز ترانا 〃
دربارِ غوثیت میں بے موسمی پھل ۱۴۶
غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی دعا سے نرینہ اولاد ۱۴۷
مجددِ دیوبند کی پیدائش ۱۵۰
معذور کی شفایابی 〃
رافضی تائب ہوگیا ۱۵۱
مرضِ استسقاء سے شفاء ۱۵۲
بخار جاتا رہا 〃
سوال ۴ ۱۵۳
اشرف علی تھانوی کا قول ۱۵۵
(۱۱) غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ۱۵۷
بیعت بعد از وصال ۱۶۰
اشرف علی تھانوی کی وضاحت ۱۶۱
مرنے کے بعد قائدینِ دیوبند کی دیوبند میں آمد 〃
(۱۲) نذر و نیاز ۱۶۳
سوال نمبر ۱ (جواب) "نذر ماننے کا ثبوت" ۱۶۴
سوال نمبر ۲ (جواب) "داتا صاحب کی دیگیں دینا" ۱۶۵
سوال نمبر ۳ (جواب) "گیارھویں شریف کا ثبوت" ۱۶۶
سوال نمبر ۴ (جواب) "سرکار بغداد اور گیارھویں" ۱۶۹
سوال نمبر ۵ (جواب) "ایصالِ ثواب کا فائدہ" 〃
سوال نمبر ۶ (جواب) "گیارھویں کے بکرے کی نسبت" ۱۷۰
سوال نمبر ۷ (جواب) "دن مقرر کرنا" ۱۷۱
سوال نمبر ۸ (جواب) "فاتحہ میں کھانا سامنے رکھنا" ۱۷۲
اسماعیل دہلوی کا اعتراف ۱۷۶

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حرفِ آغاز

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

ابتدائے آفرینش سے اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے بندوں کی رشد و ہدایت کے لئے ایک باقاعدہ سلسلہ جاری فرمایا ہوا ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق فرما کر انہیں اولادِ کثیرہ سے نوازا۔ اس طرح سے انسانوں کی آبادی کو بڑھایا۔ انسانوں کی اس آبادی کی راہنمائی کے لئے حضرت آدم علیہ السلام کو مقرر فرما دیا گیا۔ آپ علیہ السلام کے وصال کے بعد اللہ تعالیٰ نے آپ کی اولاد میں سے انبیاء و رسل کا ایک سلسلہ جاری فرمایا جو ہر دور اور ہر علاقے میں اللہ تعالیٰ کے پیغامات انسانوں تک پہنچاتے رہے ہیں اور پھر انبیاء و رسل کا یہ سلسلہ اللہ تعالیٰ کے حبیبِ مکرم اور ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اختتام پذیر ہوگیا۔

حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصالِ مبارک کے بعد اس سلسلے کو بڑھانے کا فریضہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کے علماء کے ذمے آیا اور حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبانِ حق ترجمان سے امت کے ان علماء کرام، جن کو عُلَمَاءُ اُمَّتِیْ کَاَنْبِیَاءِ بَنِیْ اِسْرَائِیْل کا خطاب ملا۔ سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت کے علماءِ حق نے بھی اپنی اس ذمہ داری کو نبھانے کے لئے اپنے آپ کو ہر طرح سے وقف کر دیا۔ ان کے اوقات، ان کی زبان، ان کا کردار اور ان کا قلم غرضیکہ ہر چیز پیغاماتِ خداوندی کو مخلوقِ خدا کے سامنے پیش کرنے میں ہمہ وقت مصروف رہی اور تا قیامِ قیامت یہ اپنے اس کارِ خیر میں مصروف رہیں گے۔

Scanned with CamScanner

دَورِ حاضر، دینی علوم و فنون کے انحطاط کا دَور ہے۔ قیامت کی علامت کے مطابق علم اُٹھ رہا ہے۔ جو عالمِ دین دُنیا سے اُٹھ جاتا ہے، اُس کا خلا پھر کبھی پورا نہیں ہوتا۔ مادیت کا طوفان اس قدر تیز اور ہمہ گیر ہو چکا ہے کہ اس کی زد سے معاشرے کا کوئی بھی طبقہ، اِلّا ماشاء اللہ محفوظ دکھائی نہیں دیتا۔

آج مادیت کی اس دَوڑ میں مصروف معاشرے کے افراد کے پاس اتنا وقت نہیں کہ وہ شریعت و طریقت کے علوم کو بالاستیعاب حاصل کر سکے۔ دینِ اسلام کی اُمّہات الکتب اور مآخذ کتب سے استفادہ کرنا ہر کس و ناکس کے بس میں نہیں ہے۔ لہٰذا علماء محققین کا یہ بہت بڑا احسان ہے کہ انہوں نے مختلف دینی موضوعات پر کتب تالیف فرما کر لوگوں کو بڑی بڑی اور ضخیم کتب میں متعلقہ موضوعات کا مواد تلاش کرنے سے بے نیاز کر دیا ہے اور خود کو مشقت میں ڈال کر ہمارے لئے ہر موضوع کی مُناسبت سے مواد کو یکجا کر دیا ہے۔

علماء محققین کی یہ کاوشیں ہر زبان اور ہر علاقہ میں جاری رہی ہیں اور جاری ہیں۔ برِّ صغیر پاک و ہند کے مسلمانوں کی زبان اُردو ہے اور اس زبان میں علماء اہلِ سنّت کی کتبِ مواعظ کا ذخیرہ بہت کم تھا، لیکن الحمدللہ اب علماء اہلِ سُنّت میں اس کام کا جذبہ اور احساس اس شدّت کے ساتھ بیدار ہو چکا ہے کہ انہوں نے اس میدان میں اپنے جوہر دکھانے شروع کر دیئے ہیں۔

حضرت العلّام، استاذ العلماء حضرت مولانا علامہ محمد دین چشتی گولڑوی دامت برکاتہم العالیہ دورِ حاضر کے صفِ اوّل کے علماء کرام میں شمار ہوتے ہیں۔ آپ کے تلامذہ کے علاوہ دیگر علماء کرام بھی ان کے علم و فضل سے مستفید ہوتے رہتے ہیں۔ آپ کے تلامذہ کی ایک طویل فہرست ہے۔ حضرت موصوف کے تلامذہ اور دیگر علماء نے کتبِ وعظ میں پائی جانے والی اس تشنگی کا اظہار کرتے ہوئے اُن سے

گزارش کی کہ آپ ہمارے لئے ایسی کتب تصنیف فرما دیں جو ہماری تشنگی کو دُور کر دیں۔ چنانچہ حضرت موصوف نے سر آنے والی اس ذمہ داری کو پورا کرنے کا عزم صمیم کر لیا اور دن رات کی تھکا دینے والی مصروفیات سے وقت نکال کر تالیفات کا سلسلہ شروع کر دیا۔

حضرت علامہ کی تالیفات کے اس سلسلہ کا نام "کنز الخطیب" طے پایا ہے۔ حضرت کی تالیف کی پہلی جلد پایۂ تکمیل کو پہنچی، تو اس سلسلۂ تالیفات کا نام تجویز کرنے کا مرحلہ درپیش ہوا۔ چنانچہ دانشور حضرات کی ایک کمیٹی بیٹھی جس میں راقم الحروف کو بھی شرفِ شرکت سے نوازا گیا۔ اس کمیٹی کی سرپرستی و صدارت صُوفیٔ باصفا، علم و ادب میں یکتا، اُستاذ الاطبّاء حضرت علامہ پروفیسر حکیم محمد سلیم چشتی مدظلہ فرما رہے تھے۔ اس کمیٹی نے متفقہ طور پر تالیفات کے اس سلسلہ کے فوائد کثیرہ اور اس کے مخزنِ خطابت ہونے کے باعث اس کو "کنز الخطیب" کا نام دے کر اسمِ بامسمّٰی کر دیا۔

"کنز الخطیب" کی تالیف کے سلسلہ میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ ہر اسلامی ماہ سے متعلق اہم موضوعات پر مشتمل کنز الخطیب کی ایک مکمل جلد تصنیف کی جائے جس میں اس ماہ کی مناسبت سے خطباء حضرات کے لئے مختلف موضوعات کے تحت موادِ کثیرہ یکجا کر دیا جائے تاکہ ہر ماہ کے لئے انہیں کئی موضوعات میسّر آ جائیں اور وہ موقع کی مناسبت سے کسی بھی موضوع کا انتخاب کر سکیں۔ اسی سلسلۂ تالیف کا آغاز ماہِ ربیع الاوّل سنہ ھ بمطابق سنہ ء میں ہوا، اور یہ ماہِ مقدّس، تاجدارِ عرب و عجم، آقائے دو عالم، غریبوں کے غمگسار، رحمتِ پروردگار، نبیٔ مختار، صاحبِ دولت دوسرا حضرت سیدنا محمد مصطفےٰ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے میلادِ مبارک کا رحمتوں اور برکتوں والا مہینہ تھا، اس لئے فیصلہ کیا گیا کہ اس کام کا آغاز بجائے محرم الحرام کے ربیع الاوّل کے ماہِ مبارک سے کیا جائے۔ چنانچہ اس سلسلہ کی پہلی تالیف کنز الخطیب ماہِ ربیع الاوّل شریف میں منظرِ عام پر آئی۔ اس پہلی تصنیف کو اللہ تعالیٰ اور اُس کے پیارے حبیب

علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نگاہِ شفقت نے وہ قبولیتِ خاص و عام عطا کی کہ ایک مہینے کے اندر اندر پہلا ایڈیشن ختم ہوگیا اور قارئین کرام کے پُرزور اصرار پر دوسرا ایڈیشن اُن کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ اب اس پہلے حصے کا تیسرا ایڈیشن بھی مارکیٹ میں آچکا ہے۔

کنز الخطیب کے سلسلے کی دوسری تصنیف ماہِ محرم الحرام کے موضوعاتِ جلیلہ پر مشتمل ہے اس حصے کو بھی بے پناہ مقبولیت حاصل ہوئی اور اب اس کا بھی دوسرا ایڈیشن آچکا ہے۔ سلسلہ کنز الخطیب کی تصنیف کنز الخطیب ماہِ صفر المظفر (حصہ دوم) صفر کے موضوعات پر مشتمل ہے۔ اس حصے کے اندر ماہِ صفر المظفر کے تعارف کے علاوہ اس ماہ میں وصال فرمانے والے چند نمایاں بزرگانِ دین کے حالات و واقعات اور اُن کی تبلیغی مساعی کو نہایت دلچسپ اور دلنشیں انداز میں سپردِ قلم کیا گیا ہے۔ اس حصے کو بھی قبولیت خاص حاصل ہوئی ہے۔ سلسلہ کنز الخطیب کا چوتھا حصہ ماہِ ربیع الثانی کے تعارف اور اس ماہ کی مناسبت کے اہم موضوعات پر مشتمل ہے۔ اس حصہ میں سرکارِ بغداد حضور سیدی و مرشدی سرکار غوث اعظم جیلانی الحسنی والحسینی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مبارک ہستی کے مختلف پہلوؤں کو بڑے عالمانہ اور جُداگانہ انداز سے پیش کیا گیا ہے، جس کو علماءِ عظام اور عام قارئین نے بے پناہ پسند فرمایا ہے۔

نماز دینِ اسلام کا ایک بنیادی اور نہایت اہم جزو ہے۔ کل قیامت کے روز بارگاہِ خداوندی میں سب سے پہلے اسی کا حساب ہوگا۔ اس لئے ان کی اہمیت دینِ اسلام کے اندر بنیادی حیثیت رکھتی ہے؛ جبکہ عوام نماز کی اہمیت اور اس کے فضائل و مسائل سننے سے ناشناسا ہونے کے باعث اس پر توجہ نہیں دیتے۔ دُوسری طرف جمعۃ المبارک کے خطبوں اور دینی اجتماعات میں نماز کے موضوع پر بہت کم سننے میں آتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس موضوع کو واعظانہ انداز میں پیش کرنا بہت مشکل ہے۔ اس موضوع پر وعظ کرنا ہر ایک کے بس کی بات نہیں۔ واعظین حضرات کی اس مشکل کو دُور کرنے کے لئے حضرت علامہ صاحب نے ماہِ جمادی الاول کے حصہ میں نماز کے موضوع پر قلم اُٹھایا اور اسے خوب نبھایا ہے۔ اس حصہ میں بارہ ۱۲ موضوعات کے تحت بارہ ۱۲ وعظ تالیف فرمائے ہیں اور

وہ بارہ ۱۲ موضوعات یہ ہیں:

(۱) ماہِ جمادی الاولیٰ (۲) مقصدِ تخلیق (۳) فضائلِ نماز (۴) شرائطِ نماز (۵) کیفیتِ نماز، (۶) رکوع و سجود (۷) التحیات (۸) خشوع و خضوع (۹) نمازِ وتر، (۱۰) جمعۃ المبارک (۱۱) نماز با جماعت (۱۲) ترکِ نماز کی سزا

"کنز الخطیب" حصہ پنجم میں نماز کے موضوع کو خُوب نبھایا ہے اور اس کے ارکان اور شرائط وغیرہ کو فلسفیانہ انداز میں پیش کیا گیا ہے، جس سے قاری اور سامع کے اندر نماز پڑھنے کی ادائیگی کا جذبہ بیدار ہوتا ہے اور وہ نماز کو کما حقہٗ ادا کرنے کی طرف کوشاں ہو جاتا ہے اور اُس کے دل میں نماز کی تصحیح کا احساس پوری شدت اختیار کر جاتا ہے۔

راقم الحروف حضرت اُستاذ العلماء برکاتہ دل سے مشکور ہے کہ انہوں نے اس عظیم الشان تصنیف کے سلسلے میں ہر قدم پر مجھے یاد فرمایا، اگرچہ میں خود کو اس اہلیت کا حامل نہیں سمجھتا لیکن حضرت کی کمال شفقت ہے کہ انہوں نے تصنیفات پر نظرِ ثانی کرنے اور اس سلسلہ میں قریبی معاونت کا شرف عنایت فرمایا ہے اور ہر مرحلہ میں مجھ سے مشاورت کو ضروری خیال فرمایا۔ اگرچہ میں اپنی کم علمی اور بے بضاعتی کے باعث اس قابل نہیں ہوں کہ کوئی قیمتی اور انقلابی رائے پیش کر سکوں لیکن یہ تو اُن کا ذرّے کو نوازنے کا اپنا ایک انداز ہے۔ حضرت علامہ کی تصنیف کا چھٹا حصہ جو کہ ماہِ جمادی الثانی کے موضوعات پر مشتمل ہے، زیرِ تصنیف ہے اور وہ ان شاء اللہ العزیز بہت جلد قارئین کی نذر کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دُعا ہے کہ وہ حضرت علامہ کو سال کے بارہ ماہ پر مشتمل تصنیفات کے اس سلسلہ کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے اور اُن کی ان تبلیغی مساعی کو قبولیتِ دوام بخشے اور ان کے اس علمی صدقۂ جاریہ کو تا قیامِ قیامت، اہلِ اسلام کی راہنمائی اور رشد و ہدایت کا باعث بنائے۔ آمین بجاہِ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

المورخ: ۲۵ رجب المرجب ۱۴۱۵ھ
۲۹ دسمبر ۱۹۹۴ء
بمقام کمال آباد فیصل آباد

خادم العلم والعلماء:-
محمد عمر باسط نقشبندی مجددی ایم اے
خطیب جامع مسجد قادریہ چھوٹی ڈی ٹائپ کالونی فیصل آباد

حسنِ تصدیق

غازیٔ ملت حضرت علامہ قاضی غلام رسول غازی سیالوی صاحب

خطیب جامع مسجد فاروقیہ، عثمان آباد، چنیوٹ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ

اَمَّا بَعْدُ۔

اللہ تبارک و تعالیٰ کی لاانتہا بار حمد و ثناء کے بعد بے شمار صلوٰۃ و سلام بحضور سیدنا خیر الانام صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وصحبہ و بارک وسلم ——— کروڑوں برکتوں کا نزول ہو اُن نفوسِ قدسیہ اور ارواحِ مقدسہ پر جو رُشد و ہدایت کا وسیلہ جلیلہ ہیں۔ سلام ہو ان باعزم، باکردار، پاکباز مبلغین کی عظمت کو، جنہوں نے لمحاتِ زیست کو تبلیغِ اسلام کے لئے وقف کر رکھا ہے ــــ یہ پُرخلوص جذبہ بہت کم لوگوں کے حصہ میں آتا ہے ۔علم کے ساتھ عمل بھی ہو۔ عمل میں خلوص ہو۔ علم، عقل و خرد اور تحمل مزاجی کے جلو میں ہونا ضروری ہے۔ عقل و دانش کا دامن چھوٹ جائے، تحمل مزاجی نہ رہے، تو علم، حکمت سے عاری ہو جاتا ہے ــ اسی طرح عمل میں اخلاص، ستھرا پن، نکھار، ایثار اور للٰہیت کا نور نہ ہو تو تکبر و نخوت، خودسری اور ریاکاری کے سوا کچھ نہیں۔ اسی سے آگے فسق و فجور، الحاد، ارتداد اور کفر و زندقہ جنم لیتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ شریعت کا غلط استعمال یزیدیت، اقتدار کا غلط استعمال فرعونیت اور دولت کا غلط استعمال قارونیت کا رُوپ دھار لیتا ہے ۔علم، عمل اور تبلیغ جان جوکھوں کا کام ہے ۔علم سیکھنا اور پھر عمل کرنا، انفرادی حیثیت تک تو درست ہے مگر اجتماعی فلاح کے لئے تبلیغ کے میدان میں قدم رکھنا خاصا دشوار گزار مرحلہ ہے۔ اس پُرخار راستہ کو طے کرنا فضلِ خداوندی کے بغیر ناممکن ہے ——— موجودہ دور میں،

"وہ آنکھ جس کو ڈھونڈتی ہے وہ نظر آتا نہیں"

اوّل تو آنکھوں کو فرصت ہی نہیں کہ وہ ایسے مردانِ پاکباز کو تلاش کریں۔ اگر یہ جذبہ میسر آ بھی جائے، تو پُرنم ہو کر یوں گریاں کُناں ہوتی ہیں:

"ناخدا ملتا ہے مجھ کو باخدا نہیں"

موجودہ عہدِ پُرفتن میں حضرت علامہ محمد دین چشتی صاحب پر اللہ تعالیٰ کا خصوصی فضل و احسان اور حضور نبیٔ رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی نگاہِ لطف و کرم ہے۔ بفضلِ خداوندی اعلیٰ حضرت گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کا فیضان ہے اور سرکارِ ابد قرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذاتِ اقدس سے پیار، عشق اور محبت انہی کی عطا ہے۔

بقدرِ ظرف مل جاتی ہے سب کو دولتِ مستی

درِ پیرِ مغاں سے کب کوئی ناکام جاتا ہے

"رب راضی تے جگ راضی" جب شیخ کامل نے کرم کیا، تو رحمتِ خداوندی نے سرفراز فرمایا۔ آقا کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے جود و سخا سے نوازا ــ پھر راستے کھلتے گئے ــ عُقدے حل ہوتے گئے ــ نوازشات کی برسات برسی ــ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدّدِ دین و ملت، امام اہلِ سُنّت، عاشقِ مصطفٰے، الشاہ محمد احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی رُوحانی توجہ ہوئی۔ حضور محدثِ اعظم پاکستان حضرت مولانا علامہ محمد سردار احمد رحمۃ اللہ علیہ نے محبت کے دیپ جلائے ــ حضرت فقیہ العصر مفتی محمد امین صاحب مدظلہ نے صحبت سے نوازا۔ پاکستان اور ہندوستان بلکہ تمام عالمِ اسلام کے جید علماء کرام اور مشائخِ عظام نے حضرت علامہ چشتی صاحب مدظلہ کی شخصیت میں نکھار پیدا کر دیا۔

ہلکا پھلکا جسم، میانہ قد، پُروقار چال، رہن سہن میں سادگی، ہر وقت اپنے عظیم مشن کی تکمیل میں سرگرداں ——— خطابت کے میدان میں انتہائی محققانہ انداز، تقریری نشیب و فراز ہو یا خطابت کی جولانی، جذبات کی طغیانی، الفاظ کی روانی کبھی

Scanned with CamScanner

بھی فضا مکدر نہیں ہوتی۔ ادب و انشاء میں ان کی امتیازی حیثیت کا اندازہ زیرِ نظر کتاب کے مطالعہ سے آپ خود لگالیں گے۔ تحریر و تقریر، تدریس ان تینوں امور پر حضرت موصوف کو کامل دسترس حاصل اور اس پر تحقیق کا رنگ غالب رہتا ہے۔

اسلامی مہینوں کے واقعات اور فضائل کی مناسبت سے ہر ماہ کا الگ الگ حصہ "کنز الخطیب" کے نام سے شائع ہو کر منصۂ شہود پر آرہا ہے۔ آپ کی علمی بصیرت اور تحقیقی کاوش کا اندازہ آپ کو اس کتاب کے مطالعہ سے ہو جائے گا ـــــ سمندر کی طرف جائے ـــ اُس کی مرضی کناروں پر سیر کرے ـــــ غوطہ زنی، کشتی بانی، ماہی گیری اور اس سے آگے گوہر و صدف کی تلاش کرے ـــــ کئی مراحل بھی ہیں اور مراتب بھی ؎

عشق کی چوٹ تو لگتی ہے دلوں پر یکساں
ظرف کے فرق سے آواز بدل جاتی ہے

ہر درد مند کی درد بھری آواز پر ہمدرد بن کر لبیک کہنے والے اس مردِ درویش سے محبت و پیار محض اس وجہ سے ہے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے پیاروں سے پیار کیا اور اس ذاتِ اقدس کے پیاروں کے پیار کی پیاری پیاری، میٹھی میٹھی اور بھینی بھینی، خوشبو کے گلدستے سجائے ؎

غالب ندیم دوست سے آتی ہے بوئے دوست

سیّدنا حضور غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذاتِ پاک ستودہ صفات پر جس خوش اسلوبی اور حسنِ عقیدت و محبت سے علامہ چشتی صاحب مدظلہ نے خامہ فرسائی فرمائی ہے، وہ یقیناً قابل داد اور لائق تحسین و آفرین ہے۔ اگرچہ شہنشاہِ بغداد حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہمہ گیر اور ہمہ جہت شخصیت کی سیرت کا مکمل احاطہ کرنا آسان کام نہیں، تاہم اس کتاب میں

شہبازِ لامکانی، محبوبِ سبحانی، قطبِ ربّانی میراں محی الدین سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات و واقعات اور مقبول کرامات کا تذکرہ بڑی تفصیل سے عمدگی اور خوبی سے نبھایا گیا ہے، لیکن پھر بھی اگر حضرت چشتی صاحب مدظلہٗ حضور پیرانِ پیر غوث اعظم دستگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزید فضائل و کمالات اور خصائل و کرامات احاطہ تحریر میں لاتے اور آپ کے کردار و فرمودات پر اور روشنی ڈالتے تو کتاب اس کی متقاضی اور متحمل تھی۔ ایسی باکمال اور بے مثال ہستی پر جس قدر بھی لکھا جائے، تشنگی کا احساس کم نہیں ہوتا، تاہم حضرت علامہ چشتی صاحب مدظلہ نے کتاب میں دریا کو کوزہ میں بند کرنے کی اپنی، بھرپور سعی کی ہے ع

اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ

ان شاء اللہ تعالیٰ یہ کتاب دربارِ غوثیت میں قبولیت خاص اور عوام میں قبولیت عام اور شہرتِ دوام حاصل کرے گی۔ توقع ہے کہ اسی سچی لگن اور عشق سے "کنز الخطیب" کا سلسلہ جاری و ساری رہے گا۔

دلی دعا ہے کہ مولا کریم بجاہِ حبیبہ الکریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم حضرت علامہ چشتی صاحب مدظلہ کو اپنی علمی، دینی، تبلیغی اور اصلاحی کاوشوں کو بارگاہِ خاص میں قبولیت سے نواز کر آپ کا سایہ ملتِ اسلامیہ پر تادیر قائم رکھے اور جملہ مسلمانانِ عالم کو عظمتِ رفتہ کے حصول کی توفیق ارزانی فرمائے۔ آمین بجاہ طٰہٰ و یٰسین۔
(صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وبارک وسلم)

غبارِ راہِ حجاز:
قاضی غلام رسول غازی سیالوی
مرکزی ناظم اعلیٰ، مجلس الدعوۃ الاسلامیہ پاکستان
حال نزیل: محمدی شریف ضلع جھنگ

۲۹ رمضان المبارک ۱۴۱۵ھ
۲ مارچ ۱۹۹۵ء
بروز جمعرات

تقریظ

از: حضرت علامہ معینِ ملت مولانا محمد معین الدین قادری دامت برکاتہم العالیہ
مہتمم اعلیٰ جامعہ قادریہ رضویہ، فیصل آباد

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ

عزیزِ محترم، فاضلِ محتشم مولانا محمد دین چشتی صاحب سلمہٗ، ممتاز عالم دین، تجربہ کار مدرّس اور منجھے ہوئے خطیب ہیں۔ جب یہ طالب علم تھے، ان کی تقاریر اس وقت بھی شوق سے سُنی جاتی تھیں۔ اب جبکہ انہیں فارغ التحصیل ہوئے اور تقریریں کرتے ہوئے ایک طویل مدّت گزر چکی ہے۔ اُن کی تقریروں میں اور زیادہ پختگی اور تاثیر پیدا ہوچکی ہے۔ ان کی تقریروں کی خاصیت یہ ہے کہ یہ موضوع کو بڑی خوبی اور عمدگی کے ساتھ نبھاتے ہیں۔ بیان میں کہیں بھی جھُول پیدا نہیں ہوتا۔ تقریر قرآن و حدیث اور اقوالِ بزرگانِ دین سے مزیّن ہوتی ہے۔ موقع و محل کے مطابق اشعار کا انتخاب تقریر میں مزید شگفتگی پیدا کردیتا ہے۔

عزیزِ محترم نے اپنی تقریروں کو کتابی صُورت میں پیش کرنے کا جو سلسلہ شروع کیا ہے، وہ بڑا مستحسن ہے۔ اس سے جہاں نوآموز مقررین راہنمائی حاصل کرسکیں گے۔ وہاں وہ اہلِ ذوق حضرات، جو جلسوں وغیرہ میں شریک نہیں ہوسکتے، ان کتابوں کے مطالعہ سے اپنے ذوق کی تسکین اور ایمان کی تازگی حاصل کرسکیں گے۔

فقیر نے عزیزِ محترم کی تقریروں کے مجموعے کنز الخطیب دیکھی ہے۔ مطالعہ کرتے ہوئے یُوں محسوس ہوتا ہے، جیسے محفلِ میلاد میں بیٹھ کر تقریر سے لطف اندوز ہوا

جارہا ہے۔ بڑی خوشی کی بات ہے کہ کنز الخطیب کا پہلا حِصّہ ہاتھوں ہاتھ فروخت ہوچکا ہے اور اس کا دوسرا اور تیسرا ایڈیشن بھی شائع ہوکر اہلِ ذوق تک پہنچ چکا ہے۔
کنز الخطیب حِصّہ چہارم کا مسوّدہ میرے پیشِ نظر ہے جس میں ربیع الآخر کی مناسبت سے حضور سرکارِ بغداد سیّدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات و کمالات، فضائل و مناقب اور کرامات بڑی تفصیل کے ساتھ بیان کی گئی ہیں قرآن و حدیث اور دوسری مُستند کتابوں کے حوالوں سے ہر تقریر خاص اہمیّت کی حامل ہے۔

اللہ تعالیٰ عزیز موصوف کو مزید علم و عمل کی دولت سے مالا مال فرمائے اور زورِ خطابت اور حسنِ بیان میں مزید اضافہ و برکت عطا فرمائے۔
آمین ثم آمین بجاہِ سیّد المرسلین صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

الفقیر محمد مُعین الدّین قادری رضوی غفرلہٗ
جامعہ قادریہ رضویہ مُصطفےٰ آباد فیصل آباد

ماہ ربیع الآخر

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ہ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ
عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ہ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَوْلِیَاءِ
اُمَّتِہٖ وَاَھْلِ سُنَّتِہٖ اَجْمَعِیْنَ ہ اَمَّا بَعْدُ ط
فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
اِنَّ عِدَّۃَ الشُّھُوْرِ عِنْدَ اللّٰہِ اثْنَا عَشَرَ شَھْرًا فِیْ
کِتٰبِ اللّٰہِ یَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ -

(سورۃ التوبۃ، پارہ ۱۰، آیت ۳۶)

ترجمہ: بے شک مہینوں کی گنتی اللہ کے نزدیک بارہ مہینے ہیں — اللہ کی کتاب میں، جب سے اُس نے آسمان و زمین بنائے —

حضرات محترم! اس آیت کریمہ میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے قمری سال کے مہینوں کا ذکر فرمایا ہے اور اس بات کی وضاحت کی ہے کہ سال کے مہینوں کی تعداد بارہ ہی ہے - محرم - صفر - ربیع الاوّل کا ذکر کنز الخطیب حصہ اول، دوم، سوم میں گزر چکا ہے، اس لئے اب حصہ چہارم میں ربیع الآخر (یعنی ربیع الثانی) کا ذکر کیا جاتا ہے -

وجہ تسمیہ اسلامی سال کا چوتھا مہینہ ربیع الآخر ہے - اس ماہ مبارک کا نام رکھنے کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ جس وقت اس مہینے کا نام رکھا گیا، اس وقت موسم بہار کا آخر تھا - اس لیے اس ماہ کا نام ربیع الآخر رکھا گیا -

اس ماہ مبارک میں سیدنا و مولانا شیخ الاسلام والمسلمین غوث الثقلین شیخ محی الدین ابو محمد عبد القادر جیلانی الحسنی والحسینی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال مبارک ہوا - وصال شریف کی تاریخ میں اختلاف ہے - نو، گیارہ اور سترہ تاریخیں مختلف روایتوں میں آتی ہیں، مگر گیارہ زیادہ مشہور ہے - محقق علی الاطلاق شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا:

وَقَدِ اشْتَھَرَ فِیْ دِیَارِنَا ھٰذَا الْیَوْمُ الْحَادِیْ عَشَرَ وَھُوَ الْمُتَعَارَفُ عِنْدَ مَشَائِخِنَا مِنْ اَھْلِ الْھِنْدِ مِنْ اَوْلَادِہٖ -

(مَا ثَبَتَ بِالسُّنَّۃِ ص ۱۲۳)

ترجمہ: ہمارے ملک میں آج کل (آپ کی تاریخ وصال) گیارہویں تاریخ مشہور ہے اور ہمارے ہندوستان کے مشائخ اور اُن کی اولاد کے نزدیک یہی متعارف ہے - سال بھر اسی تاریخ کو بزرگ حضرات اور عوام الناس سرکار غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا عرس مبارک کرتے ہیں، جس کو بڑی گیارہویں شریف کہا جاتا ہے - معلوم ہوا سیدی شیخ عبد الحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے دور میں بھی لوگ گیارہویں شریف، گیارہویں تاریخ کو منایا کرتے تھے اور یہ بھی پتہ چلا کہ خود شیخ محقق حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کے عقیدت مندوں میں سے تھے، اس لیے آپ نے گیارہویں شریف کا ذکر کیا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ گیارہویں شریف کا ختم مبارک دلانے کا رواج شیخ محقق کے دور میں بھی پایا جاتا تھا اور یہ طریقہ سلف صالحین سے باقاعدہ چلا آرہا ہے ؎

مشائخ جہاں آئیں بہر گدائی
وہ ہے تیری دولت سرا غوث اعظم (رضی اللہ عنہ)

طریق چشت ہو یا سہروردی، نقشبندی
نظر آیا ہمیں ہر سو اُجالا غوث اعظم کا

اہم واقعات

اس ماہ کے مشہور واقعات میں سے ہے کہ اس ماہ کی تیسری تاریخ کو حجاج بن یوسف نے کعبہ معظمہ پر آگ پھینکی تھی، جبکہ سیدنا ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہاں محصور تھے، جس سے خانہ کعبہ جل گیا تھا اور اسی ماہ میں سیدنا غوث الاعظم جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا وصال ہوا۔ اسی ماہ کی چودھویں تاریخ کو نماز فرض ہوئی۔ (عجائب المخلوقات ص ۴۵)

علاوہ ازیں حضرت عبداللہ بن سلام کا اسلام لانا (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

وفات ام المومنین سیدہ حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔

فتح طرابلس، واقعہ یرموک۔ وفد بنی حارث کا قبولِ اسلام، سریہ بنو ثعلبہ، سریہ بنی طی وغیرہ، اس ماہ کے مشہور تاریخی واقعات میں سے ہیں۔

ربیع الآخر کے نوافل

اسی ماہ کی پہلی اور پندرھویں اور انتیسویں تاریخوں میں جو کوئی چار رکعت نفل پڑھے اور ہر رکعت میں الحمد کے بعد قُلْ ہُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ (سورۃ اخلاص) پانچ پانچ مرتبہ پڑھے، تو اس کے لیے ہزار نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور ہزار بدیاں صاف کی جاتی ہیں اور اُس شخص کے لیے چودہ حوریں پیدا کی جاتی ہیں۔ (جواہر غیبی)

اللہ تبارک و تعالیٰ حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی برکت اور اُن کے طفیل فلاحِ دارین نصیب فرمائے اور اُن کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین! والحمد للہ رب العالمین۔

قرار آتا، خدا کی یاد سے ہے بے قراروں کو
سکوں دیتا ہے ذکرِ حق تعالیٰ دل فگاروں کو

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

علاماتِ و محبتِ اولیاء اللہ

حَمِدْتُ اللّٰہَ حَمْدًا لَا فَنَاءَ وَحْدُہُ الْحَمْدُ لَا یَعْلَمُ سِوَاہُ فَصَلِّ مُحَمَّدًا عَبْدًا رَسُوْلًا وَعِنْدَ اللّٰہِ فِیْ ذٰلِکَ الْجَزَاءِ وَکُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ لِلنَّبِیِّ (صلی اللہ علیہ وسلم) لَکُمْ شَرَفٌ وَفَضْلٌ وَالْغِنَاءُ : اَمَّا بَعْدُ،

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یٰٓاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَکُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ۝

(سورۃ توبہ : آیت ۱۱۹)

ترجمہ: "اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔"

حضراتِ محترم! اس سے قبل "کنز الخطیب" ماہ صفر المظفر کی اشاعت میں اولیاء اللہ، مددِ اولیاء اللہ، اولیاء من دون اللہ کا فرق، اقسام کرامات، ضرورتِ اولیاء اللہ، کراماتِ اولیاء اللہ پر استدلال وغیرہ کا ذکر ہو چکا ہے، اس لئے ماہ ربیع الثانی کے ایڈیشن میں علاماتِ اولیاء اللہ، صحبتِ اولیاء اللہ کا فائدہ اور عداوتِ اولیاء اللہ کے نقصان اور اولیاء اللہ کے طبقات و مراتب کا ابتداء میں ذکر کیا جاتا ہے اور اس کے بعد سید السادات، وارث کتاب اللہ نائب رسول، شہبازِ لامکانی، غوثِ صمدانی، محبوبِ سبحانی، قطبِ ربانی، میراں محی الدین ابو محمد عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خاندان سے وصال تک ۱۰ واعظوں پر مشتمل مکمل سیرت طیبہ کا ذکر کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کے طفیل اپنا قرب نصیب فرمائے۔ آمین!

Scanned with CamScanner

حضراتِ گرامی! اولیاء اللہ، اللہ تعالیٰ کے مقرب بندے ہوتے ہیں۔ یہ بندے مختلف درجات و مراتب اور مقامات کے حامل ہوتے ہیں۔ ان اولیاء اللہ کی پہچان کی اہلِ معرفت نے بہت سی علامتیں بیان کی ہیں، جن میں سے چند علامات کا ذکر کیا جاتا ہے:

علاماتِ اولیاء اللہ

ایک دن رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام سے ارشاد فرمایا: کیا میں تمہیں نیک بندوں کی علامات بتاؤں؟ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی: ہاں! یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم، تو آپ نے ارشاد فرمایا:

خِیَارُکُمُ الَّذِیْنَ اِذَا رُءُوْا ذُکِرَ اللّٰہُ۔ (مشکوٰۃ ص۴۲۶)

ترجمہ: "تم میں بہترین وہ لوگ ہیں، جن کے دیکھنے سے خدا یاد آئے۔"

بحرالرائق میں ہے: "ولی اللہ وہ ہے جو اپنے نفس کا دشمن ہو، یعنی اللہ تعالیٰ کی محبت میں اپنے نفس کو مار دے۔"

اولیاء اللہ کی یہ صفت ہے کہ عنوانِ شریعت اور برہانِ طریقت ہوں۔ ان کا ظاہر تو احکامِ شریعت سے آراستہ ہو اور ان کا باطن انوارِ فقر سے پیراستہ ہو۔ (کشف الاسرار ص—)

ولی اللہ وہ ہیں، جو محض رضائے الٰہی کے لیے دوستی رکھیں (تفسیر حسینی ج۱ ص۳۰۰)

عارفِ رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

چوں خدا خواہد کہ ما یاری کند میلِ او جانبِ زاری کند
اے خنک چشمے کہ او گریانِ او وے ہمایوں دل کہ او بریانِ او

میانِ عاشق و معشوق ہیچ حائل نیست
تو خود حجابِ خودی حافظ از میاں برخیز (حافظ شیرازی)

ولی اللہ وہ ہے جو اپنے حال میں فانی ہو اور اللہ تعالیٰ کے مشاہدے میں باقی ہو۔ (قول حضرت ابوالمظفر رحمۃ اللہ علیہ)

ولی اللہ وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کا قطعاً خوف نہ ہو اور نہ اُسے کسی قسم کا رنج اور غم ہو۔ (قول جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ)

ولی اللہ وہ ہے جو نفس کا تابع فرمان نہ ہو اور صبر و تحمل سے اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کرے۔ (قول حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ)

(نفحات الانس ص۴۲، کشف المحجوب فارسی ص۲۱۰)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشادِ گرامی ہے: جو شخص خدا تعالیٰ سے ڈرتا ہے، اس سے ہر چیز ڈرتی ہے اور جو اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتا، اُس کو سب چیزیں ڈراتی ہیں۔ (کیمیائے سعادت ص۵۸۱)

حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

تو از حکمِ داور گردن مپیچ نہ پیچد ز حکمِ تو گردن ہیچ

ترجمہ: تو اللہ کے حکم سے گردن نہ پھیر تو تمام کائنات تیرے حکم سے گردن نہ پھیرے گی

حضراتِ محترم! دورِ حاضر میں جعلی پیر طرح طرح کے ہتھکنڈوں کو استعمال کرتے ہیں۔ بعض تو نماز سے منع کرتے ہیں اور بعض خلافِ شرع امور ہی کو تصوف اور ولایت بتاتے ہیں۔ ان نام نہاد پیروں سے بچیں اور یاد رکھیں اللہ کا ولی وہ ہے جس کا چلنا پھرنا، کھانا پینا، غرضیکہ زندگی کا ہر معمول شریعتِ مطہرہ کے مطابق ہو۔ اگر کوئی آدمی ہوا میں اُڑ کر بھی دکھائے، مگر وہ شریعت کا پابند نہ ہو تو ایسے شخص کو ولی نہ سمجھیں۔ ولی کی اس دور میں سب سے بڑی کرامت پابندیٔ شریعت جانیں۔ شیخ سعدی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ؎

خلاف پیمبر کسے راہ گزید
کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

عداوتِ اولیاء اللہ

برادرانِ اسلام! اولیاء اللہ سے محبت باعثِ سعادت ہے اور اولیاء اللہ سے عداوت بدبختی اور شقاوت ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی قَالَ مَنْ عَادٰی لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ اٰذَنْتُهٗ بِالْحَرْبِ۔
(مشکوٰۃ ص ۱۹۷)

ترجمہ: "حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیشک اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: جو شخص میرے ولی (دوست) کے ساتھ دشمنی رکھے، بیشک میں اس سے اعلانِ جنگ کرتا ہوں"۔

حضراتِ محترم! اللہ تعالیٰ سے کوئی جنگ نہیں کر سکتا ہے، جو خدا کی رضا چاہتا ہے، وہ اولیاء اللہ سے عداوت نہ رکھے، اور جو اولیاء اللہ کا دشمن ہے خواہ وہ کتنی نمازیں کیوں نہ پڑھے اور روزے کیوں نہ رکھے، اللہ تعالیٰ ایسے شخص سے راضی نہیں ہوتا اور جو اولیاء اللہ سے عداوت رکھے۔ اللہ تعالیٰ اس پر قہر و غضب نازل فرماتا ہے۔

امام یافعی کا قول

حضرت امام یافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:

قَالَ الشُّیُوْخُ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمْ اَقَلُّ عُقُوْبَةِ الْمُنْكِرِ عَلَی الصَّالِحِیْنَ اَنْ یُّحْرَمَ بَرَكَتَهُمْ قَالُوْا وَیُخْشٰی عَلَیْهِ سُوْءُ الْخَاتِمَةِ۔ (روض الریاحین صـ)

ترجمہ: "مشائخ عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں کہ منکرینِ اولیاء اللہ کی سب سے معمولی سزا یہ ہے کہ وہ ان کی برکات و فیوضات سے محروم رہیں گے اور منکرین پر برے خاتمے کا خوف ہے۔"

؎ مَنِ اعْتَزَّ بِالْمَوْلٰی فَذَاكَ جَلِیْلٌ
وَمَنْ رَامَ عِزًّا مِنْ سِوَاهُ ذَلِیْلٌ (یافعی)

ترجمہ: جو ولی کی عزت کرے، وہ بڑا ہے،
اور جو ولی کی عزت نہ کرے، وہ ذلیل ہے

عارف رومی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں ؎

از خدا خواہیم توفیقِ ادب
بے ادب محروم ماند از فضلِ رب

ترجمہ: "میں اللہ تعالیٰ سے ادب کی توفیق چاہتا ہوں۔
بے ادب اللہ تعالیٰ کے فضل سے محروم رہتا ہے۔"

عارف کھڑی شریف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

بے ادباں مقصود نہ حاصل نہ درگاہے ڈھوئی
باہجھ ادب دے منزل تیکر پہنچ نہ سکیا کوئی

شیخ الاسلام ہروی کا قول

الٰہی چیست این کہ دوستاں خود را کردی، ہر کہ ایشاں را شناخت ترا یافت و تا ترا نیافت ایشاں را نشناخت۔ بغض این طائفہ سمِ قاتل است و طعن ایشاں موجب حرماں ابدی است۔" (مکتوبات دفتر اول، حصہ دوم)

ترجمہ: "الٰہی تو نے اپنے دوستوں کو کیا کچھ عطا فرمایا، جس نے ان کو پہچانا، تجھے پالیا اور جب تک تجھ کو نہ پایا۔ ان (اولیاء اللہ) کو نہ پہچانا، اس گروہ کا بغض زہرِ قاتل ہے اور ان پر طعن کرنا ہمیشہ کے لیے مایوسی ہے۔"

Scanned with CamScanner

حضرت مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد — میلش اندر طعنۂ پاکاں برد

ترجمہ: "جب خدا کسی کا پردہ پھاڑنا چاہتا ہے،
تو اُس کی رغبت پاکوں کے طعنوں میں ہو جاتی ہے۔"

حضرت جنید بغدادی کا قول

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:

مَنْ قَعَدَ مَعَ هٰؤُلَاءِ الْقَوْمِ وَخَالَفَهُمْ فِيْ شَيْءٍ مِّمَّا يَتَحَقَّقُوْنَ بِهٖ نَزَعَ اللّٰهُ تَعَالٰى مِنْهُ نُوْرَ الْاِيْمَانِ۔

(طبقاتِ کبریٰ جلد اوّل ص ۹)

ترجمہ: "جو شخص اللہ کے ولیوں کے ساتھ بیٹھے اور ان حضرات کی تحقیق شدہ بات کی مخالفت کرے، تو اللہ تعالیٰ اس سے نورِ ایمان کھینچ لیتا ہے۔"

معلوم ہوا جو شخص اولیاء اللہ سے دشمنی رکھتا ہے، وہ کبھی کامیابی حاصل نہیں کر سکتا اور ایسا عیب بین شخص نورِ ایمان سے محروم رہتا ہے۔

محبتِ اولیاء اللہ

برادرانِ اسلام! اولیاء اللہ کی محبت کے بے شمار فوائد حاصل ہوتے ہیں۔
حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب "گلستان" میں ایک تمثیل نقل فرماتے ہیں ؎

گلے خوشبوئے در حمام روزے — رسید از دست محبوبے بدستم
بدو گفتم کہ مشکی یا عبیری — کہ از بوئے دل آویز تو مستم
بگفتا من گلِ ناچیز بودم — ولیکن مدتے با گل نشستم

جمالِ ہمنشیں در من اثر کرد — وگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم

ترجمہ: ایک دن مجھے حمام میں خوشبودار مٹی دوست کے ہاتھ سے ملی۔ میں نے اس مٹی سے سوال کیا کہ تو مشک ہے یا کہ عنبر کہ تیری خوشبو سے میرا دل مست ہو گیا ہے۔ مٹی نے کہا: میں وہی عاجز مٹی ہوں، مگر پھول کی صحبت میں کچھ عرصہ رہی ہوں۔ اُس کی محبت نے مجھ پر یہ اثر کیا کہ خوشبودار ہو گئی، ورنہ میں تو وہی ناچیز مٹی ہوں۔"

حضرت شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ یہ مثال پیش فرما کر مسئلہ سمجھا رہے ہیں کہ اگر مٹی کو پھول کی صحبت اور محبت سے فیض حاصل ہو سکتا ہے تو اولیاء اللہ کی محبت اور صحبت سے یقیناً فیوض و برکات ملتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں یوں ارشاد فرماتا ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ ۝

(پ ۱۱ - سورۂ توبہ - آیت ص ۱۱۹)

ترجمہ: "اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔"

اس آیۂ کریمہ میں اولیاء کرام کی محبت کا حکم دیا گیا ہے اور حدیث پاک میں ہے:

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِلّٰهِ مَلَائِكَةً يَطُوْفُوْنَ فِي الطُّرُقِ يَلْتَمِسُوْنَ اَهْلَ الذِّكْرِ فَاِذَا وَجَدُوْا قَوْمًا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ تَنَادَوْا هَلُمُّوْا اِلٰى حَاجَتِكُمْ قَالَ فَيَحُفُّوْنَهُمْ بِاَجْنِحَتِهِمْ اِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا قَالَ فَيَسْاَلُهُمْ رَبُّهُمْ وَهُوَ اَعْلَمُ بِهِمْ مَا يَقُوْلُ عِبَادِيْ قَالَ يَقُوْلُوْنَ يُسَبِّحُوْنَكَ وَيُكَبِّرُوْنَكَ وَيَحْمَدُوْنَكَ وَيُمَجِّدُوْنَكَ قَالَ فَيَقُوْلُ هَلْ رَاَوْنِيْ قَالَ فَيَقُوْلُوْنَ لَا وَاللّٰهِ مَا رَاَوْكَ قَالَ فَيَقُوْلُ كَيْفَ لَوْ رَاَوْنِيْ قَالَ فَيَقُوْلُوْنَ لَوْ رَاَوْكَ كَانُوْا اَشَدَّ لَكَ عِبَادَةً وَاَشَدَّ لَكَ تَمْجِيْدًا وَاَكْثَرَ لَكَ تَسْبِيْحًا قَالَ فَيَقُوْلُوْنَ

Scanned with CamScanner

فَمَا يَسْأَلُوْنَ قَالُوْا يَسْأَلُوْنَكَ الْجَنَّةَ قَالَ يَقُوْلُ وَهَلْ رَأَوْهَا
فَيَقُوْلُوْنَ لَا وَاللّٰهِ يَا رَبِّ مَا رَأَوْهَا قَالَ يَقُوْلُ فَكَيْفَ لَوْ رَأَوْهَا
قَالَ يَقُوْلُوْنَ لَوْ أَنَّهُمْ رَأَوْهَا كَانُوْا أَشَدَّ عَلَيْهَا حِرْصًا وَأَشَدَّ
لَهَا طَلَبًا وَأَعْظَمَ فِيْهَا رَغْبَةً قَالَ فَمِمَّ يَتَعَوَّذُوْنَ قَالَ يَقُوْلُوْنَ
مِنَ النَّارِ قَالَ يَقُوْلُ فَهَلْ رَأَوْهَا قَالَ يَقُوْلُوْنَ لَا وَاللّٰهِ يَا رَبِّ
مَا رَأَوْهَا قَالَ يَقُوْلُ فَكَيْفَ لَوْ رَأَوْهَا قَالَ يَقُوْلُوْنَ لَوْ رَأَوْهَا كَانُوْا
أَشَدَّ مِنْهَا فِرَارًا وَأَشَدَّ لَهَا مَخَافَةً قَالَ فَيَقُوْلُ فَأُشْهِدُكُمْ أَنِّيْ
قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ قَالَ يَقُوْلُ مَلَكٌ مِنَ الْمَلَائِكَةِ فِيْهِمْ فُلَانٌ
لَيْسَ مِنْهُمْ إِنَّمَا جَاءَ لِحَاجَةٍ قَالَ هُمُ الْجُلَسَاءُ لَا يَشْقٰى جَلِيْسُهُمْ
رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَفِيْ رِوَايَةِ مُسْلِمٍ قَالَ إِنَّ لِلّٰهِ مَلَائِكَةً سَيَّارَةً
فُضُلًا يَبْتَغُوْنَ مَجَالِسَ الذِّكْرِ فَإِذَا وَجَدُوْا مَجْلِسًا فِيْهِ ذِكْرٌ قَعَدُوْا
مَعَهُمْ وَحَفَّ بَعْضُهُمْ بَعْضًا بِأَجْنِحَتِهِمْ حَتّٰى يَمْلَؤُوْا مَا بَيْنَهُمْ وَ
بَيْنَ السَّمَاءِ الدُّنْيَا فَإِذَا تَفَرَّقُوْا عَرَجُوْا وَصَعِدُوْا إِلَى السَّمَاءِ
قَالَ يَسْأَلُهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ أَعْلَمُ مِنْ أَيْنَ جِئْتُمْ فَيَقُوْلُوْنَ جِئْنَا مِنْ
عِنْدِ عِبَادِكَ فِي الْأَرْضِ يُسَبِّحُوْنَكَ وَيُكَبِّرُوْنَكَ وَيُهَلِّلُوْنَكَ وَ
يَحْمَدُوْنَكَ وَيَسْأَلُوْنَكَ قَالَ وَمَاذَا يَسْأَلُوْنِيْ قَالُوْا يَسْأَلُوْنَكَ
جَنَّتَكَ قَالَ وَهَلْ رَأَوْا جَنَّتِيْ قَالُوْا لَا أَيْ رَبِّ قَالَ وَكَيْفَ رَأَوْا
جَنَّتِيْ قَالُوْا وَيَسْتَجِيْرُوْنَكَ قَالَ وَمِمَّ يَسْتَجِيْرُوْنِيْ قَالُوْا مِنْ
نَارِكَ قَالَ وَهَلْ رَأَوْا نَارِيْ قَالُوْا لَا قَالَ فَكَيْفَ لَوْ رَأَوْا نَارِيْ
قَالُوْا يَسْتَغْفِرُوْنَكَ قَالَ فَيَقُوْلُ قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ فَأَعْطَيْتُهُمْ مَا
سَأَلُوْا وَأَجَرْتُهُمْ مِمَّا اسْتَجَارُوْا قَالَ يَقُوْلُوْنَ رَبِّ فِيْهِمْ فُلَانٌ

عَبْدٌ خَطَّاءٌ وَإِنَّمَا مَرَّ فَجَلَسَ مَعَهُمْ قَالَ فَيَقُوْلُ وَلَهُ غَفَرْتُ
هُمُ الْقَوْمُ لَا يَشْقٰى بِهِمْ جَلِيْسُهُمْ۔ (مشکوٰۃ شریف ص۱۹۷)

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ کے فرشتے راستوں میں پھرتے ہیں۔ اہلِ ذکر کو تلاش کرتے رہتے ہیں، جب ایسی قوم کو پاتے ہیں، جو اللہ کا ذکر کر رہے ہوں، تو ایک دوسرے کو آواز دیتے ہیں کہ اپنی جماعت کی طرف آؤ۔ آپ نے فرمایا کہ فرشتے ان کو آسمانِ دُنیا تک ڈھانپ لیتے ہیں۔ فرمایا کہ جب وہ اللہ تعالیٰ کے پاس جاتے ہیں تو خدا تعالیٰ ان سے پوچھتا ہے، حالانکہ وہ ان سے بہتر جانتا ہے، میرے بندے کیا کہتے ہیں فرشتے عرض کرتے ہیں کہ وہ تیری پاکی بیان کرتے ہیں اور تیری بڑائی بیان کرتے ہیں، اور تیری تعریف کرتے ہیں اور تیری بزرگی بیان کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: کیا انہوں نے مجھے دیکھا ہے؟ تو فرشتے عرض کرتے ہیں، نہیں، خدا کی قسم! انہوں نے تجھے نہیں دیکھا۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: فرشتے عرض کرتے ہیں: یا اللہ! اگر وہ تجھے دیکھ لیتے، تو تیری عبادت بہت زیادہ کرتے اور تیری بڑائی بہت بیان کرتے اور تیری پاکی بہت بیان کرتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے فرشتو! تم گواہ رہو، میں نے ان سب کو بخش دیا۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: فرشتوں میں سے ایک فرشتہ عرض کرتا ہے: اے اللہ! فلاں شخص ان میں سے نہیں ہے۔ وہ کسی حاجت کے لیے یہاں آیا تھا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: وہ ایسے بیٹھنے والے ہیں کہ ان حضرات کا ہم نشین کبھی بدبخت نہیں ہو سکتا۔"

برادرانِ محترم! انسان تو اشرف المخلوقات ہے، مگر ایک کتّا اصحابِ کہف کا، جو چند روز صحبتِ اولیاءِ کرام میں رہا، اُس نے غیر انسان ہو کر بھی باعزت مقام حاصل کر لیا۔ تو پھر جب ایک مومن اولیاءِ کرام کی صحبت میں بیٹھے گا تو کس قدر

عظیم مقام حاصل کرے گا؟ عارفِ کھڑی شریف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

؎ آہو ہمت مرداں والی، ایہو کم کریندی
مرداں دے در ڈھنڈے ناہیں شامت تد مریندی

؎ تمنّا دردِ دل کی ہو تو کر خدمت فقیروں کی
نہیں ملتا یہ گوہر بادشاہوں کے خزینوں میں (اقبالؒ)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی یَقُوْلُ اَنَا مَعَ عَبْدِیْ اِذَا ذَکَرَنِیْ وَتَحَرَّکَتْ بِیْ شَفَتَاهُ۔ (مشکوٰۃ ص ۱۹۹)

ترجمہ: حضرت سیدنا ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: "جب میرا بندہ مجھے زبان اور دل سے یاد کرتا ہے میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔"

حضرتِ عارف رومی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں ؎

ہر کہ خواہد ہم نشینی با خدا — او نشیند در حضور اولیاء
نورِ حق ظاہر بود اندر ولی — نیک بیں باشی اگر اہلِ دلی

ترجمہ: "جو شخص اللہ تعالیٰ کا قرب اور ہم نشینی حاصل کرنا چاہتا ہے، وہ اولیاء کرام کی صحبت و حاضری اختیار کرلے۔ اللہ تعالیٰ کا نور اولیاء اللہ میں جلوہ گر ہوتا ہے تو اہل دل ہے تو بنظرِ عقیدت ملاحظہ کرلے۔"

حدیث شریف میں ہے:

اِذَا مَرَرْتُمْ بِرِیَاضِ الْجَنَّةِ فَارْتَعُوْا قَالُوْا وَمَا رِیَاضُ الْجَنَّةِ قَالَ حِلَقُ الذِّکْرِ (مشکوٰۃ ص ۱۹۸)

ترجمہ: "جب تم جنت کی کیاریوں سے گزرو، تو چرو۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی، یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیک وسلم) جنت کی کیاریوں سے کیا مراد ہے؟ فرمایا: اللہ تعالیٰ کے ذکر کے حلقے" (یعنی مجالس اولیاء اللہ)

اولیاء کرام علیہم الرضوان کی محبت میں خدا یاد آتا ہے۔ ایمان تازہ ہوتا ہے بلکہ اولیاء اللہ کی علامت بھی یہی ہے کہ انہیں دیکھ کر خدا تعالیٰ یاد آجاتے۔

اور یہی فرمان ہے حضور سید الانبیاء حبیب کبریاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

اَلَا اُنَبِّئُکُمْ بِخِیَارِکُمْ قَالُوْا بَلٰی یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْكَ وَسَلَّمَ قَالَ خِیَارُکُمْ اِذَا رُءُوْا ذُکِرَ اللّٰهُ (مشکوٰۃ ص ۴۲۷)

ترجمہ: کیا میں تمہیں نیک بندوں کی علامت نہ بتاؤں؟ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی، یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! ہاں ارشاد فرمائیں۔ فرمایا: تم میں سے بہترین لوگ وہ ہیں، جن کی زیارت کرنے سے خدا یاد آجائے۔

دردمنداں دے سخن محمدؐ دیہن گواہی حالوں
جس پلے پھل بدھے ہوون آوے بو رومالوں

حضرت امام غزالی کا ارشاد

حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ جب ہم کو کوئی مسئلہ درپیش آجائے اور کتاب و سنت میں نہ پائیں تو کس طرح کریں؟ ارشاد فرمایا:

سَلُوا الصَّالِحِیْنَ وَاجْعَلُوْهُ شُوْرٰی بَیْنَهُمْ۔

ترجمہ: "نیکوکاروں سے سوال کرو اور ان کے مشورے پر عمل کرو۔"

(احیاء العلوم، جلد اوّل، ص ۲۸)

خواجۂ خواجگاں فخرِ چشتیاں سیدی خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: صحبتِ نیکاں بہ از کارِ نیک و محبتِ بداں بدتر از کارِ بد۔

(اخبار الاخیار ص ۲۹)

ترجمہ: "نیکوں کی صحبت، نیک کام سے بہتر ہے اور بُروں کی محبت بُرے کام سے بدتر ہے"

حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ہم چوں بُلبُل دوستیِ گل گزیں   تا شوی باخبر من گل ہم نشیں
صحبتِ صالح ترا صالح کند   صحبتِ طالع ترا طالع کند

ترجمہ: "بُلبُل کی طرح پھول کی دوستی اختیار کر، تاکہ تجھے معلوم ہو کہ میں پھول کا ہم نشین ہوں۔"

نیکوں کی صحبت تجھے نیک بنا دے گی۔ بُروں کی صحبت تجھے بُرا کر دے گی۔

علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

اس مردِ خود آگاہ و خدا مست کی صحبت
دیتی ہے گداؤں کو شکوہِ جم و پرویز

؎ نہ تخت و تاج میں نے لشکر و سپاہ میں ہے
جو بات مردِ قلندر کی بارگاہ میں ہے

کسی پنجابی شاعر نے کہا ہے ؎

چنگیاں دے لڑ لگیاں میری جھولی پھُل پیئے
مندیاں دے لڑ لگیاں میرے گلے وی ڈھل گئے

مولا کریم بجاہِ نبیِ رؤف و رحیم علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے اولیاءِ کرام کی محبت و صحبت نصیب فرمائے اور دنیا و آخرت میں ان کی رفاقت و سنگت عطا فرمائے، آمین!

طبقات و مراتب اولیائے کرام

عالمِ انفاس

برادرانِ اسلام! طریقۂ ولایت میں تمام اولیاء اللہ کا مشترکہ نام تو عالمِ انفاس ہے، لیکن ان حضرات کے کئی طبقات و مراتب ہیں۔

ان میں سے کچھ تو ایسے ہیں کہ اُن کی ہر دور میں تعداد معین ہوتی ہے۔ اور ان میں سے کچھ وہ ہیں، جن کی تعداد معین نہیں ہوتی۔

اقطاب

یہ مقربینِ خدا میں سے ہوتے ہیں اور اپنے زمانے میں گروہِ اولیاء کے سردار ہوتے ہیں اور ان کا اطلاق بغیر اضافت کے ہو تو یہ قطب زمانہ بھر میں صرف ایک ہی ہوگا اور اگر اضافت سے ہو تو، مثلاً شہر کا قطب، جماعت کا قطب، تو یہ معنی بھی مجازاً لیا جاتا ہے۔ بہرحال مطلق قطب صرف ایک ہوتا ہے، اسے غوث بھی کہتے ہیں۔

ائمہ

یہ ہر دور میں صرف دو ہوتے ہیں، تیسرا ہرگز نہیں ہوتا اور یہ دونوں قطب کی وفات کی صورت میں اس کے نائب ہوتے ہیں، ان میں سے ایک عالمِ ملکوت کے مشاہدے میں مستغرق رہتا ہے اور دوسرا عالمِ ملک تک محدود ہوتا ہے۔

اوتاد

یہ صرف چار حضرات ہوتے ہیں اور کسی دور میں ان کی کمی بیشی نہیں ہوتی۔ ان میں سے ایک مشرق، دوسرا مغرب، تیسرا جنوب اور چوتھا شمال میں ولایت کا مرکز ہوتا ہے۔

ابدال

یہ سات ہوتے ہیں، اس سے کم یا زیادہ نہیں ہوتے۔ اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے اقلیمِ سبعہ کی حفاظت فرماتا ہے اور اسے ابدال اس لیے کہتے ہیں کہ یہ ایک جگہ کو بدل کر وہاں اپنا قائم مقام معین کرتے رہتے ہیں۔

Scanned with CamScanner

نُقَبَاء — یہ ہر دور میں صرف بارہ ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں شریعت کے علوم دیئے ہیں۔

نُجُبَاء — یہ ہر دور میں آٹھ ہوتے ہیں، ان کے حال سے ہی ان کی قبولیت کا پتہ چلتا ہے

حَواری حضرات — یہ ہر دور میں صرف ایک ہوتا ہے۔ جب وہ انتقال کر جاتا ہے تو دوسرا اُس کی جگہ سجادہ نشین ہوتا ہے۔

رُجبی حضرات — یہ ہر دور میں صرف چالیس ہوتے ہیں، ان کو رُجبی اس لیے کہتے ہیں کہ رجب کی پہلی تاریخ سے آخری تاریخ تک ان پر کیف و مستی طاری رہتی ہے۔

خُتَم — یہ ہر دور میں ساری دنیا میں صرف ایک ہوتا ہے اور اولیاء میں اس سے بڑی کوئی ہستی نہیں ہوتی۔

ترجمانِ قلبِ آدم علیہ السلام — قلبِ آدم علیہ السلام کے مطابق دلوں والے تین سو حضرات ہوتے ہیں۔ یہ ہر دور میں اتنے ہی ہوتے ہیں۔ قلبِ آدم علیہ السلام کے مطابق اس کا معنی ہے کہ معارفِ الٰہی کی قبولیت میں، یہ لوگ ہر زمانے میں ۳۰۰ ہوتے ہیں یا ساری دنیا میں۔

ترجمانِ قلبِ نوح علیہ السلام — یہ چالیس حضرات ہیں۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا، میری اُمت میں چالیس آدمی قلبِ نوح علیہ السلام کے مطابق ہیں۔

ترجمانِ قلبِ ابراہیم علیہ السلام — یہ سات آدمی ہیں اور یہ دُعائے ابراہیمی کا وِرد کرتے ہیں اور ہمیشہ سات ہی رہتے ہیں۔

ترجمانِ جبرائیل علیہ السلام — یہ پانچ نمائندے ہیں اور قلبِ جبرائیل علیہ السلام کے ترجمان ہوتے ہیں۔ کم یا زیادہ نہیں ہوتے، یہ ولایت کے بادشاہ ہیں۔

حضرت میکائیل علیہ السلام کے نمائندے — یہ بھی ہر دور میں تین ہوتے ہیں۔ یہ حضرات نرمی اور خیر کا منبع ہوتے ہیں، ان میں انتہائی شفقت ہوتی ہے۔

حضرت اسرافیل علیہ السلام کا نمائندہ — یہ فردِ واحد ہے اور ہر دور میں ایک ہی ہوتا ہے

مردانِ عالم الناس — یہ ہر دور میں کئی ہوتے ہیں اور حضرت داؤد علیہ السلام کی صفات کا مظہرِ اَتم ہوتے ہیں۔

رجال الغیب — یہ دس حضرات ہوتے ہیں، ان پر ہمیشہ انوارِ الٰہی کا نزول ہوتا ہے اور یہ اہلِ خشوع ہوتے ہیں، اور سرگوشی میں بات چیت کرتے ہیں۔

مظہرِ امرِ الٰہی — یہ وہ حضرات ہیں جو امرِ الٰہی کو امرِ الٰہی سے ظاہر کرتے ہیں۔ حقوق اللہ کو قائم کرتے ہیں اور ان کی تعداد ہمیشہ ۱۸ ہوتی ہے۔

قوتِ خداوندی کے مظہر رجال — یہ آٹھ حضرات ہوتے ہیں۔ قرآن کریم میں ان کی علامت اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ ہے۔ یعنی کافروں پر سخت ہیں۔ انہیں رجالِ قہر بھی کہتے ہیں۔

قوتِ خداوندی کے مظہر پانچ حضرات

ان اوپر والے آٹھ کی طرح پانچ اور حضرات ہیں اور قوت میں آٹھ کی طرح ہی ہیں، مگر ان میں رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ کے مطابق نرمی پائی جاتی ہے۔

توجہاتِ الٰہی کے پندرہ نمائندے

نوازشاتِ خداوندی اور توجہاتِ الٰہی کے پندرہ نمائندے ہیں، ان کی نگاہ، مخلوقِ خدا پر سخاوت وجود کی حیثیت سے پڑتی ہے۔

چار نفوسِ قدسیہ

ہر دور میں چار نفوس ہوتے ہیں، ان کی کیفیت ہیبت و جلال والی ہوتی ہے۔

رجالِ فتح

یہ ہمیشہ ۲۴ ہی ہوتے ہیں اور ان ہی کے ذریعے اہل اللہ کے دلوں پر معارف و اسرار کے غنچے وارد ہوتے ہیں۔ رات اور دن چوبیس ساعت کا ہے۔ ہر ساعت کے لیے ایک بزرگ ہیں۔ یہ اطرافِ دنیا میں ہوتے ہیں اور معارف فرماتے ہیں۔

ہر دور کے سات مردانِ حق

یہ ہر دور کے سات مردانِ حق ہیں، انہیں رجال المدارج العلیٰ (بلند مرتبہ والے مردانِ حق) کہتے ہیں۔

تحت اسفل

یہ اکیس نمائندگان ہیں اور یہ حضرات دوامی حضوری سے مستفیض ہیں۔

امحار الٰہی و کونی

یہ تین نمائندہ حضرات ہیں۔ اللہ کریم سے امداد طلب کرتے ہیں اور مخلوقِ خدا کو مدد دیتے ہیں۔

الٰہیون و رحمانیون

الٰہیون و رحمانیون، یہ تین حضرات ہیں۔ یہ ابدال تو نہیں، البتہ ابدال کے مشابہ ہوتے ہیں۔

فردِ وحید

فردِ وحید، یہ کبھی عورت بھی ہوتی ہے، اسے ہر چیز پر قدرت و غلبہ حاصل ہے اور یہی مقام سیدنا حضور غوثِ اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز کو حاصل ہے۔

ہر زمانے کا مرکب و ممتزج فردِ واحد

اس مقام پر اس کے دور میں کوئی دوسرا فائز نہیں ہوتا۔ یہ اپنے اندر بے پناہ صلاحیت رکھتا ہے۔

مردِ وحید

ایک ہی مرد، جس کے دقائق کُل عالم میں پھیلے ہوں، یہ قطب تو نہیں ہوتا، مگر بعض اوقات شبہ پڑتا ہے کہ شاید یہ قطب ہے۔

منکسر المزاج

یہ ایسے عالی مقام حضرات ہیں جو منکسر المزاج، صاحبِ حیا اور معارفِ الٰہی کا گنجینہ ہوتے ہیں۔

دو مردانِ غنا

یہ دو حضرات ہوتے ہیں، ایک کے ذمے عالمِ شہادت کی امداد اور دوسرے کے ذمے عالمِ ملکوت کی امداد ہوتی ہے۔

فردِ وحید

یہ ایک ہی ہوتے ہیں، کاندھے کا گوشت کانپتا رہتا ہے۔ یہ خوفِ الٰہی سے کانپتے ہیں اور پیکرِ خشیت و تقویٰ ہوتے ہیں۔

عینِ تحکیم و زوائد

یہ ہر دور میں ہمیشہ دس مردانِ حق ہوتے ہیں، غیب و عیاں میں ان کے لیے کوئی فرق نہیں ہوتا۔

بارہ بُدَلاء

یہ ابدال نہیں، بلکہ بُدَلا ہیں۔ انہیں بدلا اس لیے کہتے ہیں کہ ان میں سے ایک حاضر ہو کر بارہ کا کام پورا کر دیتا ہے۔

Scanned with CamScanner

مردانِ اشتیاق یہ حضرات پانچ ہوتے ہیں۔ دن رات عبادت میں لگے رہتے ہیں۔

نفوسِ قدسیہ یہ چھ حضرات ہوتے ہیں۔ سیدی ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ سنہ ۵۹۹ھ میں طواف کے دوران میں نے اُن سے بہت سے سوالات کیے اور انہوں نے جوابات ارشاد فرمائے۔

الحاصل : اس جہان میں ہر امرِ محصور کے لیے اللہ تعالیٰ کے معدود بندے ہوتے ہیں، جن کے ذریعے اللہ کریم اس امر کی حفاظت فرماتے ہیں۔
یہ ان اولیاء کرام کا ذکر تھا، جن کی تعداد معین ہے۔

غیر معین عدد والے رجال

حضور سیدی محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں،
"اُس بابِ اوّل میں جن اولیاء کرام کا ذکر کیا، اُن کی تعداد معین ہے اور اس میں کمی بیشی نہیں ہوتی اور ہر دور میں وہ اسی تعداد میں مخصوص ہوتے ہیں" اس کے بعد آپ نے ان اولیاء کرام کا تذکرہ فرمایا، جن کی تعداد معین نہیں ہوتی۔

ملامتیہ حضرات یہ حضرات اپنے طرق و طریقت کے پیشوا ہوتے ہیں اور یہ حکماء ہوتے ہیں۔ یہ ہر چیز کو مناسب جگہ پر معین کرتے ہیں۔ امورِ دنیا کو دنیا کے لیے چھوڑتے ہیں اور امورِ آخرت کو آخرت کے لیے۔ ان کی تعداد کم و بیش ہوتی رہتی ہے۔

فقراء یہ حضرات بھی غیر معین ہوتے ہیں یعنی ان کی تعداد کبھی متعین نہیں ہوتی۔ مولیٰ کریم کا ارشادِ گرامی ہے :

يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ إِلَى اللَّهِ (سورۃ فاطر آیت ۱۵)
ترجمہ: "اے لوگو! تم سب اللہ کے محتاج ہو۔"

صُوفیاء یہ بھی غیر معین ہیں، یعنی ان کی تعداد معین نہیں ہے۔ یہ کبھی بھی میرے لیے، میرے پاس، یا میرا سامان میرا کا لفظ استعمال نہیں کرتے، یعنی کسی چیز کو اپنی جانوں کی طرف منسوب نہیں کرتے۔ یہ حضرات حسبِ ضرورت اپنی کرامات کا ظہور کرتے ہیں تاکہ دین کی صحت پر دلیل قائم کریں۔

سیاح ان کی تعداد بھی معین نہیں ہوتی۔ یہ فرائض ادا کرتے ہیں۔ ان کا ایک گروہ پہاڑوں، کھائیوں، ساحلوں اور وادیوں میں دُنیا سے جدا ہو کر رہتا ہے۔ انہیں سیّاح بھی کہتے ہیں اور ایک گروہ گھر میں رہ کر نماز با جماعت کی پابندی کرتا ہے اور تزکیۂ نفس میں مصروف رہتے ہیں۔

معارفِ الٰہیہ یہ حضرات بھی غیر معین ہوتے ہیں اور مشاہدہ میں مصروف ہوتے ہیں۔ ان کی آنکھوں سے آنسو جاری رہتے ہیں۔

زُہاد یہ وہ حضرات ہیں جنہوں نے قدرت و طاقت کے باوجود دُنیا ترک کر دی ہے اور سب کچھ ہونے کے باوجود جمع نہیں کرتے۔ ان کے قائد حضرت ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

رجال الماء یہ حضرات سمندروں اور دریاؤں کی گہرائیوں میں اتر کر عبادت و حضوری سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔

افراد ان کی تعداد معین نہیں ہوتی۔ یہ حضرات دائرۂ قطب سے باہر نکل جانے والے ہیں۔ یہ ذاتِ الٰہی کے بغیر کسی اور چیز کا مشاہدہ نہیں کرتے اور مشاہدۂ خداوندی میں محو رہتے ہیں۔ یہ حضرات

حضرت خضر علیہ السّلام کے طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں۔

اُمَنَاءُ حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے فرمایا، اِنَّ لِلّٰہِ اُمَنَآءَ. "اللہ کے کچھ امین بندے بھی ہیں۔"

جماعتِ اُمَنَاء ہمیشہ اَولیاء کے ملامتیہ گروہ سے منتخب کی جاتی ہے۔

قُرّاء یہ اہلِ قرآن ہیں، اہل اللہ ہیں، ان کو قُرّاء بھی کہا جاتا ہے۔ یہ حضرات قرآن کریم کو یاد کرتے ہیں اور اس پر عمل بھی کرتے ہیں۔

احباب یہ محبانِ خدا ہیں، اس لیے اِن کی آزمائش ہوتی رہتی ہے۔ یا تو یہ ابتدا ہی سے محب ہوتے ہیں یا بالعد میں۔

محدّثون ان کے بہت سے طبقات ہوتے ہیں۔ بعض کے کان میں آواز آتی ہے۔ بعض کے دل پر القاء ہوتا ہے اور بعض کو سامنے لکھی ہوئی تحریر نظر آتی ہے۔ یہ مجاہدے میں مصروف رہتے ہیں۔

اَخِلّاء حدیث شریف میں ہے، حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے ارشاد فرمایا: میں اگر کسی کو خلیل بنانے والا ہوتا تو ابوبکر کو بناتا، لیکن تمہارا محبوب تو خلیل اللہ ہے۔

سُمَراء یہ محدّثون ہی کی ایک قسم ہے۔ ان پر بھی القاء ہوتا ہے۔

وِرثہ ان کی تین قسمیں ہیں: (۱) اپنی جان کو مجاہدہ میں ڈالنے والے۔ (۲) میانہ رُو۔ (۳) نیکیوں میں سبقت لے جانے والے۔

ان میں علماء بھی شامل ہیں۔

حضراتِ محترم! علاوہ ازیں اولیاء کرام کی اَقسام اور بھی ہیں۔ تعداد معیّن اور غیر معیّن والے اولیاء کرام کی اقسام انتہائی اختصار سے لکھ دی ہیں تاکہ قاری کو معلوم

ہو کہ اولیائے کرام کی کتنی اقسام ہیں۔ ان میں ہر قسم کی مختصر تعریف لکھ دی ہے۔ اگر آپ وسیع مطالعہ کرنا چاہیں، تو سیّدی محی الدّین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور کتاب "فتوحاتِ مکیّہ" کا مطالعہ کریں — یا علامہ امام محقق یوسف نبہانی رحمۃ اللہ علیہ کی کتب کا مطالعہ کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بزرگانِ دین کا ادب کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین!

ے عرش کا دل بند ہو کر فرش پر افتادہ ہے
تو کہ رازِ کبریا ہے، اور آدم زادہ ہے

ے تیرے ادراک و تخیل میں ہے اسرارِ الست
تو ہے دانائے رموز و آشنائے بُود و ہست

ے تو اُجالا دہر کا ہے، تو دِیا قُطبین کا
تو اگر چاہے تو رُخ پھیر سکتا ہے کونین کا

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن

غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خاندان

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ہ اَفْضَلُ الصَّلٰوۃِ وَ
اَکْمَلُ السَّلَامِ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ خَاتَمِ النَّبِیّٖنَ
سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ
وَعَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا الْاِمَامِ اَبِیْ مُحَمَّدٍ عَبْدِ الْقَادِرِ
الْحَسَنِیِّ الْحُسَیْنِیِّ الْجِیْلَانِیِّ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی سَائِرِ اَوْلِیَآءِ
اُمَّتِہٖ اَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ ہ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْہِمْ وَلَا ہُمْ
یَحْزَنُوْنَ ہ (سورۃ یونس، آیت ۶۲)

ترجمہ: سُن لو! بے شک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ کچھ غم ہے

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے مقرب اور مقبول بندوں کا ذکر فرمایا، کہ ان پر دُنیا کا خوف ہے اور نہ آخرت کا خوف۔

حضرات گرامی! سیّد السادات شیخ المشائخ تاج العارفین، وارثِ کتاب اللہ نائبِ رسول اللہ، پیرانِ پیر دستگیر قطبِ ربانی، محبوبِ سبحانی، شہبازِ لامکانی، میراں محی الدین ابو محمد عبد القادر گیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ حق کہنے، سُننے اور حق پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اولیاء کرام کے فرمودات ارشادات کے مطابق زندگی بسر کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین ثم آمین!

سیّد و عالی نسب در اولیاء است
نورِ چشمِ مرتضیٰ و مصطفیٰ است

کیوں نہ قاسم ہو کہ تو ابنِ ابی قاسم ہے
کیوں نہ قادر ہو کہ مختار ہے نانا تیرا

ولادتِ غوث اعظم اور عالم اسلام

حضور سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیدائش سے قبل دنیائے اسلام کی مرکزی طاقت یعنی خلافت بغداد بہت کمزور ہو چکی تھی۔ سیاسی و معاشرتی لحاظ سے ہر جگہ انتشار تھا اور بقول علامہ ابن جوزی کے۔ بدکاری، فسق و فجور انتہا کو پہنچ چکا تھا۔ اندلس میں اسلامی حکومت کی مرکزیت ختم ہو چکی تھی۔ مصر میں سلطنت باطنیہ قائم ہو چکی تھی جسے علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے سلطنتِ خبیثہ لکھا ہے۔ بیت المقدس پر عیسائیوں کا قبضہ ہو جانے کے بعد وہ لوگ عراق و حجاز پر حملے کی تیاریوں میں مصروف تھے۔ گویا مسیحی دُنیا کی متحدہ طاقت اسلام کو مٹانے پر تلی ہوئی تھی۔ مشرقِ وسطیٰ میں سلطنت عباسیہ کا وجود برائے نام ہوتا جاتا تھا، جس سلطان کی طاقت بڑھ جاتی، بغداد میں اُسی کی تعریف شروع ہو جاتی۔ ادھر ہندوستان و افغانستان میں سلطان محمود غزنوی کے جانشینوں کا زوال شروع ہو چکا تھا اور ہندو راجے مہاراجے اپنی سابقہ شکستوں کا بدلہ لینے کے لیے متحد ہو رہے تھے اور خلافت عباسیہ سمٹ کر بغداد کے گرد و نواح تک محدود ہو کر رہ گئی تھی اور عباسی امیر المومنین اب تُرک سرداروں کے ہاتھوں میں کھلونا بنے ہوئے تھے۔ دوسری طرف حسن ابن صباح کے پیروکاروں نے عراق و ایران میں تباہی مچا رکھی تھی۔ مسلمانوں کی اخلاقی حالت تباہ ہو چکی تھی۔ امیر طبقہ عیش و عشرت میں مبتلا ہو چکا تھا۔

مشرقِ وسطیٰ کے ایک درمیانے درجے کے رئیس کے بارے میں بیان ہے

Scanned with CamScanner

کہ اُس کی حرم سرا میں ہر وقت صرف گانے بجانے والی لونڈیوں کی تعداد تقریباً پانچ صد ہوتی تھی۔ عورتیں کھلے منہ بازار میں پھرتی تھیں۔ بدکاری و شراب نوشی عام تھی۔ مذہبی و روحانی صورتِ حال اس سے بھی زیادہ بدتر تھی۔ قرامطہ اور باطنیہ نیز اہلِ رفض و اعتزال اور علماءِ سُوء کے فتنوں اور لاتعداد پیدا ہونے والے دیگر فرقوں نے اسلام کے مرکزی شہر بغداد تک اودھم مچا رکھا تھا۔ یونانی فلسفہ الگ اسلامی عقائد کی جڑیں کھوکھلی کر رہا تھا۔ علماءِ اسلام اس سے متاثر ہو کر دین سے بتدریج دُور ہوتے جا رہے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ مسٹر گبن و دیگر یورپین مؤرخوں نے پانچویں صدی کے آخری دور کو دُنیائے اسلام کا تاریک ترین دور قرار دیا ہے۔ حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ "احیاء العلوم" میں اس زمانے کے علماء کے بارے میں لکھتے ہیں کہ وہ ہر وقت سُنّی، شیعہ اور اشعری مناظرات میں مصروف رہتے تھے، گالی گلوچ کشت و خون تک نوبت پہنچنا ایک معمولی بات تھی۔ ایشیا اور افریقہ میں فساد برپا تھا۔ ادھر ساری عیسائی دنیا مسلمانوں کے خلاف متحد ہو چکی تھی اور اسلامی ملکوں کی اینٹ سے اینٹ بجانے کے لیے مسلم ممالک کی سرحدوں پر جمع ہو رہے تھے اور ادھر ملتِ اسلامیہ فرقہ بندیوں میں مبتلا تھی۔ چنانچہ ان حالات میں ایک ایسی رُوحانی قوت کی ضرورت تھی، جو تمام طاغوتی طاقتوں کو مغلوب کر کے اپنے عالمگیر اثر کے باعث بنی نوع انسان کو ازسرِ نو دینِ اسلام پر قائم کرے اور دین کی تقویت و غلبہ کا موجب ہو، جس کی نظر میں تمام کائنات رائی کے دانے کے برابر ہو، جس کا علم علومِ الٰہیہ اور جس کی طاقت قادرِ حقیقی کی قدرت کا مظہر ہو، جو نوعِ انسانی کو مادیت کی ذلتوں، نفس پرستیوں اور اخلاقی پستیوں سے نکال کر روحانی بلندیوں اور اخلاقی استواریوں سے روشناس کرائے۔ ان کمالات و تصرفاتِ رُوحانی کا حامل اُمتِ مرحومہ کا وہی بطلِ جلیل اور مردِ عظیم تھا جسے لوگ قیامت تک پیرانِ پیر، محی الدّین، اور غوث اعظم کے مبارک ناموں سے پکارتی ہے۔

بے شک کلید قفل درِ مدّعا ہو تم (رضی اللہ عنہ)
اولادِ خاص سبطِ رسول خدا ہو تم (رضی اللہ عنہ)

آپ کے روحانی انوار سے تاریک دل جگمگا اٹھے۔ ذہنی خلفشار ختم ہوا، افتراق و انتشار کا دروازہ بند ہوا، مادیت کی جگہ رُوحانیت کا ادراک پیدا ہوا۔ عجمی فلسفیوں کا طلسم ٹوٹ گیا۔ قرآن خوانی کا ذوق و شوق بڑھا، شریعتِ محمدی کا بول بالا ہوا۔ معتزلہ اور باطنیہ تحریکوں کا منہ کالا ہوا، ملتِ اسلامیہ کی شیرازہ بندی ہوئی اور عالمِ اسلام نے سکون کا سانس لیا۔ سیّدی غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ملحدوں کو توحیدِ ربانی کا سبق پڑھایا۔ سرکشوں کو عشقِ رسُول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم) سکھایا۔ آپ نے لوگوں کو بدعت سے نفرت دلائی، اخلاق کی اصلاح کی اور شریعتِ مطہرہ کی تعلیم دی۔ معاملات کو سدھارا اور آخرت کا احساس دلایا اور طریقت کا راستہ دکھا کر بندوں کو اللہ تعالیٰ سے ملا دیا۔ غرضیکہ آپ کے فیوض و برکات عالمِ اسلام میں جاری و ساری ہو گئے اور آپ کی ذات بابرکات ہر دور کے لیے مینارۂ نور ہے ؎

راہزن بھی بن گئے ابدال چشمِ فیض سے
باعثِ تزئینِ عالم ہے نظامِ غوث پاک (رضی اللہ عنہ)

حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نجیب الطرفین سیّد ہیں، آپ کا شجرۂ نسب والدِ گرامی کے واسطے سے حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور والدہ محترمہ کے واسطے سے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملتا ہے۔ کسی بزرگ نے کیا خوب فرمایا ہے ؎

ایں بارگاہ حضرت غوث الثقلین — نقدِ کمرِ حیدر و نسلِ حُسین است
مادرش حسینی نسب است و پدرِ او — اولادِ حسن یعنی کریم الابوین است

ترجمہ: یہ بارگاہ انس و جن کے فریادرس کی ہے جو اولادِ علی اور امام حسین رضی اللہ عنہما کی نسل ہیں۔ آپ کی والدہ ماجدہ حسینی نسب اور آپ کے والدِ گرامی اولادِ حسن سے ہیں۔ گویا کہ آپ کے والدین کریم ہیں (یعنی حسنین کریمین)

حضور سیدی شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کا شجرہ نسب

حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ	حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا
سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ	سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ
	سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ عنہ
	سیدنا امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
سیدنا حسن مثنیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ	سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ
سیدنا عبداللہ محض رضی اللہ عنہ	سیدنا امام موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ
سیدنا موسیٰ الجون رضی اللہ عنہ	سیدنا علی رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ
سیدنا عبداللہ صالح رضی اللہ عنہ	سیدنا ابو علاؤ الدین محمد جواد رضی اللہ عنہ
سیدنا موسیٰ ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	سیدنا کمال الدین عیسیٰ رضی اللہ عنہ
سیدنا ابو بکر داؤد رضی اللہ تعالیٰ عنہ	سیدنا ابو العطاء عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
سیدنا شمس الدین زکریا رضی اللہ عنہ	سیدنا محمود رضی اللہ تعالیٰ عنہ
سیدنا یحییٰ زاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ	سیدنا محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ
سیدنا عبداللہ الجبلی رضی اللہ عنہ	سیدنا ابو جمال رضی اللہ تعالیٰ عنہ
	سیدنا عبداللہ صومعی رضی اللہ عنہ
سیدنا ابو صالح موسیٰ جنگی دوست رضی اللہ عنہ	سیدہ ام الخیر امۃ الجبار فاطمہ رضی اللہ عنہا

سیدنا حضرت محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

والدِ گرامی کا تقویٰ

حضرت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد کا اسمِ گرامی سید موسیٰ، کنیت ابو صالح اور لقب جنگی دوست تھا۔ آپ جیلان کے اکابرِ مشائخ میں سے تھے۔ ایک مرتبہ سید ابو صالح جنگی دوست رحمۃ اللہ علیہ ریاضات و مجاہدات کے دوران شہر سے کہیں باہر ندی کے کنارے جارہے تھے اور کئی روز سے کچھ نہ کھایا تھا۔ اچانک ندی میں تیرتے ہوئے ایک سُرخ سیب پر آپ کی نظر پڑی۔ لپک کر اسے اُٹھالیا، بھینی بھینی خوشبو سے دماغ معطر ہوگیا۔ شدتِ بھوک کی بنا پر آپ نے وہ سیب کھالیا۔ کھانے کے بعد خیال آیا اس کا مالک تو کوئی ضرور ہوگا، جس کی اجازت کے بغیر ہی میں نے سیب کھالیا۔ آپ کے ضمیر پر یہ بات سخت گراں گزری، لہٰذا سیب کے مالک کی تلاش میں آپ ندی کے کنارے چل پڑے۔ کچھ دُور پہنچے تو ندی کے کنارے ایک باغ نظر آیا، جس کے درختوں سے پکے ہوئے سیب پانی پر لٹکے ہوئے تھے۔ آپ سمجھ گئے وہ سیب اسی باغ کا تھا۔ باغ کے اندر تشریف لے گئے، تو باغ کے مالک سے ملاقات ہوئی، جن کا اسم مبارک حضرت عبداللہ صومعی (رحمۃ اللہ علیہ) تھا۔ ان سے بلا اجازت سیب کھا لینے پر معافی چاہی۔ حضرت عبداللہ صومعی چونکہ خود خاصانِ خدا میں سے تھے، سمجھ گئے کہ یہ انتہائی نیک اور صالح نوجوان ہے۔

شجرہ نسب دریافت کیا تو حضرت علی مرتضیٰ شیرِ خدا کرم اللہ وجہہ الکریم کا نورانی گھرانہ پایا۔ آپ نے فرمایا کچھ عرصہ باغ کی رکھوالی کی خدمت سرانجام دو۔ اس کے بعد معافی پر غور کیا جائے گا۔ مقررہ وقت تک آپ نے یہ خدمت انتہائی دیانت داری سے انجام دی اور پھر معافی کے خواستگار ہوئے۔ حضرت عبداللہ صومعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا، ایک اور شرط باقی ہے، وہ یہ کہ تم میری معذور بیٹی سے نکاح کرلو جو آنکھوں سے اندھی، کانوں سے بہری، منہ سے گونگی اور پاؤں سے لنجی ہے، اگر اسے نکاح میں قبول

کرلو، تو معافی دے دی جائے گی۔ حضرت ابوصالح (رحمۃ اللہ علیہ) ششش و پنج میں پڑ گئے۔ آخر احساسِ تقویٰ سے مجبور ہو کر راضی ہونا پڑا۔ آپ نے یہ مطالبہ بھی قبول فرمایا اور نکاح کے بعد جب آپ نے حجرۂ عروسی میں قدم رکھا تو ماحول کو صحیح و سالم اور نورانی صورت سے منور پایا تو گھبرا کر آپ اُلٹے پاؤں باہر آ گئے کہ شاید یہ کوئی نامحرم لڑکی آ گئی ہے۔ اُسی وقت اپنے خسرِ محترم کے پاس پہنچے اور اپنی پریشانی بیان کی۔ حضرت عبداللہ صومعی نے فرمایا، اے شہزادے! یہی تمہاری بیوی ہے اور میں نے اس کی جو صفات بیان کی تھیں، درحقیقت وہ سب درست ہیں اور وہ تمہاری ہی زوجہ ہے۔ یہ اندھی اس لئے ہے کہ آج تک کسی غیر محرم کو نہیں دیکھا، بہری اس لیے ہے کہ خلافِ شرع کبھی کوئی بات نہیں سُنی۔ یہ لُنجی اس لیے ہے کہ خلافِ شرع کبھی کوئی کام نہیں کیا۔ یہ لنگڑی اس لیے ہے کہ خلافِ شرع کبھی گھر سے قدم باہر نہیں رکھا اور یہ گونگی اس لئے ہے کہ خلافِ شرع کبھی کوئی بات نہیں کی۔ یہ تھیں سیّدہ امّ الخیر فاطمہ، حضرت سیّد عبداللہ صومعی کی صاحبزادی، اور حضرت سیّدنا ابوصالح موسیٰ جنگی دوست کی زوجہ مطہرہ —— جو انتہائی نیک خصلت، پاکیزہ فطرت اور باکرامت خاتون تھیں۔ ؎

تیری نسلِ پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عینِ نور تیرا سب گھرانا نور کا

؎ نبوی ظل، علوی بُرج، بتولی منزل حَسنی چاند، حُسینی اجالا تیرا

حضراتِ محترم! جب باپ اتنا متقی ہو کہ ایک سیب بخشوانے کی خاطر کئی سال کی خدمت منظور کر لی، مگر یہ نہ چاہا کہ قیامت میں اس کے بدلے، بازپرس ہو، اور ماں اتنی متقی و پرہیزگار ہو کہ کبھی غیر محرم کو نہ دیکھا ہو، خلافِ شرع کبھی قدم نہ اٹھایا ہو، اور عمر بھر کبھی خلافِ شرع نہ بات کہی اور نہ سُنی ہو تو پھر اُن کے ہاں پیدا ہونے والا بیٹا قطبِ ربانی، غوثِ صمدانی، محبوبِ سبحانی، شہبازِ لامکانی، شیخ سیّد عبدالقادر جیلانی ہی ہو سکتا تھا۔

؎ جسے خلق کہتی ہے پیارا خدا کا اُسی کا ہے تو لاڈلا غوثِ اعظم (رحمۃ اللہ علیہ)

؎ ثمرۂ شجرِ نبی، میوۂ باغِ علی سرِ دبستانِ حَسن آل سرورِ دُنیا و دیں

(خواجہ بہاء الحق زکریا مُلتانی)

غوثِ اعظم قُرّۃ العین رسُول
غوثِ اعظم گلشنِ زہرا کے پھُول

گُلِ باغِ علی ہو، ثمرۂ نخلِ حُسینی ہو حَسن کے تم ہو برخوردار یا محبوبِ سُبحانی
زمرد ہو حسن کے لعل ہو کانِ حُسینی کے علی کے ہو دُرِ شہسوار یا محبوبِ سُبحانی

والدِ گرامی کا لقب

حضرت سیّد ابوصالح موسیٰ کا لقب جنگی دوست اس لیے تھا کہ آپ ریاضت اور نفس کشی میں فردِ واحد تھے آپ ہر کام خالصًا اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے کرتے تھے۔ آپ نیکی کے کاموں میں حکم کرنے اور بُرائی سے روکنے پر دلیر مرد تھے اور اپنی جان تک کی پرواہ نہیں کرتے تھے۔ آپ کی جرأت و دلیری کا ایک واقعہ ملاحظہ فرمائیں۔

ایک دفعہ حضرت سیّد ابوصالح موسیٰ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) جامع مسجد کی طرف جا رہے تھے کہ خلیفۂ وقت کے ملازم نہایت احتیاط سے شراب کے مٹکے سر پر اٹھائے جا رہے تھے۔ آپ نے جب دیکھا تو غصّے سے ان مٹکوں کو توڑ دیا۔ آپ کے سامنے ملازم کو دم مارنے کی جُرأت نہ ہوئی۔ ملازمین نے خلیفۂ وقت کو سارا واقعہ سنا دیا اور خلیفہ کو آپ کے خلاف اُبھارا۔ تو خلیفہ وقت نے کہا سیّد موسیٰ کو فوراً میرے دربار میں حاضر کرو۔ حضرت سیّد موسیٰ دربار میں تشریف لے آئے خلیفہ اس وقت انتہائی غصّے میں کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ خلیفہ نے للکار کر کہا آپ کون ہوتے ہیں جنہوں نے میرے ملازمین کی محنت کو ضائع کر دیا۔؟

حضرت سیّد موسیٰ: میں محتسب ہوں میں نے اپنا فرضِ منصبی ادا کیا ہے۔

خلیفہ: آپ کس کے حکم سے محتسب مقرر ہوئے ہیں؟

حضرت سید موسیٰ: (رعب انگیز لہجہ میں) جس کے حکم سے تم حکومت کر رہے ہو۔

آپ کے اس ارشاد پر خلیفہ پر رقت طاری ہوگئی اور سر بزانو ہوگیا۔ کچھ دیر بعد سر کو اٹھا کر عرض کیا: حضور والا! امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے بڑھ کر مٹکوں کو توڑنے میں کیا حکمت ہے؟

حضرت سید موسیٰ: تمہارے حالِ زار پر شفقت کرتے ہوئے اور تجھے دنیا و آخرت کی رسوائی و ذلّت سے بچانے کے لیے۔

خلیفہ پر آپ کی گفتگو کا بہت اثر ہوا اور عرض گزار ہوا۔ حضور والا! میں آپ کو محتسب کے عہدے پر مامور کرتا ہوں۔

حضرت سید موسیٰ نے فرمایا: جب میں مامور عن الحق ہوں، تو مجھے مامور عن الخلق ہونے کی کیا ضرورت ہے (یعنی اللہ تبارک و تعالیٰ نے جب مامور کر دیا، تو تیرے محتسب بنانے کی کیا ضرورت ہے؟)

اُسی دن سے آپ جنگی دوست کے لقب سے مشہور ہوگئے۔ آپ اللہ تعالیٰ کے مقرّب بندوں میں سے تھے۔ اگر کوئی شخص آپ کو اذیت پہنچاتا، تو وہ شخص ذلّت و رسوائی میں گرفتار ہو جاتا۔

پھوپھی جان کا عرفان

حضرت سیدہ عائشہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا، حضور سیدنا غوث الاعظم قدس سرہٗ العزیز کی پھوپھی جان تھیں۔ آپ عابدہ زاہدہ اور عارفہ تھیں۔ شیخ ابو العباس احمد اور ابو صالح عبداللہ الطبقی سے روایت ہے کہ ایک دفعہ جیلان میں قحط پڑا۔ لوگوں نے دعائیں کیں، نماز استسقاء پڑھیں، مگر بارش نہ ہوئی تو لوگوں نے حضرت سیدہ عائشہ عابدہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: آپ دعا فرمائیں کہ بارش ہو جائے۔

فَقَامَتْ اِلٰی رَحْبَةِ بَیْتِهَا وَ کَنَسَتِ الْاَرْضَ وَ قَالَتْ یَا رَبِّ اَنَا کَنَسْتُ فَرُشَّ اَنْتَ قَالَ فَلَمْ یَلْبَثُوْا اِنْ مَطَرَتِ السَّمَآءُ کَافْوَاهِ الْقِرَبِ وَ رَجَعُوْا اِلٰی بُیُوْتِهِمْ یَخُوْضُوْنَ فِی الْمَاءِ۔ ترجمہ: آپ نے اپنے گھر کے صحن میں کھڑے ہو کر جھاڑو دیا اور بارگاہ ربّ العالمین میں عرض کیا: اے میرے پروردگار! میں نے زمین کو صاف کر دیا ہے، تو اس پر چھڑکاؤ کر دے۔

(راوی کہتا ہے) تھوڑی دیر میں بارش شروع ہوگئی، جیسے مشک کا منہ کھل جاتا ہے اور لوگ بارش میں بھیگتے ہوئے اپنے گھروں میں واپس ہوگئے۔

(بہجۃ الاسرار ص۸۹، نزہتہ الخاطر والفاطر ص۲۴، قلائد الجواہر ص۸)

؎ اولیاء راہست قدرت از الٰہ\
تیر جستہ بازگردانند ز راہ

؎ سایۂ یزداں بود بندۂ خدا\
مُردۂ ایں عالم و زندۂ خدا

؎ حضرت میراں در تیرے تے میں ایہہ لکھیا پایا\
اُس کھویا جو دُور کھلویا، اُس پایا جو آیا

؎ خالی در توں موڑ نہ سخیا دے خیرات حُسن دی\
بیشک تیرے ہتھ پھڑائی رب نے ڈور زمن دی

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِیْنُ

Scanned with CamScanner

غوث الاعظم کی آمد کی خبریں رضی اللہ عنہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ اَفْضَلُ الصَّلٰوۃِ وَاَکْمَلُ السَّلَامِ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ خَاتَمِ النَّبِیّٖنَ سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۝ وَعَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا الْاِمَامِ اَبُوْ مُحَمَّدٍ عَبْدِ الْقَادِرِ الْحَسَنِیِّ وَالْحُسَیْنِیِّ الْجِیْلَانِیِّ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی سَائِرِ اَوْلِیَآءِ اُمَّتِہٖ اَجْمَعِیْنَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ۝

اَمَّا بَعْدُ ط فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَنْ یَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِیْنِهٖ فَسَوْفَ یَاْتِی اللّٰهُ بِقَوْمٍ یُّحِبُّهُمْ وَ یُحِبُّوْنَهٗۤ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِیْنَ٘ یُجَاهِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَ لَا یَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآىٕمٍ ط ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ ط وَ اللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ۝ (سورۃ المائدہ آیت ۵۴ پ ۶)

ترجمہ کنز الایمان: اے ایمان والو! تم میں جو کوئی اپنے دین سے پھرے گا تو عنقریب اللہ ایسے لوگ لائے گا کہ وہ اللہ کے پیارے اور اللہ اُن کا پیارا، مسلمانوں پر نرم اور کافروں پر سخت، اللہ کی راہ میں لڑیں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا اندیشہ نہ کریں گے۔ یہ اللہ کا فضل ہے، جسے چاہے دے اور اللہ وسعت والا علم والا ہے۔

حضرات محترم! اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے اُن محبوب بندوں کے بھیجنے کا تذکرہ فرمایا ہے، جو اللہ تعالیٰ کے محبوب ہوں گے اللہ تعالیٰ ان کا محبوب ہوگا اور اللہ تعالیٰ کے دین کا بول بالا کریں گے۔ اس سلسلہ میں کسی قسم کی دنیاوی اور شیطانی رکاوٹوں کی پرواہ نہیں کریں گے۔ اللہ تعالیٰ کی ان محبوب و مکرم ہستیوں میں ایک ہستی سیدنا و مولٰنا شیخ میراں محی الدین عبدالقادر الجیلانی الحسنی والحسینی کی ہے اور اس بزرگ و صالح شخصیت کی آمد کے چرچے ان کے ظہور سے بہت پہلے ہونے لگے تھے۔

ولادت کی پیشین گوئیاں

حضرات گرامی! قدرت کے اس انتخاب لاجواب یعنی سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خبر سینکڑوں سال پہلے ہی اہل روحانیت کو پہنچ چکی تھی، چنانچہ ہر دور میں بزرگانِ دین حضور سیدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی آمد آمد کی خبر دیتے رہے۔ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ ایک دن اپنی خانقاہِ عالیہ میں مراقبہ میں مشغول تھے کہ اچانک مراقبہ سے سر اُٹھا کر فرمانے لگے مجھے عالم غیب سے اطلاع ملی ہے کہ پانچویں صدی میں جیلان میں سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اولادِ اطہار میں سے غوث اعظم پیدا ہوں گے۔ اُن کا نام عبدالقادر اور لقب محی الدین ہوگا اور وہ اس بات پر مامور ہوں گے کہ یہ کہیں:

قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیٍّ

اُن کو خاتم النبیین رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اولادِ اطہار میں سے ائمہ کرام وصحابہ کرام علیہم الرضوان کے علاوہ اولین و آخرین کے ہر ولی اور ولیہ کی گردن پر میرا قدم رکھنے کا حکم ہوگا۔ (تفریح الخواطر ص ۲۷/۲)

جو ولی قبل تھے یا بعد ہوئے یا ہوں گے
سب ادب رکھتے ہیں دل میں مرے آقا تیرا

Scanned with CamScanner

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیدائش سے دو سو سال پہلے یہ پیشین گوئی ارشاد فرمائی۔

حضرت حسن بصری کی پیشین گوئی

محمد بن احمد بن زریع زنجانی قدس سرہ نے اپنی کتاب "روضۃ النواظر و نزہۃ الخواطر" کے باب ششم میں ان مشائخ کرام کا ذکر کیا ہے، جنہوں نے حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قطبیت کی شہادت کا تذکرہ کیا ہے۔ آپ سے پہلے اولیاء اللہ میں سے کوئی بھی حضرت کا منکر نہ تھا، بلکہ انہوں نے آپ کی آمد مبارک کی بشارت دی۔ حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے زمانہ مبارک سے لے کر حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے زمانہ اقدس تک وضاحت سے فرمایا کہ جتنے بھی اولیاء اللہ گزرے ہیں، سب نے حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آمد مبارک کی خبر دی ہے۔

وَاَخْبَرَ بِاَنَّہٗ قُطْبُ زَمَانِہٖ۔

اور خبر دی کہ بیشک آپ قطبِ زماں ہوں گے۔ (تفریح الخاطر صـ۱۳/۱۴ مطبوعہ مصر)

شیخ ابو احمد کی بشارت

حضرت شیخ ابو احمد عبداللہ الجونی الملقب بالحقی رحمۃ اللہ علیہ نے ۴۶۸ھ کو کوہِ حرد میں اپنی خلوت میں ارشاد فرمایا کہ عنقریب بلادِ عجم میں ایک لڑکا پیدا ہوگا، جس کی کرامات کی وجہ سے بہت مشہوری ہوگی۔

وَقَبُوْلٌ تَامٌّ عِنْدَ کَافَّۃِ الْاَوْلِیَآءِ

اس کو تمام اولیاء اللہ کے نزدیک کامل مقبولیت ہوگی۔ (اور وہ اعلان کریں گے)

قَدَمِیْ ھٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ

"میرا یہ قدم تمام اولیاء کرام کی گردن پر ہے۔"

اور اولیاء کرام ان کے قدم مبارک کے نیچے ہوں گے اور ان کے وجودِ مسعود سے اہل زمانہ شرف حاصل کریں گے۔ اور جو اُن کی زیارت کرے گا، نفع اٹھائے گا۔ (بہجۃ الاسرار صـ۴)

شیخ ابوبکر کی خوشخبری

شیخ ابوبکر بن ہوار البطائحی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دن اپنے مریدین سے فرمایا کہ عنقریب عراق میں ایک عجمی شخص پیدا ہوگا، وہ شخص اللہ تعالیٰ اور لوگوں کے نزدیک عالی مرتبت ہوگا۔ اِسْمُہٗ عَبْدُ الْقَادِرِ — اُن کا نام مبارک عبدالقادر ہوگا اور بغداد میں سکونت اختیار کرے گا۔ یَقُوْلُ قَدَمِیْ ھٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ ارشاد فرمائے گا۔ یعنی کہے گا میرا قدم تمام اولیاء اللہ کی گردن پر ہے، اور زمانے کے تمام اولیاء اللہ ان کے مطیع و فرماں بردار ہوں گے۔

(بہجۃ الاسرار صـ۴، قلائد الجواہر صـ۲۳)

وصف توجہ کو کم غوث الثقلینا
محبوب نبی، ابن حسن، آلِ حسینا

سارے ولیوں نے مانا جس کی شانِ محبوبی کو
تم ہو وہ محبوبِ ربِّ العلیٰ یا غوثِ اعظم

شہنشاہِ ولایت، خسروِ اقلیمِ روحانی
امام الاولیاء، غوث الورٰی، محبوبِ سبحانی
جگر بندِ حسن، نورِ نگاہِ فاطمہ زہرا
تم از سر تا قدم طاہر، مقدس اور نورانی

حسبوں نسبوں اچا سید، پھل اے باغ زہرا دا
صورت سیرت حسن حسینی بیٹا شبیر خدا دا

وَمَا عَلَیْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ

غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کی ولادت اور تعلیم و تربیت

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ۝ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِیْنَ ۝ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ۝ نَبِیِّنَا وَرَسُوْلِنَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَعَلٰی اٰلِہِ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاهِرِیْنَ وَاَصْحَابِہِ الْکَامِلِیْنَ وَعُلَمَآءِ اُمَّتِہِ الصَّالِحِیْنَ وَاَوْلِیَآءِ مِلَّتِہِ الْکَامِلِیْنَ اَجْمَعِیْنَ ۝ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۝

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ طُوْبٰی لَھُمْ وَحُسْنُ مَاٰبٍ ط (سورۃ الرعد، آیت ۲۹، پ ۱۳)

ترجمہ کنزالایمان: وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے اُن کو خوشی ہے اور اچھا انجام۔

اس آیتِ کریمہ میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے اُن نیک بندوں کا ذکر فرمایا ہے جو ایمان لانے کے بعد اعمالِ صالحہ کرتے ہیں اور ان لوگوں کے شاندار اور نہایت قابلِ رشک انجام کا بیان فرمایا ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کے ان صالح بندوں میں ایک بزرگ شخصیت حضور سیدنا غوث اعظم جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہے۔

ولادتِ شریفہ

حضرت پیرانِ پیر دستگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اسمِ گرامی عبدالقادر کنیت ابو محمد اور لقب مبارک محی الدین ہے۔

آسمانوں میں آپ کا لقب باز اشہب ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے آپ کو غوثِ اعظم کے خطاب سے نوازا ہے۔ آپ کی ولادت باسعادت ۴۷۰ھ میں ایران کے ایک قصبہ جیلان میں ہوئی۔ ایک بزرگ نے آپ کی ولادت کے بارے میں کیا خوب فرمایا ہے، جَآءَ فِیْ عِشْقٍ وَتَوَفّٰی فِیْ کَمَالٍ یعنی عشق ۴۷۰ھ میں پیدا ہوئے اور کمال یعنی ۹۱ سال کی عمر پائی۔ اس طرح آپ کا وصال ۵۶۱ھ میں ہوا۔

کراماتِ ولادت

آپ کے والد ماجد حضرت ابوصالح جنگی دوست رحمۃ اللہ علیہ نے پیرانِ پیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ولادت مبارک کی رات حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی زیارت کی سعادت حاصل کی۔ جنابِ سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم اپنے صحابہ کرام اور اولیاءِ عظام کے ساتھ تشریف لاتے ہیں، پورا مکان آپ کے انوار سے روشن ہوگیا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خوش ہو کر ارشاد فرمایا: اے ابوصالح مبارک ہو آج اللہ تعالیٰ نے تجھے وہ فرزند عطا فرمایا ہے جو میرا بیٹا اور محبوب ہے۔ یہ شیخ اعظم اور قطبِ زمان ہے۔ (تفریح الخاطر ص ۱۲)

بہارِ بوستانِ مصطفائی   گل و گلزارِ یزدانی کے صدقے
فدا ہیں ہم علی کے لاڈلے پر   رسول اللہ کے جانی کے صدقے

عبدالقادر نام پیارا ذاتی اسم نورانی
سوہرا او نہاں اک نام رکھایا سید قطبِ ربانی

حضرت ابوصالح جنگی دوست رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علاوہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام نے بشارت دی کہ سوائے صحابہ کرام و ائمہ عظام کے تمام اولیاء اللہ تمہارے فرزند ارجمند کے تابع فرمان ہوں گے اور ان سب کی گردنوں پر اُن کا قدم مبارک ہوگا۔ (تفریح الخاطر ص ۱۲)

Scanned with CamScanner

جس کی منبر بنی گردن اولیاء
اُس قدم کی کرامت پہ لاکھوں سلام

۲۔ جس رات حضور غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی، جیلان کی تمام عورتوں کے ہاں بچہ پیدا ہوا۔ وَهُمْ اَلْفٌ وَّمِائَةٌ وَلَدًا اور وہ گیارہ سو بچے تھے۔ وَكُلُّهُمْ صَارَ مِنَ الْاَوْلِيَاءِ اور وہ ہر بچہ اولیاء کاملین میں سے ہوا۔ (تفریح الخاطر ص۱۳)

ولادت کے وقت آپ کی شکل نورانی اور انتہائی بارعب تھی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مظہرِ شانِ مصطفائی بنا کر روانہ فرمایا۔

شیر خوارگی میں روزہ

حضور سیدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ ماجدہ فرماتی ہیں کہ جب میرا فرزند ارجمند پیدا ہوا تو كَانَ لَا يُرْضِعُ ثَدْيَيَّ فِي نَهَارِ رَمَضَانَ۔ رمضان المبارک میں دن بھر دودھ نہ پیتا تھا۔

ے پہلی سی رمضان المبارک جمیا پیر نورانی
دائی جھولی وچہ اٹھایا سید قطب ربانی

ے غوث اعظم متقی ہر آن میں
چھوڑا اماں کا دودھ ماہِ رمضان میں

شیر مائی دا غوث نہ پیتا، منہ روزہ رمضانی
شام میں پیتا، مائی پلایا سید قطب ربانی

چنانچہ اس واقعہ نے شہرت اختیار کرلی اور ایک دفعہ موسم ابر آلود ہونے کی وجہ سے لوگوں کو چاند دکھائی نہ دیا، تو لوگوں نے میرے پاس آکر دریافت کیا کہ سید عبدالقادر جیلانی نے دودھ پیا ہے یا نہیں؟ تو میں نے بتایا کہ میرے فرزند نے آج دودھ نہیں پیا۔ تحقیقات کے بعد معلوم ہوا کہ اس دن رمضان کی پہلی تاریخ تھی۔

یعنی وہ رمضان شریف کا دن تھا۔ وَاشْتَهَرَ بِبَلَدِنَا فِي ذَالِكَ الْوَقْتِ أَنَّهُ لِلْاَشْرَافِ وَلَدٌ لَا يُرْضِعُ فِي نَهَارِ رَمَضَانَ۔

اور ہمارے شہر میں مشہور ہو گیا کہ سیدوں کے گھر ایک بچہ پیدا ہوا ہے جو کہ رمضان شریف میں دن کو دودھ نہیں پیتا۔ (طبقات کبریٰ جلد اوّل ص۱۲۶، جامع کراماتِ اولیاء ج ۲ ص۲۰۳، قلائد الجواہر ص۳، بہجۃ الاسرار ص۸۹، نزہۃ الخاطر الفاطر ص۳۲، اخبار الاخیار فارسی ص۳۲، سفینۃ الاولیاء ص۶۳، نفحات الانس فارسی ص۳۵۱) علاوہ ازیں دیگر بہت سی کتب میں آپ کی یہ کرامت مشہور ہے ے

نبی نانا علی دادا، تے اماں فاطمہ زہرا
ہے اُچا سب زمانے توں گھرانا غوث اعظم دا

بادشاہِ ہر دو عالم شاہ عبدالقادر است
سرورِ اولادِ آدم شاہ عبدالقادر است
آفتاب و ماہتاب و عرش و کرسی و قلم
نور قلب از نورِ اعظم شاہ عبدالقادر است

حضراتِ محترم! حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ مادر زاد ولی تھے، متقی و پرہیزگار والدین کی اولاد تھے۔ جب ماں باپ اس قدر متقی و پارسا تھے تو بیٹا قطبِ دوراں، غوثِ زماں پیدا کیوں نہ ہوگا۔ آجکل لوگ کہتے ہیں اولاد نافرمان ہو گئی، مگر کبھی یہ بھی سوچا ہے کیا ہم نے رزقِ حلال کھایا ہے؟ جس قدر والدین متقی اور پارسا ہوں گے، اولاد اتنی ہی پرہیزگار ہوگی۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ہماری اولاد کو نیک سیرت بنائے۔ آمین!

بچپن

سیدنا پیرانِ پیر دستگیر ابھی ہوش سنبھالنے نہ پائے تھے کہ یتیم ہو گئے اور آپ اپنے نانا جان حضرت عبداللہ صومعی رحمۃ اللہ علیہ کے سایۂ عاطفت میں پرورش پانے لگے۔ آپ مادر زاد ولی تھے۔ آپ کی والدہ ماجدہ یکتائے زمان

تھیں اور نانا جان جیلان کے مشائخ اور رؤسا میں سے تھے۔ آپ نہایت پرہیزگار اور صاحب کمال تھے۔ آپ صاحب کرامات اور مستجاب الدعوات بھی تھے (بہجۃ الاسرار صفحہ ۸۹)

آپ کی بہت سی کرامات ہیں، جن میں سے صرف ایک کرامت کا ذکر کیا جاتا ہے۔ ابو عبداللہ قزوینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمارے کچھ ساتھی مالِ تجارت لے کر سمرقند کی جانب روانہ ہوئے۔ جب وہ ایک بیابان میں سے گزر رہے تھے تو اچانک ڈاکوؤں کے ایک بڑے گروہ نے حملہ کر دیا۔ آپ کے مریدین نے اس پریشانی میں اپنے پیر و مرشد حضرت عبداللہ صومعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو مدد کے لیے پکارا تو کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت عبداللہ صومعی رحمۃ اللہ علیہ اسی وقت اُن کے درمیان جلوہ گر ہیں اور

سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّنَا اللّٰہُ تَفَرَّقِیْ یَا خَیْلَ عَنَّا۔

ہمارا رب پاک اور بے عیب ہے، اے سوارو! تم ہم سے الگ ہو جاؤ۔

آپ کا یہ فرمانا تھا کہ ڈاکو منتشر ہو گئے اور بھاگ کر جنگل اور پہاڑوں کی راہ لی اور قافلہ بالکل محفوظ اور سلامت رہ گیا۔ اب ہم حضرت کی طرف متوجہ ہوئے اور حضرت کو تلاش کیا، مگر آپ کو نہ پایا اور ہم بخیریت جیلان پہنچے اور پیر بھائیوں سے یہ واقعہ بیان کیا اور وقت بتایا، تو سب نے کہا اللہ کی قسم! حضرت اس وقت ہمارے درمیان تھے اور ہم سے غائب نہ ہوئے۔ (بہجۃ الاسرار صفحہ ۸۹ قلائد الجواہر صفحہ ۳)

حضرات محترم! ہر بچے کی تربیت گاہِ اول اس کے آباؤ اجداد ہوتے ہیں، جن کی پرورش سیدہ ولیہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کرنے والی ہوں، اور حضرت عبداللہ صومعی آپ کے نانا جان تربیت کرنے والے ہوں، تو اتنی عظیم تربیت گاہ میں پرورش پانے والے یقیناً یکتائے زماں قطبِ دوراں سیدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ اسی تربیت کا یہ اثر تھا کہ بچپن سے ہی آپ کے اطوار و عادات شائستہ اور دلربا تھے۔ آپ صاف شفاف اور مؤدب رہتے تھے اور بچوں کے

ساتھ عموماً کھیلا نہ کرتے تھے۔ آپ کی والدہ ماجدہ آپ کی تربیت سے ایک لمحہ بھی غافل نہ ہوتیں اور آپ کی حرکات و سکنات پر نظر رکھتی تھیں، وہ اوصاف جو پوری زندگی ایک انسان کے اوصاف کے ضامن ہوتے ہیں، وہ یقیناً ماؤں کے ہی پیدا کیے ہوئے ہوتے ہیں، اس لیے کسی دانشور نے کہا ہے کہ مرد کی تعلیم عموماً مرد تک رہ جاتی ہے، لیکن ماں کی تعلیم ایک نسل کی تعلیم کے مترادف ہے۔ ان نوشگفتہ پودوں کی آبیاری کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے ماں کے سپرد کی ہے، اس لیے جو مائیں اپنی اولاد کی صحیح تربیت کرتی ہیں، ان کی اولاد قوم کا سرمایہ بنتی ہے اور ان کا آفتاب ہمیشہ افق پر جلوہ گر رہتا ہے۔

مثلِ خورشید وہ جب جلوہ نما ہوتا ہے
ہر طرف محفلِ انوار بپا ہوتا ہے

تعلیم کا آغاز

حضرت غوث اعظم جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بچپن میں ہی قرآن پاک حفظ کر لیا اور ابتدائی کتابیں پڑھ لیں۔ اس کے بعد جیلان کے مدرسہ میں داخلہ لیا اور تعلیم حاصل کرتے رہے۔

واقف فقہ حدیث قرآنوں پیچ بیان کہانی
غیبوں اللہ علم سکھایا سید قطب ربانی

ولایت کا احساس

سیدی حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ چونکہ مادرزاد ولی تھے، اس لیے دس سال کی عمر میں آپ کی کرامات کا ظہور شروع ہو گیا۔ چنانچہ آپ خود ارشاد فرماتے ہیں: جب میں مدرسہ جایا کرتا تھا، تو ایک نورانی فرشتہ انسانی صورت میں مجھے مکتب تک پہنچایا کرتا تھا اور مکتب میں پہنچ کر بچوں سے کہا کرتا تھا کہ عبدالقادر کے لیے جگہ وسیع کر دو، پھر وہ مجھے میری جگہ بٹھایا کرتا تھا۔ (قلائد الجواہر صفحہ ۱۳۴)

Scanned with CamScanner

ایک دفعہ کسی نے آپ سے پوچھا کہ آپ کو اپنے ولی ہونے کا کب سے علم ہے؟ آپ نے فرمایا: میں دس سال کا تھا اور مکتب پڑھنے کے لیے جایا کرتا تھا، تو میں اردگرد فرشتوں کو چلتے دیکھتا تھا اور جب مکتب میں پہنچتا، تو انہیں یہ بات کہتے سنتا تھا کہ ولی اللہ کو بیٹھنے کے لیے جگہ دے دو۔ آپ فرماتے ہیں ایک دن میرے پاس سے ایک ایسا شخص گزرا جسے میں ہرگز نہیں جانتا تھا، اُس نے جب فرشتوں سے یہ بات سُنی کہ ولی اللہ کو بیٹھنے کے لیے جگہ دے دو، تو اُس شخص نے فرشتوں سے پوچھا کہ یہ کس کا لڑکا ہے؟ تو ایک فرشتے نے بتایا کہ یہ ایک شریف گھرانے کا لڑکا ہے، تو اُس شخص نے کہا کہ یہ عظیم الشان انسان ہوگا۔ اس کے چالیس سال بعد وہ شخص مجھے دوبارہ ملا، تو میں نے اُس شخص کو پہچان لیا کہ وہ ابدالِ وقت ہے۔

(بہجۃ الاسرار ص۲۱ قلائد الجواہر ص۹)

ــہ سارے ولیوں کی گردن جھکائی گئی — مُہر اُن کے قدم کی لگائی گئی

چاہے اوتاد ہو چاہے ابدال ہو — میرے غوثِ جلی کا مدح خوان ہے

ــہ کسی غوث قطب نہ پایاں نے جو پایاں شاناں غوث میرے

کیتا جدّھر غوث الاعظم نے مڑیاں اودھر تقدیراں نے

سوال اب اگر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ فرشتے تو ہر آدمی کے ساتھ ہوتے ہیں مگر کراماً کاتبین اور دیگر رحمت وغیرہ کے فرشتے انبیاء علیہم السلام کے علاوہ کسی کو نظر نہیں آتے تو حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرشتوں کو کیسے دیکھ لیا؟ تو جواباً عرض ہے کہ قرآن مقدس میں ہے:

فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا۔ (سورۃ مریم۔ آیت ۱۷)

وہ اُس کے سامنے تندرست آدمی کی شکل میں ظاہر ہوا۔

حضرت مریم کی عمر ۱۳ سال کی تھی، تو جبریل امین علیہ السلام نے ان کے دامن یا

منہ میں دم کیا۔ جبریل امین علیہ السلام حضرت مریم علیہا السلام کے حجرے میں داخل ہونے لگے تو آپ پوچھنے لگیں تم کون ہو جو میرے حجرے میں آتے ہو؟ اس وقت جبریل امین علیہ السلام تندرست آدمی کی شکل میں تھے۔ حضرت مریم جو کہ ولیہ ہیں، انہوں نے جبریل امین کو دیکھا — تو یاد رکھو تمام نبیوں سے ہمارے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مرتبہ بلند ہے اور تمام نبیوں کے اُمتیوں سے اُمتِ مصطفےٰ علیہ السلام کا درجہ بُلند ہے اور سابقہ تمام ولیوں پر اُمتِ مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء کے ولی کا درجہ بُلند ہے — تو اگر جنابِ مریم علیہا السلام، جبریل امین علیہ السلام کو دیکھ سکتی ہیں، تو حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو گروہِ اولیاء کے سردار ہیں، اُن کے دیکھنے میں کیا شک ہو سکتا ہے اور اگر یہ کہا جائے کہ مدرسہ تک ساتھ کیسے تھے اور جگہ کیسے دلواتے تھے؟ تو عرض یہ ہے کہ حدیث پاک میں ہے:

اِنَّ الْمَلَائِکَۃَ لَتَضَعُ اَجْنِحَتَهَا رِضًا لِّطَالِبِ الْعِلْمِ (مشکوٰۃ ص۳۴)

بے شک فرشتے اپنے پَر طالب علم کی رضا کے لیے بچھاتے ہیں۔

معلوم ہوا کہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرشتوں کو دیکھتے بھی تھے اور وہ فرشتے آپ کے لیے جگہ بھی دلواتے تھے۔ ان دونوں باتوں کو قرآن و حدیث سے ثابت کر دیا گیا۔ آئندہ بھی جہاں کوئی شبہ آئے گا اِنشاء اللہ تعالیٰ اس کا ثبوت دیا جائے گا۔

بغداد کا سفر حضرات محترم! حضور سیدنا غوث اعظم جیلانی رضی اللہ عنہ اگرچہ بچپن میں ہی قرآن پاک حفظ کر لیا تھا اور ابتدائی دینی کتب بھی پڑھ لی تھیں، مگر مزید علم حاصل کرنے کا شوق در پے تھا اور آپ تمام علوم کی تکمیل کرنا چاہتے تھے۔ اسی مقصد کے لئے آپ نے جیلان سے بغداد کے سفر کا ارادہ کر لیا۔ آپ فرماتے ہیں: جب میں جیلان میں چھوٹی عمر میں تھا، تو

Scanned with CamScanner

عرفہ (۹ ذوالحجہ) کے دن میں دیہات کی طرف نکلا اور کھیتی کے بیل کے پیچھے ہولیا۔
اس بیل نے میری طرف دیکھا اور کہا، اے عبدالقادر! آپ اس لیے تو پیدا
نہیں ہوئے۔ میں گھبرا کر واپس اپنے گھر لوٹا اور گھر کی چھت پر چڑھ گیا، تو
لوگوں کو میں نے عرفات کے میدان میں کھڑے ہوئے دیکھا۔ میں چھت سے اُتر کر
اپنی والدہ ماجدہ کے پاس آیا اور عرض کیا، آپ مجھے اللہ کی راہ میں وقف کر دیں اور
مجھے بغداد جانے کی اجازت دیں کہ میں وہاں جا کر علم حاصل کروں۔

والدہ صاحبہ نے اس بات کا سبب پوچھا، تو آپ نے سارا واقعہ بیان کر دیا
والدہ صاحبہ کی آنکھیں اشکبار ہو گئیں اور چالیس دینار میری گدڑی میں سی دیئے
اور مجھے بغداد جانے کی اجازت دے دی اور مجھے تاکید کی کہ بیٹا ہر حال میں سچ
بولنا، اب میں روانہ ہوا تو آپ دروازے تک آئیں اور فرمایا بیٹا! میں تمہیں
اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے روانہ کرتی ہوں۔ اب مجھے قیامت کے دن ہی تمہارا منہ
دیکھنا نصیب ہوگا۔ (بہجۃ الاسرار ص ۸۷، قلائد الجواہر ص ۹، نفحات الانس ص ۳۵)

حضرات گرامی! اس واقعہ پر دو اعتراض ذہن میں آ سکتے ہیں:

۱۔ بیل کی بولی کا آپ کو کیسے پتہ چل گیا؟

۲۔ گھر کی چھت سے عرفات کو کیسے دیکھ لیا؟

تو عرض یہ ہے کہ قرآن مقدس میں ہے:

فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِّنْ قَوْلِهَا۔ (سورۃ نمل، آیت ۱۹)

حضرت سلیمان علیہ السلام کا لشکر جا رہا تھا اور آپ ابھی وادیٔ نمل سے
تین میل کے فاصلے پر تھے کہ چیونٹیوں کی سردار منذرہ کی بات کو سن لیا اور آپ تمام
جانوروں کی بولیاں سمجھتے تھے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی تمام جانوروں کی بولیاں
سمجھتے تھے، اسی لئے چڑیاں فریاد کر لیتی تھیں۔ اولیاء اللہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

کے علم کے وارث ہیں، اس لیے غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی بیل کی بات کو سن
لیا اور امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: جب اللہ تعالیٰ کے الطاف کی ہوائیں
اس کے بندے کے دل پر چلتی ہیں، تو دل کی آنکھ کے پردے اٹھ جاتے ہیں۔
(احیاء العلوم ج ۳، ص ۱۸)

عارفِ رومی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں ۔

لوحِ محفوظ است پیشِ اولیاء — از چہ محفوظ است محفوظ از خطا

لوحِ محفوظ اولیاء اللہ کی نظر کے سامنے ہوتا ہے، جو خطا اور غلطی سے محفوظ ہوتا ہے
اگر اولیاء اللہ کی نظریں لوحِ محفوظ کو دیکھ سکتی ہیں، تو غوث اعظم رضی اللہ عنہ
یقیناً اپنے گھر کی چھت سے میدانِ عرفات کو ملاحظہ فرما سکتے ہیں جن کے علم کا یہ حال
ہے کہ آپ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے میرے دل پر علم لدنی کے ستر دروازے کھول
دیئے ہیں۔ ایک دروازے کی وسعت، زمین و آسمان جتنی ہے۔ (بہجۃ الاسرار ص ۲۵)

حضرات گرامی! پیرانِ پیر جب اپنی والدہ صاحبہ سے رخصت ہوئے تو والدہ
کی عمر ۶۰ سال کے قریب تھی۔ آپ اپنی والدہ سے رخصت ہو کر بغداد کا سفر ایک
چھوٹے سے قافلے کے ہمراہ شروع کر دیا۔ بغداد کا سفر جیلان سے چار سو میل کا
تھا اور دشوار گزار راستہ ہے۔

ڈاکوؤں کی توبہ

حضرات محترم! عارفہ صادقہ والدہ ماجدہ کی
اگرچہ یہ نصیحت مختصر تھی، مگر اس میں جہان بھر کی
حکمتیں اور نصیحتیں موجود تھیں۔ شفیق ماں کی نصیحت پر سعادت مند بیٹے نے
سر تسلیم خم کر دیا اور بغداد روانہ ہو گیا۔ آپ کا قافلہ جب ہمدان سے گزرا تو کمین
میں چھپے ہوئے ساٹھ ڈاکوؤں نے اس قافلے پر حملہ کر دیا۔ یہ ڈاکو قوی ہیکل تھے
اپنے نیزے ہوا میں لہرا لہرا کر سہمے ہوئے مسافروں کو لوٹ رہے تھے۔ پیرانِ پیر

Scanned with CamScanner

کو کمسن اور خالی ہاتھ سمجھ کر آپ سے کچھ تعرض نہ کیا۔ کچھ دیر بعد ایک ڈاکو آپ کی طرف آیا اور گرج دار آواز میں کہا، لڑکے! تمہارے پاس بھی کچھ ہے۔؟ آپ نے فرمایا، ہاں میرے پاس چالیس دینار ہیں۔ اُس نے دریافت کیا، وہ کہاں ہیں؟ آپ نے فرمایا: میری ماں نے میری گدڑی (صدری) کے استر کے نیچے سیئے ہوئے ہیں۔ اُس نے سمجھا کہ آپ مذاق کر رہے ہیں، اس لیے کہ وہ آپ کو چھوڑ کر چلا گیا۔ ایک دوسرا شخص آیا، جو کچھ پہلے نے پوچھا تھا، وہی اُس نے پوچھا۔ آپ نے جو کچھ پہلے ڈاکو کو جواب دیا تھا، وہی جواب اُس کو دے دیا۔ اِن دونوں ڈاکوؤں نے جا کر اپنے سردار کو خبر دی، تو سردار احمد بدوی نے آپ کو اپنے قریب بُلالیا اور پوچھا کیا تمہارے پاس واقعی چالیس دینار ہیں۔؟ آپ فرماتے ہیں، میں نے جواب دیا میری گدڑی میں سِلے ہوتے ہیں۔ اس نے میری گدڑی ادھیڑی، تو اُس میں سے چالیس دینار نکلے۔ اُس نے پوچھا آپ کو اس کے ظاہر کرنے پر کس چیز نے مجبور کیا۔ میں نے کہا، میری والدہ نے مجھے سچ بولنے کی تاکید کی تھی۔ پھر یہ کیسے ممکن تھا کہ اشرفیاں بچانے کے لئے جھوٹ بولتا۔ آپ کی زبان فیض ترجمان سے یہ کلمات سُن کر سردار احمد بدوی رو پڑا اور کہنے لگا آپ اپنی والدہ سے عہد شکنی نہیں کر سکتے اور میری عمر گزر گئی، میں اب تک اپنے پروردگار سے عہد شکنی کر رہا ہوں۔ پھر اُس نے میرے ہاتھ پر توبہ کی اور جب اُس کے ساتھیوں نے دیکھا کہ سردار تائب ہو گیا ہے، تو انہوں نے کہا، تو لوٹ مار میں ہمارا سردار تھا، اب توبہ کرنے میں بھی تو ہمارا سردار ہے۔ اس طرح تمام ڈاکو توبہ کر کے سچے سچے مُسلمان ہو گئے اور قافلے کا لُوٹا ہوا مال واپس کر دیا۔ (بہجۃ الاسرار صـــ۸۷، قلائد الجواہر صـــ۹، نفحات الانس صـــ۳۵۲، نزہۃ الخاطر الفاطر صـــ۳۳ سفینۃ الاولیاء صـــ۶۳)

رہزن بھی بن گئے ابدال چشمِ فیض سے
باعثِ تزئین عالم ہے نظام غوث پاک

اُس نے چوروں کو دیکھا ولی کر دیا — پُر خطاؤں کو قطبِ جلی کر دیا
غوثِ اعظم کی ہے ہر نظر کیمیا — اُن کا فرمان خالق کا فرمان ہے

واہ کیا مرتبہ اے غوث ہے بالا تیرا
اُونچے اُونچوں کے سروں سے قدم اعلیٰ تیرا

طالب علمی کی صعوبتیں

سیّدنا غوث اعظم جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۴۸۸ھ میں، بغداد شریف پہنچے۔

طالب علمی کے زمانے میں آپ کو انتہائی مشکل حالات سے دوچار ہونا پڑا، مگر یہ مشکلات آپ کے عزم صمیم کی راہ میں حائل نہ ہو سکیں۔ آپ نے مدرسہ نظامیہ میں داخلہ لے لیا، جو اپنے دور کی سب سے بڑی یونیورسٹی تھی اور اس میں عالم اسلام کے قابل ترین اساتذہ کرام پڑھایا کرتے تھے۔ آپ کے پاس چالیس دینار تھے، جو چند ماہ میں ختم ہو چکے تھے اور بیشتر روز فاقہ سے گزرے۔ آپ فاقے پر فاقہ کرتے رہے، مگر صبر کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا۔ چار پانچ سال تو اتنی مصیبت میں گزارے کہ شاید دنیا میں اس کی مثال نہ ملے۔ آپ نے سالوں دجلہ کے کنارے کھڑی گھاس اور سبز پتوں پہ زندگی بسر کی۔ آپ دن بھر پڑھتے اور رات بھر فاقے کی اذیتوں میں گزارتے۔ آپ کھنڈروں، ویرانوں اور مسجد کے فرش پر پڑے رہتے۔ اس زمانے کا دستور تھا کہ فصل کٹنے کے موقع پر قریب کے ایک گاؤں یعقوبہ میں جا کر طلباء زمینداروں سے اناج مانگ لاتے تھے۔ ایک بار طلباء نے ضد کر کے آپ کو بھی ساتھ لے لیا۔ جب طلباء کے ہمراہ آپ یعقوبہ پہنچے، تو وہاں کے ایک بزرگ جو شریف یعقوبی کے نام سے مشہور تھے، انہوں نے پیرانِ پیر رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر فرمایا: بیٹے! طالبانِ حق اللہ تبارک و تعالیٰ کے سوا کسی کے سامنے ہاتھ نہیں پھیلاتے۔ غلّہ مانگنا تمہارے شایانِ شان نہیں۔ (قلائد الجواہر صـــ۱، نفحات الانس صـــ۳۵۲)

صاحبِ شکر و قناعت بندۂ صبر و رضا
فقر میں بھی لُوٹتے ہیں بادشاہی کے مزے

یہ نصیحت آپ کے دل پر یُوں اثر انداز ہوئی کہ آپ دوسروں کو بھی ہمیشہ سوال کرنے سے منع کرتے رہے ۔

ستم ہو یا کرم دونوں کو یکساں وہ سمجھتا ہے،
سرِ عاشق درِ محبوب پہ خم یوں بھی ہے اور یُوں بھی

تقویٰ

اس دَور میں قحط سالی بھی ہوئی جس کی خبر دُور دُور تک پہنچی ۔ ابوبکر تیمی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سُنا کہ آپ نے فرمایا، جب بغداد میں قحط سالی ہوئی، مجھے انتہائی تنگ دستی پہنچی ۔ کئی روز تک میں نے کھانا مُطلقاً نہ کھایا ۔ ایک روز بھوک نے مجھے بہت ستایا، تو میں دجلہ کی طرف چلا گیا کہ شاید وہاں سبزی کے پتے مل جائیں، جو سبزی دھوتے وقت لوگ پھینک دیتے ہیں ۔ میں جہاں جاتا، لوگوں کا ہجوم ہوتا، اور جو کچھ ملتا اُسے اٹھا لیتے ۔ آخر کار میں بھوکا ہی شہر میں واپس آگیا، وہاں مجھے کوئی ایسا موقع نہ ملا کہ کوئی چیز حاصل کر سکوں ۔ لوگ پھینکی ہوئی چیز مجھ سے پہلے ہی اُٹھا لیتے ۔ غرضیکہ میں پھرتا پھراتا سوق الریحانین (بغداد کی مشہور منڈی) کی مسجد میں پہنچا اور مسجد کے ایک کونے میں جا کر بیٹھ گیا ۔ اسی اثنا میں ایک فارسی جوان مسجد میں روٹی اور بھُنا ہوا گوشت لے کر آیا اور ایک طرف بیٹھ کر کھانے لگا ۔ بھوک کے غلبے کی وجہ سے میرا یہ حال تھا کہ جب وہ لقمہ اٹھاتا، تو میں منہ کھول دیتا ۔ میں نے اپنے نفس کو اس حرکت سے منع کیا، اتنے میں اس شخص نے میری طرف دیکھا اور کہا آؤ بھائی! تم بھی کھانا کھاؤ ۔ میں نے انکار کیا، تو اُس شخص نے ضد کر کے مجھے قسم دلائی اور مجھے کھانے میں شریک ہونے پر مجبور کیا ۔ میرے نفس نے اس کی دعوت کو قبول کر لیا اور

اُس نے مجھ سے دریافت کیا کہ آپ کہاں کے باشندے ہیں اور کیا شغل ہے؟ میں نے کہا جیلان کا رہنے والا ہوں اور طالب علم ہوں ۔ اُس نے کہا جیلان کا ایک نوجوان جس کا نام عبدالقادر ہے، اُسے تم جانتے ہو؟ میں نے کہا، وہ میں ہی ہوں ۔ یہ سُن کر وہ بہت بے چین ہوا اور کہا خدا کی قسم بھائی! میں تمہیں کئی روز سے تلاش کر رہا ہوں، جب میں بغداد میں داخل ہوا، میرے پاس ذاتی خرچ موجود تھا اور پھر تمہیں تلاش کیا، مگر کسی نے تمہارا پتہ نہ دیا اور میرا ذاتی خرچ ختم ہو گیا ۔ میں تین روز فاقے سے تھا ۔ اور آج مجبور ہو کر آپ کی امانت جو آپ کی والدہ نے مجھے آپ کو پہنچانے کے لیے دی تھی، ایک وقت کا کھانا یہ روٹی اور گوشت لایا ہوں ۔ اب آپ خوشی سے یہ کھانا تناول فرمائیں، اس لیے کہ یہ آپ کا ہی ہے ۔ میں اب آپ ہی کا مہمان ہوں ۔ آپ فرماتے ہیں، میں نے اُسے تسلّی دی اور اپنی خوشنودی ظاہر کی اور کھانا دونوں نے کھایا اور جو کھانا بچا، وہ میں نے جوان کو واپس دے دیا اور کچھ نقدی بھی دی جسے وہ قبول کر کے رخصت ہو گیا ۔

(قلائد الجواہر ص ۹، ۱۰، طبقات کبریٰ ج ۱ ص ۱۱۹، جامع کراماتِ اولیاء ج ۲ ص ۲۰۲)

سُبحان اللہ! غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس حال میں بھی لقمۂ حلال عطا فرمایا ۔ اللہ تعالیٰ اپنے مقربین کو آزماتا ہے جس طرح حکم ہوا:

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنفُسِ وَالثَّمَرَاتِ ؕ

ترجمہ: اور ضرور ہم تمہیں آزمائیں گے کچھ ڈر اور بھوک سے اور کچھ مالوں اور جانوں اور پھلوں کی کمی سے ۔

روشن شمع چراغ نورانی، کامل پیر حقانی
دُنیا اندر جان لایا، سید قطب ربانی

غرضیکہ آپ فاقہ کشی کر کے بھی علمِ دین حاصل کرتے رہے ۔ آخر کار مدرسہ نظامیہ میں آپ کی تعلیم کا آٹھ سالہ سخت ترین دور ختم ہوا اور پھر وہ دن بھی آگیا کہ آپ کے سرِ اقدس پر دستارِ فضیلت سجائی گئی اور آپ تحصیلِ علم میں کامل ہو گئے اور علم حاصل کرنا ہر فقیر و درویش کے لیے انتہائی ضروری ہے ۔ فقیروں اور درویشوں کے سردار حضور غوث الورٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی تکمیل فرمائی ہے

دُنیا اُتے عامل کامل، علم عطا فرقانی
ہر اک نوں سمجھا ندا گیا سید قطب ربانی

ہ عشق کرم دا ازلی قطرہ تیں مَیں دے وس نائیں
اِکناں بھد یاں ستھ نہ آوے اکناں دے وچ راہیں

مُرشد کی تلاش

حضور سیدی غوث اعظم جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحصیل علومِ ظاہری سے فارغ ہوئے، تو کسی عارفِ کامل کی تلاش میں رہنے لگے اور اللہ تعالیٰ سے دُعا کرتے رہے کہ کسی عارفِ کامل سے ملا دے ۔ اسی خیال سے آپ ایک دن بغداد کے ایک کوچے سے گزر رہے تھے کہ کان میں آواز آئی ۔ آپ اس آواز والے کی تلاش میں لگ گئے، یہاں تک کہ انہیں پالیا ۔ یہ تھے حضرت شیخ حماد بن مسلم رحمۃ اللہ علیہ ۔ حضرت کو دیکھتے ہی آپ اُن سے لپٹ گئے ۔ حضرت نے انتہائی شفقت فرمائی اور رُوحانی تربیت بھی فرمائی ۔
ایک دن شیخ حماد رحمۃ اللہ علیہ نے محسوس کیا کہ محفل میں آنے والے اس شفقت کو محسوس کرتے ہیں، تو حضرت شیخ (رحمہ اللہ تعالیٰ) نے فرمایا ؛ نادانو! تمہیں کیا معلوم کہ عبدالقادر آفتاب بن کر تمام جہان میں چمکنے والا ہے اور تم اس کے مقابلے میں چراغوں کی طرح ٹمٹما کر رہ جاؤ گے ۔ شیخ کی ملاقاتوں نے آپ کے دل میں عشقِ الٰہی کی آگ کو خوب بھڑکایا اور مجاہدات پر آپ کے دل کو اکسایا، جو راہِ طریقت کی منازل

طے کرنے کے لیے ضروری تھا ۔ چنانچہ آپ جنگلوں اور بیابانوں میں نکل گئے نہ کھانے کا ہوش تھا نہ پینے کا، روز و شب ان مجاہدات میں مشغول رہتے ۔ محلہ کرخ کے ایک ویران مکان میں آپ نے اپنی چلہ گاہ بنالی، جہاں مسلسل ۱۱ سال تک آپ چلہ کشی کرتے رہے ۔ دن کو آپ روزہ رکھتے اور شام کو دریائے دجلہ کے کنارے پر جاتے اور سبز پتوں یا ساگ وغیرہ کے پتوں سے آپ روزہ افطار فرماتے ۔ بعض دفعہ تو ایسا ہوتا کہ لوگ آپ کو مُردہ سمجھ کر کفن دفن کا انتظام شروع کر دیتے تو آپ کلمہ طیبہ پڑھ کر اُٹھ کھڑے ہوتے ۔
آپ خود ارشاد فرماتے ہیں : میں ہر مصیبت اور تنگی کو برداشت کرتا اور اپنے نفس کو ریاضتوں اور مجاہدوں میں ڈالتا ۔ لوگ مجھے دیوانہ سمجھتے ۔ یہاں تک کہ ۲۵ سال تک عراق کے بیابانوں میں پھرتا رہا ۔ نہ لوگ مجھے جانتے تھے نہ میں لوگوں کو اور نہ ہی انہیں جو مجھ سے علمِ طریقت اور وصول الی اللہ کی تعلیم حاصل کیا کرتے تھے ۔ جب میں عراق کے بیابانوں میں نکلا تو حضرت خضر علیہ السلام میرے ہمراہ ہمراہ ہو لیے اور انہوں نے مجھ سے وعدہ لیا کہ میں اُن کے حکم کی مخالفت ہرگز نہ کروں گا اور مجھ سے کہا یہاں بیٹھ جاؤ میں بیٹھ گیا اور مسلسل تین سال تک میں وہاں بیٹھا رہا ۔ آپ ہر سال میرے پاس آتے اور فرماتے میرے آنے تک یہیں بیٹھے رہنا ۔ اس عرصہ میں دنیا وی مختلف شکلیں میرے پاس آئیں، مگر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے میں ان کی طرف توجہ کرنے سے محفوظ رہا ۔ آپ کے پاس شیاطین بھی آتے اور ڈرانے کی کوشش کرتے، مگر اللہ تعالیٰ نے مجھے ان پر غالب رکھا ۔
(طبقات کبرٰی ج ۱ ص ۱۲۹ جامع کراماتِ اولیاء ج ۲ ص ۲۰۲ قلائد الجواہر ص ۱۰)

شیطان کا حملہ

حضراتِ محترم ! اللہ تعالیٰ نے باطل کی سرگرمیوں اور قہر سامانیوں سے نپٹنے کے لیے آپ کی خاص

Scanned with CamScanner

تربیت فرمائی تھی - باطنی قوتوں اور روحانی اسلحہ سے آراستہ کر کے اللہ تعالیٰ نے آپ کو میدانِ عمل میں بھیجا تھا - ہر چند آپ کو حق کے راستے سے ہٹانے کے لیے ابلیسی طاقتیں حملہ آور ہوتی رہتی تھیں، مگر آپ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محفوظ رہتے - آخری بار آپ نے دیکھا کہ ابلیس زمین پر بیٹھا آہ وزاری کر رہا ہے اور اپنے سر پر خاک ڈال رہا ہے - آپ کو دیکھ کر کہنے لگا: اے عبدالقادر! تو نے مجھے بالکل ہی مایوس کر دیا ہے - میں اپنی تمام فریب کاریاں اور مکاریاں پھیلا چکا ہوں، مگر تمہارے قدم راہِ حق سے نہیں ڈگمگائے اس لیے میں ہار مان کر آپ کی خدمت میں رہنا چاہتا ہوں - آپ نے فرمایا: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ اور مزید فرمایا: میں تیری گفتگو سے مطمئن نہیں ہوں، بلکہ تیری یہ گفتگو ایک عظیم فتنہ ہے، تو اپنے مکر میں مجھے مبتلا کرنا چاہتا ہے تاکہ میں صراطِ مستقیم سے ہٹ جاؤں - آپ کی گفتگو ابھی ختم ہونے نہ پائی تھی کہ ایک غیبی ہاتھ نمودار ہوا اور اس لعین کے سر پر اس زور سے پڑا کہ زمین میں دھنستا ہی گیا - دوسری بار پھر آیا - اب اُس کے پاس آگ کے شعلے تھے، جن سے وہ آپ پر حملہ کرنا چاہتا تھا کہ اچانک ایک سوار نمودار ہوا، اس نے حضرت پیرانِ پیر کو تلوار دی، جس کو دیکھتے ہی شیطان غائب ہو گیا - اس کے بعد شیطان نے چاروں طرف مکر کے جال پھیلائے، آپ مسلسل ان شیطانی پھندوں کو توڑتے رہے -

ایک دفعہ آپ عبادت میں مصروف تھے کہ زمین سے آسمان تک تیز روشنی پھیل گئی اور اس روشنی سے ایک صورت ظاہر ہوئی، جس نے بڑی گرجدار آواز میں آپ سے کہا: اے عبدالقادر! میں تیرا رب ہوں، تیری عبادت و ریاضت سے خوش ہو کر میں نے فرائض کو تجھ پر معاف کر دیا اور حرام چیزوں کو حلال کر دیا، لہٰذا تم اب جو چاہو سو کرو - آپ نے لاحول پڑھا اور وہ روشنی غائب ہو گئی اور اندھیرا

پھیل گیا اور وہ شکل جو ظاہر ہوئی دُھواں بن گئی، پھر اس سے آواز آئی، اے عبدالقادر تیرے علم نے تجھے بچا لیا - جاتے جاتے لعین کا آپ پر آخری وار تھا - آپ نے فرمایا: اے مردود! علم نے نہیں، بلکہ مجھے مولا تعالیٰ کی رحمت نے بچایا ہے - آپ کی یہ بات سُن کر ابلیس لعین اپنا سر پیٹنے لگا اور کہا اب تو میں آپ سے قطعاً مایوس ہو چکا ہوں اور آئندہ آپ پر وقت ضائع نہیں کروں گا - آپ نے فرمایا دُور ہو جا مردود میں تیری کسی بات کا اعتبار نہیں کروں گا اور ہمیشہ تیرے مکر سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں -

(طبقات کبریٰ ج ۱ ص ۱۲۷، قلائد الجواہر ص۱۱-۲۰-۲۱، بہجۃ الاسرار ص ۸۵-۸۶)

مُرشد کی نگاہ

حضراتِ گرامی! سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے سخت مجاہدے کیے اور آپ کے دَور کا کوئی ایسا مجاہدہ نہ تھا جو آپ نے نہ کیا ہو - بغداد کے ایک ویران بُرج میں مسلسل کئی سال گزارے - آخری چلّہ میں آپ نے عہد کر لیا کہ میں اُس وقت تک کچھ نہ کھاؤں پیوں گا، جب تک کوئی اپنے ہاتھ سے نہ کھلائے گا - چنانچہ آپ کو بغداد کے مشہور شیخ طریقت قاضی القضاۃ شیخ ابوسعید مخزومی نے اپنے ہاتھ سے کھانا کھلایا - آپ فرماتے ہیں شیخ کے ہاتھ سے جو لقمہ میرے شکم میں جاتا، میرے باطن میں ایک نور بھر دیتا - اگرچہ آپ نے مسلسل مجاہدات کیے جس سے تزکیہ نفس تو ہو چکا تھا، تاہم مرشد کی نگاہ کی ضرورت تھی اور وہ نگاہ حضرت شیخ ابوسعید مخزومی رحمۃ اللہ علیہ کی تھی، جس نے آپ کو مطلع انوار بنایا ہے

در مرشد توں تیرا در ملدا، تیرے در توں ربّ اگھر ملدا
میں تاہیوں مرشد کامل دی چوکھٹ نوں جا کے چم لیناں

حضرت غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوسعید مخزومی رحمۃ اللہ علیہ کے

Scanned with CamScanner

دستِ مبارک پر بیعت کی، تو انہوں نے آپ کو خرقۂ خلافت عطا فرمایا اور ارشاد فرمایا اے عبدالقادر! یہ وہ خرقہ ہے جو جناب رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو عطا فرمایا تھا اور ان سے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کو پہنچا اور ان سے دست بدست مجھ تک پہنچا۔ حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے جُوں ہی خرقۂ مبارک زیب تن فرمایا، تو انوار و تجلیات کے سمندر اُمڈ پڑے۔ خرقۂ خلافت سے نواز کر شیخ نے ہدایت فرمائی کہ آپ صحرانوردی چھوڑ کر محراب و منبر کو رونق بخشیں۔

مدرسہ نظامیہ

سیّدنا حضرت ابو سعید مخزومی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک چھوٹا سا مدرسہ تھا، جو محلّہ باب الازج میں تھا، حضرت نے شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے مدرسہ میں صدر المدرسین مقرر فرمایا۔ آپ نے مدرسہ میں قیام کیا جہاں پر شیخ سے راز و نیاز کی باتیں ہوتی تھیں اور ساتھ ساتھ دین کی اشاعت و ترویج کا کام بھی خوب زور و شور سے ہونے لگا۔ یہ چھوٹا سا مدرسہ بہت جلد ترقی کر کے سرزمین بغداد کا ایک وسیع اور عظیم الشان دارالعلوم بن گیا جس میں بیک وقت ہزاروں طلباء تعلیم حاصل کرنے لگے، وہیں خانقاہ، مسجد اور مجلس خانہ بھی تعمیر ہو گئے۔ آپ کے درس میں نہ صرف طلباء بلکہ علماء، فضلاء اور صلحاء بھی شریک ہوتے۔ آپ کے علوم کے بارے میں شیخ عبدالوہاب شعرانی، شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور علامہ محمد بن یحییٰ حلبی علیہم الرحمہ فرماتے ہیں: یَتَکَلَّمُ فِیْ ثَلَاثَۃَ عَشَرَ عِلْمًا۔ آپ تیرہ علموں میں تقریر فرماتے۔ اس طرح آپ کے شاگرد عالمِ اسلام میں پھیل گئے اور ہر طرف اسلامی تعلیمات کا نور پھیلنے لگا۔ اس طرح علم و فضل عرفان و طریقت میں کوئی بھی آپ کا ثانی نہ تھا۔

(بہجۃ الاسرار ص۱۱۰، قلائد الجواہر ص۵، جامع کراماتِ اولیاء ص۲۰۲ ج۲، اخبار الاخیار فارسی ص۱۷، طبقات کبریٰ ص۱۲۷ ج۱، نزہۃ الخاطر الفاطر ص۳۲)

حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے علوم دینیہ کی تعلیم سے لوگوں کو مستفیض فرمایا۔ جہاں آپ ولایت کے سردار تھے، وہاں اللہ تعالیٰ نے آپ کو علوم ظاہری کا آفتاب بنایا تو آپ کے دل و زبان سے حکمت و علم کے نورانی چشمے اُبل رہے تھے۔ آپ دارالعلوم میں درس و تدریس اور فتویٰ نویسی کے کام میں مشغول رہتے تھے ــــــ عالمِ اسلام کے فتوے آپ کے پاس آیا کرتے تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ دوپہر سے پہلے اور بعد دونوں وقت تفسیر، حدیث، فقہ، کلام، اصول و نحو وغیرہ کے اسباق پڑھایا کرتے تھے۔ مختلف مدارس سے فارغ ہونے والے طلباء بھی آپ کے علوم سے فائدہ اُٹھاتے۔ اس طرح آپ کی شہرت تمام جہان میں پھیل گئی اور تمام مخلوق آپ کے کمال کا اعتراف کرنے لگی۔

(طبقات کبریٰ ج ۱ ص۱۲۷ قلائد الجواہر ص۳۸ و ۶۶ و ۱۸۱ اخبار الاخیار فارسی ص۱۷ و ۱۵)

مشائخ جہاں آئیں بہر گدائی — وہ ہے تیری دولت سرا غوث اعظم
حقیقت طریقت شریعت کا منبع — ولایت کے رخشاں قمر غوث اعظم

غوث اعظم کرم تھیں بھرے جھولیاں
نہ کوئی جھولی پھیلاوے تے ہیں کی کراں

دَرَسْتُ الْعِلْمَ حَتّٰی صِرْتُ قُطْبًا
وَنِلْتُ السَّعْدَ مِنْ مَوْلَی الْمَوَالِیْ

ترجمہ: میں نے اتنا علم حاصل کیا کہ قطب ہو گیا، مجھے یہ سعادت و عظمت خدائے برتر کے دربار سے حاصل ہوئی۔

علامہ ابن جوزی کا اعتراف

حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے علم کی فضیلت حضرت حافظ ابو العباس احمد بن احمد البندنیجی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میں اور شیخ جمال دین جوزی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ اس وقت آپ ترجمہ اور تفسیر قرآن پڑھا رہے تھے۔ آپ، اس کی وجوہات بیان کرنے لگے۔ میں نے پہلی وجہ پر شیخ جوزی سے پوچھا کیا آپ کو اس کا علم ہے، تو آپ نے فرمایا، ہاں۔ آپ کی وجہ بیان کرنے پر شیخ جمال دین رحمۃ اللہ علیہ سے میں پوچھتا آپ کو یہ وجہ معلوم ہے؟ گیارہ وجوہ تک آپ فرماتے رہے ہاں مجھے علم ہے اور بارہویں وجہ پر آپ نے فرمایا، مجھے علم نہیں۔ آپ برابر وجوہات بیان کرتے گئے۔ یہاں تک آپ نے چالیس وجہ بیان کیں۔ علامہ جوزی رحمۃ اللہ علیہ غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علم کی وسعت پر متعجب ہوئے اور کلمہ طیبہ پڑھ کر کہا ہم قال کو چھوڑ کر حال کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ ان کا یہ کہنا تھا کہ مجلس میں اضطراب پیدا ہو گیا اور شیخ موصوف نے وجد میں آکر اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے۔ (بہجۃ الاسرار ص ۱۱۸، قلائد الجواہر ص ۳۸)

مفتیِ شرع بھی ہے قاضیِ ملت بھی — علمِ اسرار کے ماہر بھی ہے عبدالقادر
قطبِ ابدال بھی ہے محورِ ارشاد بھی ہے — مرکزِ دائرہ سِر بھی ہے عبدالقادر
ذی تصرف بھی ہے ماذون بھی مختار بھی ہے — کارِ عالم کا مدبر بھی ہے عبدالقادر

ایک پیچیدہ مسئلہ

حضراتِ گرامی! حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ انتہائی پیچیدہ مسائل کا جواب فوراً دے دیا کرتے تھے۔ آپ کے صاحبزادے شیخ عبدالرزاق قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں کہ عجم کے کسی شہر سے ایک فتویٰ آپ کی خدمت میں آیا۔ یہ مسئلہ اس قدر مشکل اور پیچیدہ تھا کہ علماء عراق اس کے جواب سے عاجز آچکے تھے۔ صورتِ مسئلہ یہ تھی کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں اس شرط پر معلق کیں کہ وہ ایسی عبادت کرے گا، جس عبادت میں وہ عبادت کے وقت تنہا ہوگا۔ اگر ایسی عبادت نہ کرے، تو اس نے کہا، میری بیوی مجھ پر تین طلاق سے حرام ہوگئی۔

جب یہ استفتاء سیدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا تو آپ نے اسے پڑھ کر فوراً جواب لکھ دیا کہ یہ شخص مکہ مکرمہ جا کر خانہ کعبہ کو خالی کرائے اور سات دفعہ اس کا طواف کرے، تو اس صورت میں اس کی بیوی کو طلاق نہ ہوگی۔ چنانچہ یہ شخص جواب ملتے ہی سائل مکہ مکرمہ روانہ ہو گیا۔ (بہجۃ الاسرار ص ۱۱۸ قلائد الجواہر ص ۳۸)

ہر مشکل دی کنجی یار و ہتھ مرداں دے آئی
مرد نگاہ کرن جس ویلے مشکل رہے نہ کائی

برادرانِ اسلام! تمام اولیاء کرام نے علم ظاہر حاصل کیا اور اللہ تعالیٰ نے جسے چاہا علم لدنی بھی عطا فرمایا۔ وَعَلَّمْنَاهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا
(سورۃ کہف آیت ۶۵ ترجمہ: اور اسے اپنا علم لدنی عطا فرمایا۔)

مفسرین کرام فرماتے ہیں، علم لدنی وہ ہے جو بندہ کو الہام سے حاصل ہو۔ وحی فقط انبیاء کرام کا خاصہ ہے اور علم لدنی اللہ تعالیٰ نے اولیاء کرام کو بھی جسے چاہا عطا فرمادیا، جسے الہام کہا جاتا ہے۔

حضور سیدنا عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں:
"میرے قلب پر اللہ تعالیٰ نے علم لدنی کے ستر دروازے کھول دیئے ہیں ہر دروازے کی وسعت كَسَعَةِ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ۔ زمین و آسمان کی وسعت جتنی ہے۔"

سیدنا حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علم کی وسعت کے بارے میں حضرت مفرج بن نبہان بن برکات شیبانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب سیدنا عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز کی شہرت کا آوازہ بلند ہوا، تو علماء ظاہر کو حسد و عناد پیدا ہوا اور ایک سو مستند علماء کی ایک جماعت نے یہ طے کیا کہ ہم میں سے ہر ایک شخص ایک ایک مسئلہ دریافت کرکے آپ کی علمی قابلیت کا امتحان لے لیں۔ یہ سب علماء

Scanned with CamScanner

آپ کی مجلس میں پہنچے، تو آپ کو فوراً علم ہوگیا۔ آپ نے خاموش ہوکر سر جھکا لیا اور لوگوں کو یہ نظر آیا کہ آپ کے سینۂ انور سے ایک شعاع نور کی نکل کر ان کے سینوں میں سے گزرنے لگی اور جس کے سینے تک پہنچی، وہ بیقرار ہونے لگا اور کپڑے پھاڑ دیئے اور رونا چلانا شروع کر دیا۔ آپ نے ایک ایک کو اٹھا کر سینے سے لگایا اور ہر ایک کا سوال خود بتا کر جواب دینا شروع کر دیا۔ یہاں تک کہ تمام علمار کے سوالوں کا جواب دے دیا۔ اور مجلسِ وعظ ختم ہوگئی۔ حضرت معترج علیہ الرحمہ فرماتے ہیں میں نے اُن علمار سے رونے کا سبب پوچھا تو انہوں نے کہا کہ ہم لوگ جب سرکار بغداد سیدنا حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلس میں آکر بیٹھے تو جس قدر ہمارا علم تھا سب کا سب سلب ہوگیا اور ہماری یہ حالت ہوگئی جیسے ہم نے کچھ پڑھا ہی نہیں اور جب آپ نے ہمیں سینے سے لگایا، تو ہمارا علم ہماری طرف لوٹ آیا اور پھر وہ سوالات جن کا علم ہمارے سوا کسی کو نہ تھا، خود ارشاد فرمائے اور ایسے جوابات عنایت فرمائے جن کو ہم کبھی نہ جانتے تھے۔ (بہجۃ الاسرار صـ۹۴ قلائد الجواہر صـ۳۳)

اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ تعالیٰ کی عطا سے دلوں کے سوالات کا علم رکھتے تھے، اسی لیے کہا جاتا ہے جب علمار کی محفل میں بیٹھو تو زبان قابو میں رکھو، کیونکہ یہ حضرات منہ سے نکلی ہوئی بات کی گرفت کرتے ہیں، مگر صاحبِ دل اللہ والے کی محفل میں جاؤ تو دل پر کنٹرول رکھو، اس لیے کہ ان کی نظر دلوں پر ہوتی ہے، اسی لیے عارفِ رُومی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا؛

شیخ کو بنظر بنور اللہ شد — از نہایت وز نخست آگاہ شد

ترجمہ: شیخ جو اللہ کے نُور سے دیکھنے والا ہوا، تو پھر اوّل و آخر سے آگاہ ہوا

حال تو دانند یک یک مُو بمو — زانکہ پر ہستند از اسرارِ ہُو

ترجمہ: حال تیرا ایک ایک اور بال بال جانتے ہیں، اس لیے کہ اللہ کے رازوں سے پُر ہیں

4

حضرت سلطان العارفین سُلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

ع علمے باہجھ جو کرے فقیری کافر مرے دیوانہ ہُو
سَئے ورہیاں دی کرے عبادت رب اللہ کنوں بیگانہ ہُو

اور حدیثِ مبارکہ میں ہے، اِتَّقُوْا عَنْ فَرَاسَةِ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّهٗ يَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰهِ۔

ترجمہ: مومن کی فراست سے ڈرو، کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے نور سے دیکھتا ہے مومن چونکہ اللہ کے نُور سے دیکھتا ہے، اس لیے اس سے کوئی شئے پوشیدہ نہیں۔ دیکھیے چاند زمین کی سطح سے دو لاکھ بیالیس ہزار میل دور ہے جس کے کناروں کو ہر شخص اپنی آنکھ کی بصارت سے دیکھتا ہے۔ بقول امریکہ کے ۱۹۶۹ء میں امریکہ کا خلا بردار جہاز چاند پر پہنچا اور چاند پر چہل قدمی کی تو زمین پر بیٹھ کر اس خلائی گاڑی کا کنٹرولر، آلات کے ذریعے سب کچھ لوگوں کو بتا رہا تھا، تیری نظر چاند تک جا سکتی ہے۔ امریکیوں کی نظر بذریعہ آلات خلائی گاڑی تک جا سکتی ہے، تو اللہ کے ولیوں کی وہ نظر جس کے متعلق حکمِ الٰہی ہوتا ہے؛

وَبَصَرَهُ الَّذِیْ یُبْصِرُ بِهٖ — میں اُس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے

یعنی اُس کا دیکھنا میری رضا سے ہوتا ہے۔ تو جب دکھانے والا خدا ہے اور دیکھنے والا خدا کا دوست ہے، تو دوست، دوست کو جو جی چاہے دکھائے، تجھے کیا اعتراض ہے؟ اور اگر کوئی یہ کہے کہ ولی پوشیدہ چیزیں دیکھ لینے کی طاقت نہیں رکھتا، تو وہ شخص درحقیقت اللہ تعالیٰ کی قدرت کا منکر ہے اور اگر اب بھی شک ہو تو آئینہ اُٹھا کر اپنا چہرہ دیکھ لو۔

اضافات الیومیہ حصہ ہفتم مطبوعہ تھانہ بھون صـ۶ پر مولوی اشرف علی تھانوی کے عقیدے کا ذکر کیا گیا ہے، حضرت حکیم الامت دامت ظلہم نے ایک حکایت بیان فرمائی

Scanned with CamScanner

کہ بعض اولیاء اللہ ایسے بھی گزرے ہیں کہ خواب میں یا حالتِ غیبت میں روزمرہ اُن کو دربارِ نبوی میں حاضری کی دولت نصیب ہوتی ہے۔ ایسے حضرات صاحبِ حضوری کہلاتے ہیں۔ دوسری جگہ اس کتاب کے صفحہ ۱۸۷ جلد ۱ پر مولانا فخر الحسن صاحب کا واقعہ بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ مولانا فرماتے تھے کہ جب میں نے دیکھا کہ ہر وسوسہ کا ان بزرگ کو کشف ہو جاتا ہے، تو وہاں سے اُٹھ کر بھاگا۔

اور اضافات الیومیہ کے ص ۳۸ جلد ۱ پر حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں لکھا ہے، ایک مرتبہ حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک شخص مرید ہونے آیا۔ فرمایا کہ بھائی تیری پیشانی سے شقاوت نمایاں ہے، تجھ کو کیا مرید کروں، وہ بےچارہ مایوس ہو کر لوٹ گیا۔ حضرت کا صورت دیکھ کر فرما دینا کہ تم شقی ہو۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت پر ہیئتِ اعمال منکشف ہو گئی۔ معلوم ہوا کہ غیروں نے بھی اس بات کو اپنی کتابوں میں لکھ دیا ہے کہ اولیاء اللہ کو اللہ تعالیٰ نے پوشیدہ چیزوں کا علم عطا کیا ہے۔ بطورِ نمونہ چند حوالے پیش کیے جاتے ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ حق سمجھنے کی توفیق عطا کرے۔

حضور غوث پاک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے علم کا ذکر حضرت ابوبکر تمیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ یوں فرماتے ہیں کہ میں ابتدائی عمر میں شتربانی کا کام کیا کرتا تھا۔ ایک دفعہ میں مکہ مکرمہ گیا جہاں جیلان کے رہنے والے ایک شخص کے ساتھ حج کرنے کا اتفاق ہوا۔ اچانک وہ شخص بیمار ہو گیا اور اُس نے محسوس کیا کہ وہ عنقریب مر جائے گا، تو اس نے کہا یہ میری چادر اور کمبل لے لو، اس چادر میں دس درہم ہیں۔ یہ تینوں چیزیں اپنے پیر سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں پیش کر دینا اور یہ کہہ دینا کہ حضور مجھ پر نظرِ شفقت رکھیں۔ میں یہ چیزیں لے کر واپس لے کر بغداد شریف پہنچا تو مجھ پر طمع سوار ہو گیا اور میں نے سوچا کہ ان چیزوں کا علم میرے اور خدا کے علاوہ کسی کو

نہیں ہے۔ چنانچہ وہ چیزیں میں نے اپنے پاس ہی رکھ لیں اور حضرت تک نہ پہنچائیں ایک دن میں جا رہا تھا کہ سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سامنے سے گزر ہوا۔ میں نے سلام پیش کیا اور مصافحہ کیا، تو آپ نے میرا ہاتھ زور سے پکڑ کر فرمایا: اے شخص تو نے دس دیناروں کی خیانت کی ہے۔ دینار اپنے پاس رکھ کر میرے پاس آنا جانا چھوڑ دیا ہے۔ یہ سنتے ہی میں بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ حضرت تشریف لے گئے اور مجھے جب ہوش آیا، تو اپنے گھر گیا، چادر کمبل اور دس دینار لا کر آپ کی خدمت میں پیش کر دیے۔ (قلائد الجواہر ص ۵۸)

حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے علم کے بارے میں خود ارشاد فرما رہے ہیں ؎

نَظَرْتُ اِلٰی بِلَادِ اللّٰہِ جَمْعًا
کَخَرْدَلَۃٍ عَلٰی حُکْمِ اتِّصَالٖ

ترجمہ: میں نے اللہ تعالیٰ کے تمام شہروں کی طرف دیکھا،
تو وہ سب مل کر رائی کے دانہ کے برابر تھے۔

حضرت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اگر تمام روئے زمین کو ایک رائی کے دانے کے برابر دیکھتے ہیں، تو اندازہ کریں کہ پھر انبیاء کرام علیہم السلام کی نظر کس قدر بلند و بالا ہے ؎

بحر و بر شہر و قریٰ، سہل و حزن دشت و چمن
کون سے چک پہ پہنچتا نہیں دعویٰ تیرا
تمہارے در پہ آ کر اک زمانہ فیض پاتا ہے
عنایت کی نظر مجھ پہ بھی ہو یا شاہِ جیلانی

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِیْنُ

غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی مسندِ ارشاد

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا وَمَلْجَانَا وَمَاوٰنَا، نَبِیِّنَا وَرَسُوْلِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَعَلٰی اَوْلِیَآءِ اُمَّتِہٖ خُصُوْصًا عَلٰی سَیِّدِنَا الْغَوْثِ الْاَعْظَمِ مُحْیِ الدِّیْنِ عَبْدِ الْقَادِرِ الْجِیْلَانِیِّ وَعَلٰی عُلَمَآءِ مِلَّتِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۝ اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَالْعَصْرِ ۝ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ ۝ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ (سورۃ العصر پ ۳۰، آیت)

ترجمہ: "اس زمانہ محبوب کی قسم! بیشک آدمی ضرور نقصان میں ہے، مگر جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے اور ایک دوسرے کو حق کی تاکید کی اور ایک دوسرے کو صبر کی وصیت کی۔"

اس سورہ مبارکہ میں اللہ عزّوجل انسانوں کے خسارے کا ذکر فرمایا ہے اور اُن انسانوں کی فلاح وکامیابی کی ضمانت عنایت فرمائی ہے، جو ایمان لا کر اعمالِ صالحہ کرنے کے ساتھ ساتھ حق بات کی تلقین کرتے ہیں اور دُنیا کے مصائب و آلام پر صبر کی تلقین و تاکید کرتے ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی ان آیات کی مصداق شخصیتوں میں ایک عظیم ہستی

کا اسمِ گرامی شیخ عبدالقادر جیلانی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہے اور اس ہستی کے بحرِ فیض سے فیض یاب ہونے والے اس ہستی کو غوثِ اعظم کے لقب سے یاد کرتے ہیں۔ آپ جب تعلیمی مراحل سے فارغ ہوتے، تو آپ نے مدرسہ نظامیہ بغداد شریف میں مسندِ ارشاد کو سنبھال لیا۔ آپ کے درس میں ہزاروں کی تعداد میں مجمع ہوجاتا تھا۔ آپ اِس مسند پر علم وعمل کے فیض سے عوام وخواص کو نوازا کرتے تھے۔

فیضِ مصطفوی

حضور سیّدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ تدریس و افتاء کے فرائض سرانجام دیتے رہے، مگر آپ ابتداءً میں وعظ نہ فرمایا کرتے تھے۔ شوال ۵۲۱ھ کو آپ دوپہر کے وقت آرام فرما رہے تھے کہ آپ نے خواب میں دیکھا کہ حضور سرورِ کائنات فخرِ موجودات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرما رہے ہیں، یٰبُنَیَّ لِمَ لَا تَتَکَلَّمُ اے بیٹا! تو وعظ کیوں نہیں کرتا؟

تو آپ نے حضور سیّد العالمین ختم المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کیا، اَنَا رَجُلٌ اَعْجَمِیٌّ کَیْفَ اَتَکَلَّمُ عَلٰی فُصَحَاءِ الْعَرَبِ۔ میں عجمی ہوتے ہوئے فصحائے عرب کے سامنے کیسے زبان کھولوں؟

قَالَ لِیْ اِفْتَحْ فَاکَ فَفَتَحْتُہٗ۔ آپ نے فرمایا اپنا منہ کھولو۔ میں نے اپنا منہ کھول دیا، تو رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے، فَتَفَلَ فِیْہِ سَبْعًا سات مرتبہ میرے منہ میں لعابِ دہن ڈالا، اور فرمایا اب تم قوم کو وعظ ونصیحت اور لوگوں کو خدا تعالیٰ کے راستے کی طرف دعوت دو۔ آپ بیدار ہوگئے۔ فرماتے ہیں میں اس وقت بہت خوش تھا۔ اسی سُرور وخوشی میں ظہر کی نماز ادا کی گئی۔ نماز کے بعد لوگوں کی ایک بڑی جماعت میرے پاس جمع ہوگئی، مگر میں مرعوب سا تھا، تو اسی عالم میں مولائے کائنات حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم تشریف لائے۔ آپ نے فرمایا منہ کھولئے میں نے

منہ کھولا تو آپ نے چھ مرتبہ لعاب دہن ڈالا۔ میں نے عرض کیا آپ نے سات کے بجائے چھ دفعہ کیوں لعابِ دہن ڈالا؟ تو آپ نے فرمایا:

اَدَبًا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم (حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ادب کی وجہ سے)

اب میرے دل میں موتیوں کا سمندر ٹھاٹھیں مارنے لگا اور زبان میں قوتِ گویائی پیدا ہو گئی، تو میں لوگوں کو وعظ و نصیحت کرنے لگا۔ (بہجۃ الاسرار ص۲۶، قلائد الجواہر ص۱۳، اخبار الاخیار ص۱۳ خلاصۃ المفاخر ص۔ طبقات کبریٰ ص۱۰۹ ج۱)

نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی ارادت ہو تو دیکھ ان کو
ید بیضا لیے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں

حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات

سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، لعابِ دہن ڈالنے کے بعد میرے پاس حضرت خضر علیہ السلام تشریف لائے تاکہ میرا امتحان لیں، جس طرح کہ دوسرے اولیاء کرام کا امتحان لیا کرتے تھے (اس بات کا مجھ پر کشف ہو گیا تھا) میں نے ان سے کہا کہ آپ نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا تھا کہ آپ میرے ساتھ نہ رہ سکیں گے۔ میں کہتا ہوں آپ میرے ساتھ نہ رہ سکیں گے، اس لیے کہ آپ اسرائیلی ہیں اور میں محمدی ہوں۔ اگر آپ میرے ساتھ رہنا چاہیں، تو میں حاضر ہوں اور آپ بھی موجود ہیں اور یہ معرفت کی گیند ہے اور یہ میدان۔ اس بات پر آپ کا امتحان ختم ہو گیا۔ (قلائد الجواہر ص۱۳)

حضرت ناصح چلو نہ اس کی بزمِ ناز تک،
یہ تو ہم خود بھی نہ سمجھے، مبتلا کیوں ہو گئے

اَنَا الْبَازِیُّ اَشْھَبُ کُلِّ شَیْخٍ
وَمَنْ ذَا فِی الرِّجَالِ اُعْطِیَ مِثَالِیْ

(جس طرح باز اشہب (سیاہ و سفید پروں والا باز) تمام پرندوں پر غالب ہے اس طرح میں تمام مشائخ پر غالب ہوں۔ مردانِ خدا میں سے کون ہے جس کو میرے جیسا مرتبہ دیا گیا ہو۔

سامعین کی کثرت

آپ کی مجلسِ وعظ میں بغداد شریف اور اس کے نواحی علاقوں کے لوگ کشاں کشاں کثیر التعداد میں شریک ہونے لگے اور آپ کی شہرت عراق سے نکل کر عرب، شام، ایران تک پہنچ گئی۔ سامعین کی کثرت کے سبب مدرسہ کے صحن میں تل دھرنے کی جگہ نہ رہتی اور لوگ سڑکوں پر بیٹھ جاتے۔ اس کثرتِ اژدحام کی وجہ سے آس پاس کے مکانات کو خرید کر مدرسہ کو وسیع کر دیا گیا، مگر سامعین کی تعداد پھر بھی زیادہ ہوتی گئی۔ آپ کا منبر شہر سے باہر عیدگاہ کے وسیع گراونڈ میں رکھوا دیا گیا۔ آپ کے وعظ کے کلمات قلمبند کرنے کے لیے ہر مجلس میں چار سو علماء قلم دوات لے کر بیٹھتے تھے اور بیک وقت ستر ہزار سامعین آپ کا وعظ سننے کے لیے موجود ہوتے تھے اور آپ کی آواز دور و نزدیک والے سامعین کو یکساں سنائی دیتی تھی۔ تقریر کی تاثیر کا یہ عالم تھا کہ لوگ جوشِ عشقِ الٰہی میں آ کر اپنے کپڑے پھاڑ دیتے، بے ہوش ہو جاتے اور بعض واصلِ بحق ہو جاتے۔ بہت سے غیر مسلم آپ کا وعظ سنتے، تو ان پر اتنا اثر ہوتا کہ رقت طاری ہو جاتی اور دولتِ ایمان سے مشرف ہو جاتے۔ (قلائد الجواہر ص۱۲، بہجۃ الاسرار ص۹۲)

آواز کی کرامت

حضراتِ گرامی! حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلس میں اتنے بڑے اژدہام کے باوجود ذرہ برابر بھی شور و غل نہ ہوتا، بلکہ سناٹا طاری رہتا، نہ کوئی تھوکتا نہ کوئی کھنگارتا، نہ ناک صاف کرتا نہ بولتا اور نہ مجلس سے اٹھ کر جاتا اور بغیر کسی آلۂ صوت کے یعنی لاؤڈ سپیکر وغیرہ

کے بغیر ستر ہزار افراد تک آواز بھی برابر پہنچتی اور جس طرح پہلی صف والا سنتا اسی طرح آخری صف والا بھی سنتا تھا۔ (بہجۃ الاسرار صـ ۹۲)

جنات کی حاضری

سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلس وعظ میں جنات بھی حاضر ہوا کرتے تھے۔ ابو المظفر بن عمر بغدادی رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ میرے والد ماجد فرماتے تھے کہ میں نے عمل کر کے ایک دفعہ جنات کو بلوایا، تو ان کے حاضر ہونے میں معمول سے زیادہ دیر ہوگئی۔ جب کافی دیر کے بعد جنات میرے پاس آئے، تو انہوں نے کہا جب ہم شیخ الشیوخ سیدنا عبد القادر جیلانی قدس سرہ العزیز کے وعظ مبارک میں بیٹھے ہوئے ہوں تو اس وقت تم ہم کو نہ بلایا کرو۔ میں نے ان سے پوچھا کیا حضور سیدنا غوث اعظم (رضی اللہ عنہ) کی محفل میں تم بھی حاضر ہوتے ہو؟ تو جنات نے کہا ہم انسانوں سے زیادہ تعداد میں حاضر ہوتے ہیں۔

(بہجۃ الاسرار صـ ۹۳، قلائد الجواہر صـ ۳۹)

؎ جو ولی قبل تھے یا بعد ہوئے یا ہوں گے
سب ادب رکھتے ہیں دل میں میرے آقا تیرا

؎ وہ کیا جانے گا فضلِ مرتضیٰ کا جو تیرے فضل کا کاہل ہے یا غوث

تاثیر وعظ

سیدنا غوث اعظم جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعظ فرماتے ہوئے لوگوں کے دلوں کی کیفیت کو بھی جانتے تھے۔ حضرت شیخ یحییٰ بن نجاح رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ارادہ کیا کہ میں دیکھوں حضرت وعظ میں کتنے شعر پڑھتے ہیں۔ میں نے ترکیب سوچی اور ایک دھاگہ لے کر آپ کی محفل میں حاضر ہوا اور سب لوگوں کے پیچھے بیٹھ گیا۔ جب بھی آپ کوئی شعر پڑھتے میں گرہ لگا کر دھاگے کو کپڑے کے نیچے رکھ دیتا۔ اتنے میں آپ نے میری طرف مخاطب ہو کر فرمایا، میں گرہ کھولتا ہوں اور تو لگاتا ہے۔ حضرت شیخ عبد الرزاق قدس سرہ العزیز کا بیان ہے کہ میں نے بلادِ عجم میں مختلف علوم حاصل کئے اور جب بغداد آیا

تو اپنے والدِ محترم سے عرض کیا: میں چاہتا ہوں کہ آپ کی موجودگی میں لوگوں کو اپنا وعظ سناؤں۔ آپ نے مجھ کو اجازت دے دی، تب میں اپنا وعظ سنانے کرسی پر بیٹھا اور علمی نکات بڑی شرح و بسط کے ساتھ بیان کرنے لگا تو کسی کا بھی دل نہ نرم ہوا اور نہ کسی کے آنسو نکلے۔ پھر لوگ والد ماجد سے عرض کرنے لگے کہ آپ کچھ بیان فرمائیں، اور میں کرسی سے اُٹھ گیا اور والد ماجد کرسی پر بیٹھے اور فرمایا کل یحییٰ کی والدہ نے میرے لیے چند انڈے تلے تھے اور ایک پیالی میں ڈال کر مٹی کے برتن میں رکھ دیئے بلی آئی اُس نے برتن گرایا اور پیالی ٹوٹ گئی۔ اتنا کہنا تھا کہ تمام لوگ رونے لگے۔ پھر میں نے آپ سے پوچھا، حضور یہ کیا بات ہے کہ آپ کی سیدھی سی بات پر لوگ رو پڑے اور میں نے اتنے نکات بیان کئے تو کوئی نہ رویا۔ فرمایا بیٹا تم کو اپنے سفر پر ناز ہے۔ پھر آسمان کی طرف منہ کر کے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کیا تم نے وہاں کا سفر کیا ہے؟ اے بیٹے! جب میں کرسی پر بیٹھا، تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک تجلی میرے دل پر وارد ہوئی، جس نے میرا دل فراخ کر دیا۔ تب میں نے وہ بات بیان کی جو تم نے سُنی اور پھر وہ ہوا جو تم نے دیکھ لیا۔

(قلائد الجواہر صـ ــــ)

حضراتِ محترم! سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عقل کے ماروں کی جب اصلاح کی اور بغداد کے عشرت کدوں کے سامنے جب معرفت و صداقت کی اذان دی تو عالمِ اسلام کی فضا نعرۂ حق سے گونج اٹھی۔ ہوس کے پجاریوں نے جب نُور کے سیلاب کو دیکھا، تو اُن کی آنکھیں چکا چوند ہو گئیں۔ وہ بغداد جو کہ عرصۂ دراز سے سیہ کاری کے عمیق اندھیروں میں ڈوبا ہوا تھا، ہدایت کا مینارۂ نور بن گیا اور لوگوں کی تمام تر توجہات کا مرکز و محور بن گیا اور ہوس کے پجاریوں کے دلوں پر غوثیت کا کوئی وار خالی نہ گیا۔ آپ کے مرید رُوحانی مشعل لے کر عالمِ اسلام

میں پھیل گئے اور اپنے نورِ باطن سے لوگوں کے دلوں کو جگمگانے لگے مسلسل نصف صدی تک آپ نے رُوحانی فیض لٹایا۔ آپ نے مسلسل چالیس سال تک وعظ و نصیحت فرمایا۔ آپ کے اس رُوحانی و تبلیغی اثرات کا ہی یہ نتیجہ تھا کہ لاکھوں افراد نے اپنی زندگی کا رُخ دنیا سے موڑ کر اللہ تعالیٰ کی جانب پھیر لیا جہاں لاکھوں انسانوں کی زندگی میں انقلاب برپا ہوا، وہاں مصر کی سلطنتِ باطنیہ ۵۶۷ھ زوال پذیر ہو کر صفحہ ہستی سے مٹ چکی تھی اور اُس کی جگہ سُلطان نور الدین زنگی اور سُلطان صلاح الدین ایوبی جیسے شیر دل مجاہدینِ اسلام۔ نے عادل سلطنت بنائی اور ہندوستان میں غوری خاندان نے اسلامی حکومت قائم کی۔ ادھر اُندلس میں موحدین کی سلطنت عالمِ وجود میں آئی جس کی وجہ سے استحکامِ اسلام نصیب ہوا۔ اگرچہ ۶۱۵ھ تاتاریوں نے اسلامی دُنیا پر چڑھائی کر کے اسلامی سلطنت کی اینٹ سے اینٹ بجادی اور ہر طرف تباہی مچادی، مگر قتل و غارت کی ان تند و تیز طوفان و آندھیوں میں بھی اسلام کا چراغ روشن رہا اور خوں خوار تاتاریوں کے دل بھی نورِ اسلام سے جگمگانے لگے۔ یہ سب غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روحانی و باطنی تصرفات کا اثر تھا ؎

ہدایات و عرفاں سے معمور سینہ
کمالات و برکات کا اک خزینہ

گویا کہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رُوحانی توجہ سے دین میں از سرِ نو جان پڑ گئی اور وہ دوبارہ زندہ ہو گیا اور آپ کو محی الدین کے لقب سے پکارا گیا۔

محی الدین

حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لقب گرامی محی الدین ہے۔ جس کا معنیٰ ہے دین کو زندہ کرنے والا۔

مفسر، محدث، مجدد تو ہر دور میں پائے جاتے ہیں اور بہت سے اولیائے کرام کے اسمائے گرامی بھی ایسے لکھے جاتے ہیں، مگر محی الدین کا لقب آپ کے سوا کسی کو

نصیب نہ ہوا۔ ۵۱۱ھ کا واقعہ ہے کہ جمعہ کے دن آپ کہیں تشریف لے جا رہے تھے کہ راستے میں ایک نہایت ہی کمزور اور خستہ حال شخص ملا، جسے اٹھنے یا چلنے کی طاقت نہ تھی، اُس نے انتہائی منت و سماجت سے آپ کو قریب بُلایا اور عاجزانہ استدعا کی کہ میں بہت کمزور ہو چکا ہوں اور میرے اعضاء جواب دے چکے ہیں۔ خدا کے لیے آپ اس بیمارگی اور کمزوری میں میری مدد فرمائیں، اللہ تعالیٰ آپ کی بزرگی اور کرامت سے مجھے اس قابل بنا دے کہ میں بھی اپنے قدموں پر کھڑا ہو سکوں۔ آپ کو اس پر رحم آیا، اُس نے کہا کہ آپ مجھے اُٹھا کر بٹھائیں۔ آپ نے کریمانہ نظر سے دیکھا، کچھ پڑھ کر پھونکا اور اُٹھا کر بٹھایا، تو اُس شخص کا چہرہ پر رونق اور موٹا تازہ ہو گیا۔ میں حیران ہوا تو اُس نے کہا تعجب کی کوئی بات نہیں، میں آپ کے نانا جان کا دین ہوں، جو مُردہ ہو رہا تھا، اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذریعے مجھے نئی زندگی عطا فرمائی ہے اور آپ محی الدین ہیں۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں: میں بغداد کی جامع مسجد کی حدود میں داخل ہوا تو ایک شخص نے یا سیدی محی الدین کے نام سے پکارا۔ جمعہ کی نماز ختم ہوئی تو لوگ محی الدین، محی الدین پکارتے ہوئے میرے ہاتھ پاؤں چومنے لگے، حالانکہ اس سے قبل مجھے کسی نے بھی اس لقب سے نہیں پکارا تھا۔ (بہجۃ الاسرار ص ۹۲ و ۹۴، قلائد الجواہر ص ۱۲، ۱۳، ۵۷، خزینۃ الاصفیاء ص ۹۴ ج ۱، نفحات الانس ص ۲۶۰، نزہۃ الخاطر الفاطر ص ۵۱، سفینۃ الاولیاء ص ۶۱)

أَنَا الْجِيْلِيُّ مُحْيُ الدِّيْنِ اِسْمِيْ
وَاَعْلَامِيْ عَلٰى رَأْسِ الْجِبَالِ

میں گیلان کا رہنے والا ہوں اور محی الدین میرا نام ہے اور میرے (فیض والے) نشان پہاڑوں کی چوٹیوں پر لہرا رہے ہیں۔

سرکارِ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ عرض کرتے ہیں ؎

دو ہائی یا محی الدین دو ہائی — بلا اسلام پر نازل ہے یا غوث

دوسرے مقام پر عرض گزار ہوتے ہیں ؎

تو حسنی حسینی، کیوں نہ محی الدین ہو
اے خضر مجمعِ بحرین ہے چشمہ تیرا

؎ سو بنا محی الدین اسلامی رکھیا نام نشانی
جس دن سُتا دین جگایا سید قطب ربانی

ردِ شیعیت

برادرانِ اسلام! حضور سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے جب تبلیغِ اسلام کا کام شروع کیا تو اس وقت رافضیت پورے زور پر تھی۔ اسمٰعیلی حکومت مصر میں قائم ہو چکی تھی اور اس کی دہشت پسند شاخ نزاری کے فدائی ہر جگہ اہلِ سنت کا خون بہاتے تھے اور حقانیت کا گلا گھونٹتے تھے۔ ایسے پُر آشوب دور میں مسلکِ حق اہلِ سنت و جماعت کے اسٹیج سے حق آواز بلند کرنا اپنی موت کو دعوت دینے کے مترادف تھا)، مگر ان حالات کے باوجود حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بے خوف و خطر مسلکِ حق کی تبلیغ سرانجام دی۔ شیعیت اور رافضیت کا بنیادی عقیدہ یہ تھا کہ ہر قسم کی سرداری کا حق صرف ان ہی کو حاصل ہے۔ حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مدِ مقابل علم و فضل زہد و تقویٰ اور حسب و نسب میں کوئی نہ تھا۔ اس لیے آپ حقانیت کا علمبردار بن کر نانا جان کے دین کی طرف لوگوں کو متوجہ کیا اور بتایا کہ ؎

وہی ایک دریا اور دو عالم ان کی موجیں ہیں
انہیں کو ابتدا سمجھے، انہیں کو انتہا جانے

اللہ تعالیٰ نے اہلِ سنت کی تائید و نصرت کا آپ سے عظیم الشان کام لیا۔ آپ کے ذریعے مسلکِ حقہ کو نئی زندگی اور تر و تازگی ملی۔

آپ کی علمی اور کوہ گراں شخصیت، عوام و خواص کی مرجعیت، بلا خوف لومۃ لائم امر بالمعروف نہی عن المنکر، حکومتِ وقت سے لاتعلقی، ایسے اوصاف تھے جنہوں نے گمراہ اور باطل نظریات اور اُن کے علمبرداروں کی دوکانیں سرد کر دیں، اور آپ نے اپنا سارا اصلاحی پروگرام کتاب و سنت کی روشنی میں اسلام کی بنیادوں پر اٹھایا اور زنگ آلود دلوں کی سیاہی کو دُور کر کے نُور سے روشن کیا، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ رذائل فضائل میں تبدیل ہو گئے اور انوارِ رسالت سے فیض یاب ہو کر عشقِ الٰہی سے لذت آشنا ہوئے۔ اور دل و دماغ نورِ الٰہی سے معمور ہوتے اور منزلِ مراد تک پہنچ گئے ؎

کس گلستاں کو نہیں فصلِ بہاری سے نیاز
کون سے سلسلہ میں فیض نہ آیا تیرا (اعلیٰحضرت قدس سرہ)

یہود و نصاریٰ کا اسلام

محبوبِ سبحانی، قطبِ ربانی شیخ سیدنا قدس سرہ العزیز ارشاد فرماتے ہیں:

قَدْ أَسْلَمَ عَلٰى يَدَيَّ أَكْثَرُ مِنْ خَمْسَةِ آلَافٍ مِنَ الْيَهُوْدِ وَالنَّصَارٰى وَتَابَ عَلٰى يَدَيَّ مِنَ الْعَيَّارِيْنَ وَالْمَصَالِحَةِ أَكْثَرُ مِنْ مِائَةِ أَلْفٍ خَلْقٌ كَثِيْرٌ۔ (قلائد الجواہر ص ١٩)

ترجمہ: بے شک میرے ہاتھ پر پانچ ہزار سے زائد یہود و نصاریٰ نے اسلام قبول کیا اور ایک لاکھ سے زیادہ ڈاکوؤں، فساق و فجار، مفسد و بدعتی لوگوں نے توبہ کی۔ یہ تھا آپ کی تبلیغ کا اثر کہ مُردہ دلوں کو حرارتِ ایمانی نصیب ہوئی، تو گمراہ رہبر بن گئے ؎

غوثِ اعظم کرم تھیں بھرے جھولیاں
کوئی جھولی پھیلا وے تے نیں کی کراں

کوئی سالک ہے یا واصل ہے یا غوث — وہ کچھ بھی ہو ترا سائل ہے یا غوث

آفتابِ ولایت و غوثیت

آپ کی تبلیغ و اشاعت کے اثرات اور رُوحانی فیض آج بھی جاری و ساری ہے اور جس قدر فیوض و برکات قطبوں، ولیوں کو پہنچتے ہیں، آپ ہی کے ذریعے پہنچتے ہیں آپ خود ارشاد فرماتے ہیں،

غَرَبَتْ شُمُوْسُ الْاَوَّلِیْنَ وَشَمْسُنَا
اَبَدًا عَلَی الْاُفُقِ لَا تَغْرُبُ

سُورج اگلوں کے چمکتے تھے، چمک کر ڈوبے
اُفق نُور پہ ہے مہر ہمیشہ تیرا (اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ)

آپ سے کسی نے پوچھا آپ کو یہ مقام کیسے حاصل ہوگیا؟ تو آپ نے فرمایا:

دَرَسْتُ الْعِلْمَ حَتّٰی صِرْتُ قُطْبًا
وَنِلْتُ السَّعْدَ مِنَ الْمَوْلَی الْمَوَالِیْ

ترجمہ: میں علم پڑھتے پڑھتے قطب ہوگیا اور میں نے اللہ تعالیٰ کی مدد سے سعادت کو پالیا۔

حضرت میراں تیرے در کا ہے دستور نرالا
ہر کوئی پاوے فیض برابر کی ادنیٰ کی اعلیٰ

اولیاء کے ہیں یوں تو مراتب جُدا جُدا
ان سب کے سر براہ مگر غوث پاک ہیں

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا قدم مبارک

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ ۝ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا نَبِیِّنَا وَرَسُوْلِنَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَعُلَمَآءِ اُمَّتِہٖ وَاَوْلِیَآءِ مِلَّتِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۝ خُصُوْصًا عَلٰی قَائِلِ ھٰذَا الْکَلَامِ "قَدَمِیْ ھٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ" اَعْنِی الشَّیْخَ عَبْدَ الْقَادِرِ الْجِیْلَانِیَّ الْحَسَنِیَّ الْحُسَیْنِیَّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ

اَمَّا بَعْدُ ط فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

وَاَنِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّکُمْ ثُمَّ تُوْبُوْا اِلَیْہِ یُمَتِّعْکُمْ مَّتَاعًا حَسَنًا اِلٰٓی اَجَلٍ مُّسَمًّی وَّیُؤْتِ کُلَّ ذِیْ فَضْلٍ فَضْلَہٗ ط (سورۃ ھود، آیت ۳، پ ۱۱)

ترجمہ کنز الایمان: "اور یہ کہ اپنے رب سے معافی مانگو، پھر اُس کی طرف توبہ کرو۔ تمہیں بہت اچھا برتنا دے گا، ایک ٹھہرائے وعدے تک اور ہر فضیلت والے کو، اُس کا فضل پہنچائے گا۔"

اس آیۂ کریمہ میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے اہلِ ایمان پر اپنے فضل و کرم کا ذکر فرمایا ہے اور ارشاد فرمایا ہے کہ میرے صالح بندوں میں جو جس فضل و کمال اور اعلیٰ درجے کا حق دار ہے، اُسے اللہ تعالیٰ اُس کے مرتبۂ خاص پر متعین فرمائے گا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ

Scanned with CamScanner

کے نیک بندوں میں ایک مشہور و معروف ہستی سرکارِ بغداد سیدنا و مولانا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں، جس کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس عظیم فضل و کمال سے نوازا کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے یہ اعلان فرمایا قَدَمِیْ ھٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ ط آپ کے اس بیان میں مجھے سرکارِ بغداد کے اس فرمان کا ذکر کرنا ہے۔

حضراتِ گرامی! عالم روحانیت میں سرکارِ بغداد سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے معرفتِ الٰہی کی ان تمام منزلوں کو سر کر لیا تھا۔ آپ نے جدّوجہد سے دریائے معرفت سے ایسے انمول موتی نکالے، جنہیں دوسرے لوگ آپ ہی کے ہاتھوں لے سکتے تھے، چنانچہ تمام آنے والے ولی آپ ہی کے زیرِ سایہ ہوں گے، اسی لیے آپ نے قَدَمِیْ ھٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ ط کا اعلان فرما دیا۔

حافظ عبدالعزیز المغیث بن حرب بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت ہے کہ ہم حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محفل میں تھے۔ اس مجلس میں پچاس سے زائد مشائخ و اولیاء اللہ موجود تھے اور آپ محلہ حلبہ میں اپنے مہمان خانے میں وعظ فرما رہے تھے۔ آپ پر کشفی حالت طاری ہوئی تو فرمایا:

قَدَمِیْ ھٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ ط
میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے

؎ ولیاں اوپر خاص انہاں دا قدم ہمیش پچھانی
چوراں نوں چا قطب بنایا سید قطب ربانی

یہ فرمان سنتے ہی حضرت شیخ علی بن الہیتی اٹھے اور منبر کے پاس جا کر آپ کا قدم مبارک اپنی گردن پر رکھ لیا اور مجلس میں موجود تمام اولیاء اللہ نے اپنی گردنیں جھکا لیں۔

(بہجۃ الاسرار صفحہ ۲۶، قلائد الجواہر صفحہ ۲۳، نزہۃ الخاطر الفاطر صفحہ ۳۵، نفحات الانس صفحہ ۲۵۴)

شیخ عدی بن مسافر کا اقرار

حضرت شیخ ابو محمد یوسف العاقولی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں ایک دفعہ حضرت شیخ عدی بن مسافر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا، تو آپ نے مجھ سے پوچھا کہ آپ کہاں کے رہنے والے ہیں؟ میں نے عرض کیا کہ بغداد کا رہنے والا ہوں اور حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مرید ہوں، تو آپ نے ارشاد فرمایا خوب خوب

ذَالِكَ قُطْبُ الْاَرْضِ الَّذِیْ وَضَعَتْ ثَلٰثَمِائَۃِ وَلِیِّ اللّٰہِ وَسَبْعَ مِائَۃِ غَیْبِیٍّ مَا بَیْنَ جَالِسٍ فِی الْاَرْضِ وَمَارٍّ فِی الْھَوَاءِ اَعْنَاقِھِمْ لَہٗ فِیْ وَقْتٍ وَّاحِدٍ حِیْنَ قَالَ قَدَمِیْ ھٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ مَعْظَمُ ذَالِكَ عِنْدِیْ۔

ترجمہ: آپ قطبِ وقت ہیں، جب آپ نے قَدَمِیْ ھٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ فرمایا تو اس وقت تین سو اولیاء اللہ اور سات سو رجالِ غیب نے جن میں سے بعض زمین پر بیٹھنے والے اور بعض ہوا میں اُڑنے والے ہیں، ان سب نے اپنی گردنیں جھکا دیں، پس اُن کی عظمت و بزرگی کی یہ دلیل میرے لیے کافی ہے۔

(بہجۃ الاسرار صفحہ ۹، قلائد الجواہر صفحہ ۲۴)

وَوَلَّانِیْ عَلَی الْاَقْطَابِ جَمْعًا
فَحُکْمِیْ نَافِذٌ فِیْ کُلِّ حَالٍ

اللہ تعالیٰ نے مجھے تمام ولیوں پر حاکم بنایا ہے اور میرا حکم ہر حالت میں جاری ہے

؎ واہ کیا مرتبہ اے غوث ہے بالا تیرا
اونچے اونچوں کے سروں سے قدم اعلیٰ تیرا
سر بھلا کیا کوئی جانے کہ ہے کیسا تیرا
اولیاء ملتے ہیں آنکھیں وہ ہے تلوا تیرا
(اعلیٰ حضرت قدس سرہ)

شیخ احمد رفاعی کا اقرار

حضرت شیخ ابو محمد یوسف العاقولی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، میں کچھ عرصہ بعد حضرت شیخ احمد رفاعی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سیدی شیخ عدی رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ بیان کیا (جس کا ذکر ابھی ہوا ہے) تو آپ نے فرمایا،

صَدَقَ شَیْخُ عَدِیٍّ — شیخ عدی نے سچ کہا ہے

بہجۃ الاسرار ص۹ قلائد الجواہر ص۲۴

حضرت شیخ احمد رفاعی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں روایت ہے کہ جب حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، قَدَمِیْ ھٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ تو حضرت شیخ احمد رفاعی رحمۃ اللہ علیہ نے اعلان سنتے ہی اپنی گردن جھکا کر عرض کیا، عَلٰی رَقَبَتِیْ (میری گردن پر بھی) مجلس میں موجود لوگوں نے عرض کیا، حضور! آپ یہ کیا فرما رہے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا، اس وقت بغداد شریف میں شیخ سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اعلان فرمایا ہے؛ قَدَمِیْ ھٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ۔ تو میں نے اپنی گردن جھکا کر آپ کے حکم کی تعمیل کی ہے

(قلائد الجواہر ص۲۵)

جو ولی قبل تھے یا بعد ہوئے یا ہوں گے
سب ادب رکھتے ہیں دل میں میرے آقا تیرا — (اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ)

کون کیا جانے تیرے سر کا رتبہ — کہ تلوا تاجِ اہلِ دل ہے یا غوث

ہیں میرے غوث دے رہندے قدم ولیاں دی گردن تے
ایہہ غوثاں وچوں ہے رتبہ خاص عالی غوث اعظم دا

سارے ولیوں کی گرزن جھکائی گئی — مہر اُن کے قدم کی لگائی گئی
چاہے اوتاد ہو چاہے ابدال ہو — میرے غوث جلی کا مدح خوان ہے

غوث بہاء الحق زکریا کا اقرار (رحمۃ اللہ علیہ)

سلسلۂ سہروردیہ کے عظیم پیشوا حضرت خواجہ پیر بہاء الحق زکریا سہروردی رحمۃ اللہ علیہ سے حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس قول: قَدَمِیْ ھٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ کے متعلق دریافت کیا، تو ارشاد فرمایا، گردن تو درکنار، آپ کا قدم مبارک میری آنکھ کی پُتلی پر (تفریح الخاطر ص۲۰)

تو ہے وہ غوث کہ ہر غوث ہے شیدا تیرا
تو ہے وہ غیث کہ ہر غیث ہے پیاسا تیرا

حضرات گرامی! سرکار بغداد سیدنا غوث الثقلین عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے فیوض و برکات، جس طرح سلسلۂ قادریہ میں ہیں، اسی طرح سلسلۂ چشتیہ، نقشبندیہ، سہروردیہ، چاروں سلسلوں میں آپ کا فیض جاری و ساری ہے اور ہر ایک سلسلے کا تعلق حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ سے ہے اور جس کو ولایت ملتی ہے درِ غوث اعظم، سے ملتی ہے، اس لیے آپ قاسم ولایت ہیں۔ اب ہر ایک سلسلے کا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے سامنے گردن جھکانے اور فیض حاصل کرنے کا مختصر سا تذکرہ ملاحظہ فرمائیں،

خواجہ غریب نواز کا گردن جھکانا (علیہ الرحمہ)

حضور خواجۂ خواجگان ہند الولی عطائے رسول خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں ہے کہ آپ خراسان کے پہاڑوں میں بیٹھے زہد و عبادت میں مصروف تھے اور حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرمان کو روحانی طور پر سنا کہ آپ ارشاد فرما رہے ہیں قَدَمِیْ ھٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ تو گردن خم کر دی۔ حضرت گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ "لطائف الغرائب" میں نقل فرماتے ہیں کہ حضرت خواجہ صاحب نے کہا آپ کا قدم مبارک نہ صرف میری گردن پر ہے بلکہ سر اور آنکھ کی پتلی پر بھی ہے۔ تب حضور غوث اعظم قدس سرہ العزیز نے خوش ہو کر فرمایا، غیاث الدین

کا بیٹا (معین الدین) گردن خم کرنے میں سبقت لے گیا ہے اور ادب کی وجہ سے اللہ اور اس کے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کا محبوب بن گیا ہے اور عنقریب اسے ہند کی ولایت کی باگ ڈور دی جائے گی (یعنی ہندوستان کی حکومت دی جائے گی ۔

مزرعِ چشت و بخارا و عراق و اجمیر
کون سی کشت پہ برسا نہیں جھالا تیرا (اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ)

اور شیخ جمال الدین رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک پہاڑ میں حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات ہوئی اور ستاون۵۷ دن خواجہ صاحب آپ کی خدمت میں رہے ۔ (تفریح الخاطر صفحہ ۲۰)

جس کی منبر بنی گردنِ اولیاء
اُس قدم کی کرامت پہ لاکھوں سلام

خواجہ نظام الدین اولیاء

ایک دفعہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوبِ الٰہی چشتی رحمۃ اللہ علیہ مکہ مکرمہ کی طرف روانہ ہوئے اور سفر طے کر کے بغداد پہنچے، تو اس وقت شیخ سید عمر رحمۃ اللہ علیہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دربار کے سجادہ نشین تھے۔ شیخ سید عمر قدس سرہ العزیز نے ایک خادم آپ کو بلانے بھیجا، تو آپ نے خادم سے پوچھا تمہارے شیخ مجھے کس طرح جانتے ہیں ؟ تو خادم نے کہا: وہ آپ کو اس دن سے جانتے ہیں، جس دن آپ ہندوستان سے چلے تھے ۔ جب آپ حسبِ حکم سجادہ نشین صاحب کے پاس پہنچے تو سید عمر رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو خرقہ پہنایا اور سلسلۂ قادریہ کی خلافت و اجازت عطا فرمائی (تفریح الخاطر)

ہے جہانِ معرفت میں احترامِ غوث پاک
اللہ اللہ کتنا ارفع ہے مقامِ غوث پاک،
آپ کے زیرِ قدم ہیں اولیاء کی گردنیں
ہے تعالی اللہ یہ اوجِ مقامِ غوث پاک

بابا فرید الدین گنج شکر

ایک بار حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قدم مبارک اولیاء اللہ کی گردنوں پر رکھنے کا ذکر ہوا، تو حضرت بابا فرید الدین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: لَئِنْ کُنْتُ فِیْ ذَالِکَ الزَّمَانِ لَوَضَعْتُ قَدَمَہٗ عَلٰی رَقَبَتِیْ بِالْاِفْتِخَارِ (اگر میں اس زمانے میں ہوتا، تو آپ کا قدم مبارک اپنی گردن پر فخر سے رکھتا) اس لئے کہ میرے آقا معین الدین چشتی (علیہ الرحمہ) نے آپ کا قدم اپنی گردن پر رکھا، تو میں: عَلٰی حَدِیْقَۃِ عَیْنِیْ (اپنی آنکھ کی پتلی پر رکھتا) (تفریح الخاطر صفحہ ۲۱)

تجھ سے در، در سے سگ، سگ سے ہے مجھ کو نسبت
میری گردن میں بھی ہے دُور کا ڈورا تیرا (اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ)

خواجہ محمد سُلیمان تونسوی

حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں چند مرید جا رہے تھے۔ اُن کے ساتھ ایک شخص جو سلسلۂ قادریہ سے تعلق رکھتا تھا، روانہ ہوا۔ دورانِ گفتگو حضور سیدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے قدم مُبارک کا ذکر آیا تو قادری مُرید نے کہا آپ کا قدم مبارک تمام اولیاء اللہ کی گردنوں پر ہے۔ خواجہ تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کے مریدوں نے کہا لیکن ہمارے پیر و مُرشد کی گردن زیر نہیں، اس لیے کہ ہمارے مرشد اس زمانے کے غوث ہیں۔ جب تونسہ شریف پہنچے، تو قادری مرید نے حضرت خواجہ صاحب قدس سرہ العزیز کو یہ واقعہ سُنایا خواجہ صاحب نے پوچھا آپ کا قدم مبارک صرف اولیاء کرام کی گردنوں پر ہے یا کہ عام لوگوں کی گردنوں پر بھی ؟ اس قادری مرید نے عرض کیا: اولیاء اللہ کی گردنوں پر، عوام اس سے مُستثنیٰ ہیں۔ تو حضرت خواجہ صاحب جلال میں آگئے اور فرمایا: یہ کم بخت مرید مجھے ولی اللہ تسلیم نہیں کرتے، ورنہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قدم مبارک میری گردن پر ضرور تسلیم کرتے۔ (مخزنِ اسرار ص ۔)

معلوم ہوا خواجہ تونسوی رحمۃ اللہ علیہ حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قدم کو تمام اولیاء کے لیے تسلیم کرتے ہیں ؎

رقابِ ولایت پہ ان کے قدم ہیں
نبی کے قدم آپ کے دوش پر ہیں

قبلۂ عالم گولڑوی

سیدی قبلۂ عالم پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ رسالہ "انوارِ قادریہ" کی تقریظ لکھتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں، رسالہ ہذا بوجہ اشتمال بر ذکر آں محو در ذکر شہود ذات و منصبغ بصبغات صفات آں قائل قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ آں مبرا از التفات ماسوی اللہ آں غوث اہالیان ارض و سماء وارث علوم جذبیہ فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِهٖ مَا اَوْحٰی آں مرکز و نقطۂ حبیبیہ دائرہ وجود محبوب ربانی، امام الثقلین محی الدین سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ـــــ اس قابل نہیں کہ بعض دیگر مسائل و مصنفات کی مانند صرف معمولی تقریظ پر اکتفا کیا جائے، لہٰذا فوائد و قلائد دُررِ عزیزہ ذیل سے محلی و موشح کرنا اس کا غیر مناسب معلوم نہیں ہوتا۔

فائدہ، آپ کا پاک فرمان ذیل کہ یہ قدم میرا ہر ولی کی گردن پر ہے از قبیل شطحیات نہیں، جیسا کہ کم ظرف لوگ، کم حوصلگی کی وجہ سے ایسا دعاوی کیا کرتے ہیں بلکہ بوجہ مقام محو و استقامت و تمکین میں مامور ہونے کے بعد لیسے فرمایا گیا ہے بوجوہ متصورہ۔ (مہر منیر ص۴۶، فتاوٰی مہریہ ص ـــ)

حضراتِ گرامی! حضور قبلۂ عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ آپ کا یہ فرمانا اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق تھا اور آپ اس حکم پر مامور تھے ؎

جھکا دیں گردنیں سب اولیاء اللہ نے
نظر آیا بلندی پہ جو تارا غوث اعظم کا

شیخ محمد اکرم چشتی

حضرت شیخ محمد اکرم چشتی مارہروی قدوسی رحمۃ اللہ علیہ "اقتباس الانوار" میں آنجناب (حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے متعلق لکھتے ہیں کہ جس کسی کو ظاہری باطنی فیض حاصل ہوا، سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وساطت سے ہی ہوا، خواہ اُسے معلوم ہو یا نہ ہو۔ کوئی ولی آپ کی مُہر کے بغیر منظور اور معتبر نہیں ہو سکتا۔

یہ چشتی، سہروردی، نقشبندی ؎
ہر اک تیری طرف مائل ہے یا غوث

خواجہ بہاء الدین نقشبند

برادرانِ اسلام! سرکار غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی پیدائش سے قبل خوشخبری دے دی تھی سیرت کی کتب میں ہے کہ ایک دن حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک جماعت کے ساتھ کھڑے تھے کہ بخارا کی طرف متوجہ ہوئے اور ہوا کو سونگھ کر فرمایا میرے وصال کے ایک سو ستاون سال بعد ایک مردِ قلندر محمدی مشرب حضرت بہاؤالدین نقشبند پیدا ہوگا، جو میری خاص نعمت سے بہرہ ور ہوگا، چنانچہ ایسا ہی ہوا اور جب خواجہ بہاؤالدین رحمۃ اللہ علیہ اپنے پیر و مرشد سید امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ سے وظیفہ حاصل کیا، تو انہوں نے اسم ذات کا ورد کرنے کا حکم دیا۔ آپ نے ورد کیا، لیکن آپ کے دل پر اسمِ اعظم کا نقش نہ جما، جس سے آپ کو پریشانی ہوئی۔ اسی گھبراہٹ میں جنگل کی طرف نکلے تو راستے میں حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے فرمایا کہ مجھے اسمِ اعظم حضور غوث پاک قدس سرہ العزیز سے ملا ہے، آپ بھی اُن کی طرف متوجہ ہوں۔ دوسری رات حضرت خواجہ بہاؤالدین رحمۃ اللہ علیہ نے خواب میں دیکھا کہ حضور غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دستِ مبارک

Scanned with CamScanner

سے اسمِ اعظم کو خواجہ صاحب کے دل پر جما دیا ہے، کیونکہ ہاتھ کی پانچوں انگلیاں لفظ اللہ کی شکل پر ہیں، تو اُسی وقت آپ کو انوارِ الٰہی کی زیارت ہوئی۔ اسی سبب سے آپ کا لقب نقشبند ہو گیا۔ جب اس بات کا چرچا ہوا تو لوگوں نے پوچھا کہ یہ کیا معاملہ تھا؟ آپ نے فرمایا، اس رات کے یہ فیوض و برکات ہیں جس رات سرکار غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھ پر عنایت فرمائی —— اور آپ کے شاہِ نقشبند ہونے کی شہرت اسی لیے ہے کہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسمِ اعظم کو ان کے دل پر نقش کر دیا تھا اور شاہِ نقشبند نے اپنے مریدین کی ایک جماعت پر اسم اللہ کو نقش کر دیا اور آپ سے یہ سوال کیا گیا کہ غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ فرمانِ اقدس قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ کیسا ہے؟ فَقَالَ بَهَاءُ الدِّیْنِ عَلٰی عَیْنِیْ اَوْ عَلٰی بَصِیْرَتِیْ۔" فرمایا بہاؤالدین علیہ الرحمہ نے میری آنکھوں پر یا میری آنکھوں کی پُتلی پر۔" (تفریح الخاطر صـ۲۰)

سارے ولیوں کی گردن جھکائی گئی   مہر اُن کے قدم کی لگائی گئی
چاہے اوتاد ہو چاہے ابدال ہو   میرے غوثِ جلی کا مدح خواں ہے

حضرت مجدد الف ثانی

حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کے دو طریقے ہیں: ایک طریقہ نبوت کا ہے۔ اس طریقے سے انبیاء کرام علیہم السلام بغیر کسی وسیلے کے اللہ تعالیٰ تک پہنچ جاتے ہیں اور یہ طریقہ خاتم الانبیاء جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ختم ہو چکا ہے —— دوسرا طریقہ ولایت کا ہے۔ اس طریقہ پر چلنے والے اللہ تعالیٰ تک بالواسطہ پہنچتے ہیں اور یہ اقطاب، اوتاد، ابدال، نجباء اور اولیاء اللہ ہیں۔ اس طریقے میں واسطہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہیں اور یہ منصبِ عالی آپ ہی کی ذاتِ گرامی سے متعلق ہے اور جب حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا، تو یہ منصب

حسنین کریمین کے حوالے کر دیا گیا۔ ان کے بعد بالترتیب بارہ اماموں کو یہ منصب ملتا رہا۔ ائمہ کرام میں سے ہر ایک کے زمانے میں لوگوں کو اُن کی وساطت سے فیض ملتا رہا اور جس وقت سلطان الاولیاء غوث الارض والسماء محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی باری آئی، تو یہ منصبِ عالی آپ کے حوالے کر دیا گیا۔ اور ہمیشہ آپ ہی کی وساطت سے ولایت کا فیض غوث، قطب، ابدال، نجباء و اولیاء کو پہنچا اور آپ کے ذریعے پہنچتا رہے گا، کیونکہ فیض کا مرکز آپ کے بغیر کسی کو نہیں ملا۔ آپ نے اس طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا ہے:

اَفَلَتْ شُمُوْسُ الْاَوَّلِیْنَ وَشَمْسُنَا
اَبَدًا عَلٰی فُلُكِ الْعُلٰی لَا تَغْرُبُ

ہمارے اگلوں کے سُورج ڈوب چکے، لیکن ہمارا سورج ہمیشہ ہمیشہ بلندی کے آسمان پر رہے گا، غروب نہ ہو گا۔

اَلْمُرَادُ مِنَ الشَّمْسِ شَمْسُ
فُیُوْضَاتِ الْهِدَایَةِ وَالرَّشَادِ

مراد سورج سے رُشد و ہدایت کے فیوض و برکات ہیں۔
(تفریح الخاطر صـ۲۹، مکتوبات جلد ۳ صـ۲۵۱ / ۲۵۲ مکتوب ۱۲۳)

غوث اعظم ولایت کا سرتاج ہے   ہر جگہ ہر گھڑی آپ کا راج ہے
اُن کے ہاتھوں میں صائم میری لاج ہے   جو مریدوں کا ہر دم نگہبان ہے

شیخ شہاب الدین سہروردی

حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:
زندگی کے ابتدائی دور میں علمِ کلام کا میں بہت شوقین تھا اور علمِ کلام کی بہت سی کتابیں میں نے حفظ کر لی تھیں۔ میرے چچا مجھے اس سے روکتے تھے، مگر

مجھ پر کچھ اثر نہ ہوتا۔ بالآخر ایک دن چچا مجھے ساتھ لے کر حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کی زیارت کو گئے اور چچا نے عرض کیا یہ میرا بھتیجا علم کلام میں بہت شوق رکھتا ہے۔
آپ نے فرمایا: اے عمر! علمِ کلام میں کون کونسی کتابیں تم نے حفظ کرلی ہیں۔ میں نے
کتابوں کے نام بتائے، تب آپ نے اپنا دستِ مبارک میرے سینے پر پھیرا، تو خدا کی
قسم میرے سینے سے علمِ کلام ختم ہوگیا، اور مجھے ایک لفظ تک یاد نہ رہا اور اللہ تعالیٰ
نے اس وقت میرے سینے کو آپ کی برکت سے علمِ لدنی سے بھر دیا۔ پھر میں جب آپ
کے پاس سے اٹھا، تو حکمت کی باتیں کرنے لگا اور آپ نے مجھ سے فرمایا:
اے شہاب الدین! تم عراق کے بزرگوں میں سے آخری ہوگے۔ (بہجۃ الاسرار)

؎ مُحسن ہیں اصفیاء، تو مغز معنی
بدن ہیں اصفیاء تو دل ہے یا غوث (اعلیٰ حضرت)

شیخ محقق کا قول

شیخ المحدثین شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ
کے بارے میں فرماتے ہیں: میرا اعتماد ایک صاحبِ قدم (سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ)
پر ہے کہ وہ اولیاء اللہ کی گردنوں کے مالک ہیں۔ کوئی سالک ایسا نہیں جو ان کی خدمت
میں سر کے بل نہ جاتے اور ان کے قدموں پر سر نہ ڈالے اور یہ خود اُن کی سرفرازی
کی وجہ سے ہے، جن کا قدم محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے قدم مبارک پر ہو،
بلکہ دمبدم قدم دیکھتے ہوں، اُن کے قدم کے نیچے پائمال ہونا اس سر کی عین سعادت ہے
جو کچھ تمام بزرگوں نے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ
کی وراثت سے جمع کیا تھا، وہ سب ان خلف صدق کو پہنچا دیا۔ دیکھو یہ کیسا غنی تھا۔
غنی اگرچہ بہت ہیں، مگر جو کچھ حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کو ملا، کسی اور کو نہ ملا۔ مال
کی وراثت بوجہ تعصب برابر تقسیم کی جاتی ہے، لیکن حال کی وراثت میں ایک دوسرے کے

ساتھ برابری نہیں ہوتی، بلکہ اس میں اگر اور قطب ہیں، تو حضرت غوث اعظم قدس سرہٗ
قطب الاقطاب ہیں۔ اگر اور سلطان ہیں، تو وہ سلطان السلاطین اور محی الدین ہیں
جنہوں نے دینِ اسلام کو زندہ کیا اور ملتِ کفر کو ختم کیا کہ شیخ یحییٰ و میت نے مرتبہ
کہ احیاء دین حق قیوم سے ہے اور ان کا احیاء غوث الثقلین (قدس سرہ العزیز) سے ہے
اس لیے کہتے ہیں کہ جن وانس آپ کی پناہ ڈھونڈتے ہیں۔
مجھ بیکس نے بھی اُن سے پناہ چاہی ہے اور اُن کی درگاہ پر پڑا ہوں۔
اُن کی عنایت کے سوا میرا کوئی نہیں اور نہ ہی اُن کے لطف کے بغیر میرا کوئی
فریادرس ہے۔ ترجمہ۔ (اخبار الاخیار فارسی ص ۲۲۱)

آپ حضور غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی منقبت یوں لکھتے ہیں:

؎ غوث اعظم دلیل راہِ یقیں کُن یقیں رہبرِ اکابرِ دیں
ترجمہ: غوث اعظم راہِ یقین کی دلیل اور یقیناً دین کے اکابرین کے رہنما ہیں۔

شیخ دارین، ہادیٔ ثقلین زبدۂ آلِ سیدِ کونین
ترجمہ: دوجہان کے سردار اور جن وانس کے ہادی اور سید کونین صلی اللہ علیہ وسلم
کی آل پاک ہیں۔

اُوست در جملہ اولیاء ممتاز چوں پیغمبر در انبیاء ممتاز
ترجمہ: آپ تمام اولیاء میں اس طرح ممتاز ہیں، جس طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
تمام انبیاء میں ممتاز ہیں۔

اولیاء بندہاش از دل وجاں قدم او بگردنِ ایشاں
ترجمہ: اولیاء اللہ آپ کے دل وجان سے غلام ہیں اور آپ کا قدم مبارک اُن کی
گردنوں پر ہے۔

؎ سارے ولیوں کی گردن جھکائی گئی مُہر اُن کے قدم کی لگائی گئی
چاہے اوتاد ہو چاہے ابدال ہو میرے غوث جلی کا مدح خوان ہے

حضرات گرامی! ان بزرگانِ دین سلسلۂ چشتیہ، نقشبندیہ اور سہروردیہ کے ان اقوال سے ثابت ہوا کہ آپ چاروں سلسلوں کے پیشوا اور رہنما ہیں اور ولایت کے دائرہ کا مرکز ہیں اور قیامت تک ولایت آپ کے دَر سے تقسیم ہوتی رہے گی اور ہمیشہ آپ کے فیوض و برکات جاری و ساری رہیں گے۔

سوال، اگر یہ سوال پیدا ہو کہ حضور غوث الثقلین قدس سرہ العزیز بغداد میں تھے، تو رُوئے زمین کے اولیاء اللہ نے آپ کی اس آواز کو کیسے سُن لیا؟

جواب، اس کا جواب نقلاً و عقلاً عرض کرتا ہوں، ملاحظہ فرمائیں!

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے، وَاَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ (سُورۃ حج، آیت ۲۷)

ترجمہ: اور لوگوں میں حج کی عام ندا کر دے

تفسیر رُوح البیان میں ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام تعمیر بیت اللہ شریف سے فارغ ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ لوگوں حج کے لئے بلاؤ عرض کیا، میرے مولا کریم! میری آواز کہاں تک پہنچے گی؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، تمہارا کام آواز دینا ہے اور میرا کام پہنچانا ہے۔ پس حضرت ابراہیم علیہ السلام ابو قبیس پہاڑ پر کھڑے ہو کر اور اپنی انگلیاں کانوں میں ڈال کر دائیں بائیں مشرق و مغرب میں آواز دی، فَسَمِعَ اَهْلُ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ فَمَا بَقِيَ شَيْئٌ سَمِعَ صَوْتَهٗ۔

تو سُن لیا زمین و آسمان کے درمیان کی ہر چیز نے اور کوئی چیز ایسی نہ تھی، جس نے آپ کی آواز کو نہ سُنا ہو۔

فَمَنْ اَجَابَ مَرَّةً حَجَّ مَرَّةً وَمَنْ اَجَابَ مَرَّتَيْنِ اَوْ اَكْثَرَ يَحُجُّ مَرَّتَيْنِ اَوْ اَكْثَرَ (روح البیان زیر آیت ص۲۵ ج۶)

ترجمہ: جس نے ایک مرتبہ لبیک کہا ایک حج کرے گا، جس نے دو بار یا زیادہ کہا تو اتنی ہی بار حج کرے گا۔

ارشاد ربانی ہے: فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِّنْ قَوْلِهَا (سورہ نمل آیت ۱۹)

ترجمہ، تو اس بات سے مُسکرا کر ہنسا۔

شیخ اسمٰعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کے تحت فرماتے ہیں،

آوردہ اند کہ باد ایں سخن را از سہ میل راہ بسمع سلیمان رسانید۔ (تفسیر رُوح البیان ص۳۳۴)

ترجمہ، نقل کرتے ہیں کہ ہوا نے یہ بات تین میل سے حضرت سلیمان علیہ السلام کے کان میں پہنچائی۔

اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔

وَاَسْمَعُ مَا لَا تَسْمَعُوْنَ۔ (مشکوٰۃ ص۴۵۷)

ترجمہ: اور مَیں وہ بھی سُن لیتا ہوں، جو تم نہیں سُن پاتے۔"

اور آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا،

فَاِنِّیْ سَمِعْتُ دَفَّ نَعْلَيْكَ بَيْنَ يَدَيَّ فِی الْجَنَّةِ (مشکوٰۃ

ترجمہ: میں نے اپنے آگے تیری جوتیوں کی آواز کو جنت میں سُنا۔

اور ایک اور جگہ دامانِ رحمت پھیلاتے ہوئے ارشاد فرمایا،

اَسْمَعُ صَلَاةَ اَهْلِ مَحَبَّتِیْ وَاَعْرِفُهُمْ (دلائل الخیرات ص۳۴ مطالع المسرات)

ترجمہ: میں اپنے اہل محبت کا درود پاک خود سنتا ہوں اور انہیں پہچانتا ہوں۔

برادرانِ اسلام! سیدنا حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی آواز کو قیامت تک کی ارواح نے سُن لیا۔ چیونٹی کی آواز کو تین میل دُور سے سیدنا حضرت سلیمان علیہ السلام نے سُن لیا۔ سید الانبیاء حبیب کبریا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی آہٹ کو جنت میں سُن لیا۔ قیامت تک محبت سے درود پڑھنے والوں کے درود و سلام کو سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام سنتے ہیں اور سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ منورہ

خطبہ میں یَا سَارِیَۃُ الجبل فرمایا، تو حضرت ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آواز کو میلوں دُور سے سُن لیا۔ (ماخوذ مشکوٰۃ ص ۵۴۶)

تو ایسے ہی رُوئے زمین کے اولیاء کرام نے حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آواز کو بھی سُن لیا اور ادبًا گردن جھکادی —— دورِ جدید میں اگر تو اپنے گھر میں بیٹھ کر کروڑوں میل دُور کی مسافت سے ٹیلی فون پر آواز سن سکتا ہے —— ریڈیو پر آواز سُن سکتا ہے —— اور اب کاروں میں ٹیلیفون لگے ہیں، سفر بھی ہو رہا ہے اور پوری دنیا جہان میں جہاں چاہے تو بات بھی کر رہا ہے اور سُن بھی رہا ہے۔ یہ سب کچھ اگر مصنوعی آلات سے ہو سکتا ہے، تو یقیناً سرکارِ بغداد حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آواز تمام ولیوں تک پہنچ سکتی ہے اور جب آپ کی آواز پہنچی تو رُوئے زمین کے تمام اولیاء اللہ نے سر جھکا دیا ؎

شمعِ بزمِ مصطفےٰ فرزند دلبندِ علی
از تو مے خواہم مدد اے پا بدوش ہر ولی

ملائکہ کی تصدیق

حضرت شیخ بقا بن بطور رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: جب حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے قَدَمِیْ هٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ وَلِيِّ اللهِ فرمایا تو اُس وقت ملائکہ نے زبان حال سے کہا، صَدَقْتَ۔ آپ نے سچ فرمایا (بہجۃ الاسرار ص ۹)

امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصدیق

حضرت شیخ خلیفۃ الاکبر رحمۃ اللہ علیہ نے حضور سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی خواب میں زیارت کی اور عرض کیا حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے قَدَمِیْ هٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ وَلِيِّ اللهِ کا اعلان فرمایا ہے؟ (اس کے بارے میں حکم فرمائیں) تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

صَدَقَ شَیْخُ عَبْدُ الْقَادِرِ فَکَیْفَ لَا ھُوَ الْقُطْبُ وَاَنَا اَدْعَاہُ۔
شیخ سید عبدالقادر (جیلانی) نے سچ کہا ہے اور وہ یہ کیوں نہ کہتے جبکہ وہ قطب ہیں اور میری زیرِ نگرانی ہیں۔ (بہجۃ الاسرار ص ۱۱، قلائد الجواہر ص ۲۵)

آپ کے اس فرمان کی تصدیق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی فرما دی، اسی لیے حضور سیدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ اپنے قصیدہ میں یوں فرماتے ہیں:

مَقَامُکُمُ الْعُلٰی جَمْعًا وَلٰکِنْ
مَقَامِیْ فَوْقَکُمْ مَازَالَ عَالِیْ

وَوَلَّانِیْ عَلَی الْاَقْطَابِ جَمْعًا
فَحُکْمِیْ نَافِذٌ فِیْ کُلِّ حَالٖ

"اگرچہ تم سب کا مقام بلند ہے، لیکن میرا مقام آپ کے مقام سے بلند تر ہے اور ہمیشہ رہے گا" "اللہ تعالیٰ نے مجھے تمام قطبوں پر حاکم بنایا ہے۔ پس میرا حکم ہر حال میں جاری ہے"

معلوم ہوا تمام اولیائے کرام پر آپ کی حکومت ہے اور آپ قاسم ولایت ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سرکارِ بغداد رحمۃ اللہ علیہ کی عقیدت و غلامی کا شرف نصیب فرمائے۔

حضرت شیخ لولو ارفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے آپ کے ارشاد پر مغرب اور مشرق کے اولیاء کو گردنیں جھکاتے ہوئے دیکھا اور ایک شخص کو میں نے دیکھا کہ اُس نے گردن نہ جھکائی فَتَوَارٰی عَنْهُ حَالُهٗ اُس کا حال دگرگوں ہو گیا (قلائد الجواہر ص ۲۵)

؎ غوثاں قطباں دے سر میراں قدم مبارک دھریا
جو دربار اتھاں دے آیا خالی بھانڈا بھریا

؎ توں آقا تو صاحب سائیں، میں بانڈی آں دردی
توں تاجاں تختاں والا، میں گولی میں بردی

؎ تمہارے سامنے سب اولیاء نے گردنیں خم کیں
تمہاری برتری ہر اک مانی ہے سب نے پہچانی

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

Scanned with CamScanner

غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی حکومت

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ ۝
وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ
وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَعُلَمَآءِ مِلَّتِہٖ وَاَوْلِیَآءِ اُمَّتِہٖ
اَجْمَعِیْنَ ۝ اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قُلِ اللّٰھُمَّ مٰلِکَ الْمُلْکِ تُؤْتِی الْمُلْکَ مَنْ تَشَآءُ
وَتَنْزِعُ الْمُلْکَ مِمَّنْ تَشَآءُ ز وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ
وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ط بِیَدِکَ الْخَیْرُ ط اِنَّکَ عَلٰی
کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۝ (سورۃ آل عمران آیت ۲۶ پ ۳)

ترجمہ کنز الایمان: یوں عرض کرو اے اللہ! ملک کے مالک تو جسے چاہے سلطنت دے اور جس سے چاہے سلطنت چھین لے اور جسے چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلت دے، ساری بھلائی تیرے ہی ہاتھ میں ہے۔ بے شک تو سب کچھ کر سکتا ہے۔"

حضرات گرامی! اس آیت میں اس عقیدہ کا بیان ہے کہ ملک، سلطنت اور بادشاہی، اس کے علاوہ عزت و وقار سب اللہ تعالیٰ کے قبضہ و اختیار میں ہے وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے دنیا کی بادشاہت اور سلطنت دے دیتا ہے اور جس سے چاہتا ہے چھین لیتا ہے، جس کو چاہتا ہے دنیا میں عزت و وقار

سے نواز دیتا ہے، جس کو چاہتا ہے ذلیل و رسوا کر دیتا ہے۔

حکومت و سلطنت جو اللہ تعالیٰ عنایت فرماتا ہے، وہ دو قسم کی ہوتی ہے:۔
ایک ظاہری تخت و تاج ہے جو اللہ تعالیٰ کسی کو بھی عطا کر دیتا ہے چاہے وہ نیک ہو یا بد، مومن ہو کافر، لیکن روحانی دنیا کی بادشاہت اللہ تعالیٰ اپنے مقبول بارگاہ بندوں کو عنایت فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول بندوں میں سے ایک سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مقدس ہستی ہے۔ اس خطبہ میں حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روحانی حکومت و سلطنت کا بیان کیا جائے گا۔

دجلہ کی طغیانی روک دی

ایک دفعہ دریائے دجلہ میں زوردار سیلاب آگیا، جس کی وجہ سے لوگ پریشان ہو گئے اور غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کی بارگاہ میں عرض کیا، حضور! امداد فرمائیں۔ آپ نے اپنا عصا مبارک لیا اور دریا کی طرف چل پڑے۔ دریا کے کنارے پہنچ کر آپ نے عصا مبارک کو دریا کی اصلی حد پر نصب کر دیا اور فرمایا: اِلٰی ھٰھُنَا (بس یہاں تک رہو) آپ کا یہ فرمانا تھا کہ پانی اسی وقت کم ہونا شروع ہو گیا اور عصا مبارک تک آگیا۔
(بہجۃ الاسرار ص ۷۵، قلائد الجواہر ص ۲۶)

بارش روک دی

ایک دفعہ موسلا دھار بارش ہو رہی تھی، اور حضور غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعظ فرما رہے تھے۔ بعض لوگ بارش کی وجہ سے واپس جانے لگے تو آپ نے آسمان کی طرف دیکھ کر کہا، اے خدا وندا! میں لوگوں کو جمع کرتا ہوں اور تو لوگوں کو بکھیرتا ہے، پھر بارش بحکم الٰہی مجلس کے اوپر سے بند ہو گئی اور کناروں پر بدستور ہوتی رہی۔ (بہجۃ الاسرار، ص ۷۵)

جنات پر حکومت

حضرت ابو سعید عبداللہ بن علی بغدادی ازجی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ۵۳۷ھ کا واقعہ ہے کہ میری لڑکی مسماۃ فاطمہ ایک دفعہ گھر کی چھت پر گئی، تو اُسے جن اُٹھا کر لے گیا۔ اس وقت میری بچی کی عمر سولہ سال تھی اور ابھی شادی نہیں ہوئی تھی میں حضور غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور بچی کا واقعہ آپ کی خدمت میں عرض کیا، تو آپ نے فرمایا، تم بغداد کے محلہ کے ویران جگہ میں پانچویں ٹیلے کے پاس بیٹھ جاؤ اور اپنے اردگرد ایک لکیر کھینچ لو۔ لکیر کھینچتے وقت بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ عَلٰی نِیَّۃِ عَبْدِ الْقَادِرِ پڑھنا، نصف رات کے بعد تمہارے پاس سے مختلف صورتوں میں جنات کا گزر ہوگا، تم کسی قسم کا خوف نہ کرنا اور پھر صبح کے وقت ایک بہت بڑے لشکر کے ساتھ جنات کا بادشاہ گزرے گا اور وہ تمہاری حاجت دریافت کرے گا، تو صرف اتنا کہہ دینا کہ مجھے عبدالقادر نے تمہارے پاس بھیجا ہے اور پھر اپنی لڑکی کا واقعہ بیان کر دینا۔ ابو سعید عبداللہ علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں میں حسب حکم وہاں جا کر بیٹھ گیا اور وہاں سے جنات کے بہت سے گروہ ہیبت ناک صورتوں میں گزرتے رہے، حتیٰ کہ صبح کے وقت جنات کے بادشاہ کا گزر ہوا، جو گھوڑے پر سوار تھا، وہ میرے حصارِ لکیر کے قریب آکر ٹھہر گیا اور مجھ سے میری حاجت دریافت کرنے لگا۔ میں نے کہا کہ مجھے شیخ عبدالقادر جیلانی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے آپ کے پاس بھیجا ہے۔ جب اُس نے آپ کا نام سنا تو گھوڑے سے اُتر کر زمین پر بیٹھ گیا اور اُس کا لشکر بھی اُس کے ساتھ زمین پر بیٹھ گیا۔ پھر بادشاہِ جنات نے پوچھا انہوں نے تمہیں کس کام کے لئے بھیجا ہے؟ میں نے اپنا قصہ بیان کیا، تو اُس نے لشکر

سے کہا کہ ان کی لڑکی کو کون اٹھا کے لے گیا ہے؟ اس کے بعد ایک جن کو پکڑ کر حاضر کیا گیا اور بتایا گیا کہ یہ چین کے جنات میں سے ہے اور لڑکی اس کے ساتھ تھی۔ بادشاہ نے پوچھا تو نے حضرت قطب الاقطاب (قدس سرہٗ) کے شہر سے لڑکی کو کیوں اُٹھایا؟ اُس نے کہا یہ لڑکی مجھے اچھی معلوم ہوئی اس لیے میں اُسے اُٹھا کر لے گیا۔ یہ سنتے ہی بادشاہ نے اس کی گردن اڑا دی اور لڑکی کو میرے حوالے کر دیا۔ اس کے بعد میں نے بادشاہ کو کہا مجھے معلوم نہ تھا کہ آپ لوگ بھی حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تابعداری کرتے ہیں، وہ کہنے لگا۔ بیشک حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہم میں سے تمام سرکش جنات پر نظر رکھتے ہیں، اس لئے وہ آپ کے خوف سے بھاگ کر دور دراز مقامات میں جا بسے ہیں، کیونکہ جب اللہ تعالیٰ کسی کو قطب بناتا ہے، تو جن و انس دونوں پر اُسے حاکم بنا دیتا ہے۔

(بہجۃ الاسرار ص۷۱، قلائد الجواہر ص۳۱)

اُس نے چوروں کو دیکھا ولی کر دیا　　پُرخطاؤں کو قطبِ جلی کر دیا
غوثِ اعظم کی ہے ہر نظر کیمیا　　اُن کا فرمان خالق کا فرمان ہے

ایسی عزت خاطر تیری رب دے خاص عزیزا
آس تساڈی رکھاں میں بھی او کنہا رنا چیزا

چور قطب بنا دیا

روایت ہے کہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب مدینہ منورہ سے واپس بغداد شریف تشریف لا رہے تھے، تو ایک چور راستے میں کھڑا کسی مسافر کا انتظار کر رہا تھا تاکہ اسے لوٹے۔ غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے قریب پہنچے تو فرمایا تو کون ہے؟ اُس نے کہا میں بدوی ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ تو گناہ سے آلودہ ہے۔ تو چور نے دل میں محسوس کیا کہ اس ہیبت و رعب کا شخص سید عبدالقادر جیلانی قدس سرہ ہی ہو سکتے ہیں۔

Scanned with CamScanner

آپ نے چور کے دل کی کیفیت کو محسوس فرما کر ارشاد فرمایا؛
بَلٰی اَنَا عَبْدُ الْقَادِرِ ہاں میں عبد القادر ہوں۔
آپ کا نام اقدس سُنتے ہی وہ چور آپ کے قدموں پر گر پڑا اور اس کی زبان پر یَا سَیِّدِیْ عَبْدَ الْقَادِرِ شَیْئًا لِلّٰہِ جاری ہو گیا، آپ کو اس کی حالت پر رحم آیا اور آپ نے ایک نگاہ میں اُس کو واصل باللہ کر دیا اور قطبیت کا درجہ عطا کر دیا۔ (تفریح الخاطر صـ۲۳)

ملی ہے چور کو قُطب ولایت
مَیں ایسے فیضِ رُوحانی کے صدقے (بیدم وارثی)

چوراں نوں توقطب بنایا میں بھی چور اُچکا
جس دَر جا لواں دھکے کھانواں اِک دَر تیرا تکا

بیت اللہ کی زیارت کرانا

ایک دن حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ وعظ فرما رہے تھے اور شیخ علی بن ہیتی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ اُن کو نیند آ گئی حضرت غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اہلِ مجلس سے فرمایا: خاموش رہو اور یہ کہہ کر آپ منبر سے اُتر آئے اور شیخ علی بن ہیتی رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے با ادب کھڑے ہو گئے اور اُن کی طرف دیکھتے رہے اور جب حضرت علی بن ہیتی رحمۃ اللہ علیہ خواب سے بیدار ہوئے تو آپ نے فرمایا حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تم نے خواب میں دیکھا ہے؟ شیخ علی بن ہیتی رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا؛ جی ہاں! تو آپ نے فرمایا: میں اسی لیے با ادب کھڑا ہو گیا تھا۔ بتاؤ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو کیا نصیحت کی تھی؟ جواباً عرض کیا، آپ کی خدمت میں رہنے کا حکم دیا ہے۔ بعد میں لوگوں نے حضرت شیخ صاحب سے پوچھا کہ حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس فرمان کا مطلب کیا ہے، جو

آپ نے فرمایا، اسی لیے میں با ادب کھڑا رہا؟ تو شیخ علی بن ہیتی رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا؛ میں خواب میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کر رہا تھا جو کچھ میں خواب میں دیکھ رہا تھا آپ بیداری میں دیکھ رہے تھے۔ (نفحات الانس صـ۲۵۵)
اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ دریائے

ایک سوال اور اس کا جواب

دجلہ کی طغیانی کو روکنا، بارش کو ہٹانا، لڑکی کو جنّوں سے چھڑانا، اور چور کو قطب بنانا۔ یہ کام بغیر حکومت کے ہو ہی نہیں سکتا اور حاکم اللہ تبارک و تعالیٰ ہے۔ تو یہ کام حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے کس طرح انجام دیئے ہیں؟ تو عرض یہ ہے کہ ہمارا ایمان ہے کہ حاکمِ مطلق اللہ تعالیٰ ہے، جس طرح قرآن پاک میں ہے:
اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰہِ (سورۃ الانعام، آیت ۵۷) ترجمہ: "حاکم نہیں مگر اللہ" تو حقیقی حکم اللہ تعالیٰ ہی کا ہے، اور کوئی نبی یا ولی حقیقی طور پر حاکم نہیں ہو سکتا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی شان ہے اور تمام انبیاء کرام اور اولیاءِ عظام کی حکومت اللہ تعالیٰ کی عطا سے ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حکومت کا ذکر یوں فرمایا،
فَلَا وَرَبِّکَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ (سورۃ نساء آیت ۶۵)
ترجمہ "تو اے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تمہارے رب کی قسم، وہ مسلمان نہ ہوں گے جب تک کہ آپس کے جھگڑے میں وہ تمہیں حاکم نہ بنائیں۔"
اور فرمایا؛ قُلِ اللّٰھُمَّ مٰلِکَ الْمُلْکِ تُؤْتِی الْمُلْکَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْکَ مِمَّنْ تَشَآءُ (سورۃ آل عمران، آیت ۲۶ پ ۳)
"یوں عرض کرے؛ اے اللہ ملک کے مالک تو جسے چاہے سلطنت دے اور جس سے چاہے سلطنت چھین لے۔"
تو ان آیات سے معلوم ہوا کہ حاکمِ مطلق، حاکمِ حقیقی اللہ تعالیٰ ہے اور جناب

Scanned with CamScanner

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، اللہ تعالیٰ کی عطا سے حاکم ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں جنہیں چاہے حکومت عطا کرتا ہے، تو پھر حضور سیدنا غوث اعظم قدس سرہ کی حکومت میں کیا شک ہوسکتا ہے۔ آپ اللہ تعالیٰ کی عطا سے حاکم ہیں۔

اسمٰعیل دہلوی کا قول

مولوی اسمٰعیل دہلوی، لکھتے ہیں:

کہ اصحاب ایں مراتب عالیہ وارباب ایں مناصب رفیعہ ماذونِ مطلق در تصرفِ عالم مثال وشہادت می باشند ایں کبار را اُولی الایدی والابصار را می رسد کہ تمامی کلیات را بسوئے خود نسبت نمایند، مثلاً ایشاں را مے رسد کہ بگویند از عرش تا فرش سلطنت ماست ومعنی ایں کلام آنست کہ از عرش تا فرش سلطنت مولائے ماست و مارا باہمہ چیز نسبت متساوی است۔

(صراطِ مستقیم فارسی ص۱۰۱)

ترجمہ: "ان بلند مراتب اور بلند منصب کے (اولیاء اللہ) عالم مثال اور عالمِ شہادت میں تصرف کرنے کے مطلق ماذون و مجاز ہوتے ہیں اور ان بزرگوں کو حق پہنچتا ہے کہ تمام کلیات کی اپنی طرف نسبت کریں، مثلاً ان کو جائز ہے کہ یہ کہیں عرش سے فرش تک ہماری سلطنت ہے۔ اس کا معنیٰ یہ ہے کہ عرش سے فرش تک ہمارے مولا کی سلطنت ہے اور ہم کو ہر چیز کے ساتھ نسبت برابر ہے۔

اشرف علی تھانوی کا قول

مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں:

حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا۔ بغرضِ اصلاحِ باطن شیخ نے اس کو دیکھا، تو اس کے اندر آثارِ شقاوت آپ کو محسوس ہوئے۔ آپ نے اس شخص سے عذر فرمادیا کہ میں شقی کی تربیت نہیں کرسکتا۔ اس کے بعد وہ شخص حضرت شیخ احمد کبیر رفاعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔

آپ نے اُس کو دیکھا تو فرمایا کہ آؤ بھئی تم بھی شقی، ہم بھی شقی اور اس شخص کی تربیتِ باطنی شروع کر دی اور برابر اس کے لیے دُعا کیا کرتے تھے۔

جب وہ رخصت ہونے لگا، تو فرمایا: جاؤ اب شیخ عبدالقادر (رحمۃ اللہ علیہ) کے پاس حاضر ہو۔ چنانچہ وہ شخص جب شیخ عبدالقادر جیلانی (رحمۃ اللہ علیہ) کی خدمت میں حاضر ہوا، تو حضرت شیخ بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ ہاں بھائی! یہ طاقت حق تعالیٰ نے بھائی کبیر ہی کو دی ہے کہ وہ شقی کو سعید بنوا دیں۔

(افاضات الیومیہ، مطبوعہ بھون، ج ۷، ص ۳۴)

بقول مولوی اسمٰعیل دہلوی، اگر ولی کی سلطنت عرش تا فرش ہے اور وہ حاکم باذن اللہ ہیں اور بقول مولوی اشرف علی تھانوی اگر حضرت شیخ احمد کبیر رفاعی رحمۃ اللہ علیہ شقی و بدبخت کو سعید و نیک بخت بنا سکتے ہیں، تو پھر شہنشاہِ بغداد، تاجدارِ ولایت میراں محی الدین شیخ سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حکومت و تصرفات میں کیا شک ہوسکتا ہے؟

نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں
جو ہو ذوقِ یقیں پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں (علامہ اقبال)

خدا کا شکر کہ ہیں مہرباں شاہِ جیلاں
نصیر فکر کوئی ہے نہ اب پریشانی

اور سب اُن کی عنایت ہے خفی ہے کہ جلی ہے
ہر رسم کرم ان کے گھرانے سے چلی ہے

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

Scanned with CamScanner

کرامات و تصرفاتِ غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَوْلِیَاءِ اُمَّتِہٖ وَعُلَمَاءِ مِلَّتِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۝ اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قَالَ الَّذِیْ عِنْدَہٗ عِلْمٌ مِّنَ الْکِتٰبِ اَنَا اٰتِیْکَ بِہٖ قَبْلَ اَنْ یَّرْتَدَّ اِلَیْکَ طَرْفُکَ ط فَلَمَّا رَاٰہُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَہٗ قَالَ ھٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّیْ ۔

(سورۃ نمل ، آیت نمبر ۴۰)

اُس نے عرض کی جس کے پاس کتاب کا علم تھا کہ میں اُسے حضور میں حاضر کر دوں گا ایک پل مارنے سے پہلے ۔ پھر جب سُلیمان نے تخت کو اپنے پاس رکھا دیکھا کہا یہ میرے رب کے فضل سے ہے ۔"

اس آیتِ کریمہ میں حضرت سلیمان علیہ السّلام کی امت کے ایک ولی کے تصرف و کرامت کا ذکر ہے کہ اُس نے ایک پل مارنے سے پہلے ملکہ بلقیس کا تخت حضرت سلیمان علیہ السّلام کی بارگاہ میں لا رکھا تھا اور سرکارِ دو عالم نبیٔ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اُمتی اولیاءِ کرام کی شان تو باقی اُمتوں کے اولیاءِ عظام سے کہیں ارفع و اعلیٰ ہے لہٰذا ان کی کرامات بھی زیادہ شان والی ہیں ۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی امت کے ولیوں میں ایک عظیم ہستی سرکارِ بغداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہے جن کی کرامات

اور تصرفات لاتعداد ہیں ۔

سید السادات ، شیخ المشائخ ، تاج العارفین ، وارثِ کتاب اللہ ، نائبِ رسول اللہ قطبِ ربانی ، محبوبِ سُبحانی ، شہبازِ لامکانی ، غوثِ صمدانی ، محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی عطا کردہ طاقت کے ذریعے بہت سے انسانوں کی تقدیریں بدل دیں اور باذن اللہ ان کی حاجت روائی اور مشکل کشائی فرمائی ۔

لکھاں خیر تساڈے لیندے ۔ بن منگے بن لوڑے
دین دُنیا سبھ و ہتھ تیرے کوئی نہ ٹھا کے ہوڑے
سُن فریاد پیراں دیا پیرا دھکا دئیں نہ مینوں
بے کساں دا والی تو ہیں شرم دتی رب تینوں

(میاں محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ)

چند ایک واقعات درج ذیل ہیں :

مُرغی زندہ کردی

شیخ محمد بن قائد اوانی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ ایک عورت اپنے بچے کو لے کر دربارِ غوثیہ میں حاضر ہوئی اور عرض کرنے لگی یہ بچہ آپ سے بہت محبت رکھتا ہے ، اس لیے میں اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے آپ کے پاس چھوڑتی ہوں ۔ آپ اسے قبول فرما کر راہِ حق کی تعلیم دیں ۔ آپ نے اُسے قبول فرمایا اور مجاہدے اور ریاضت پر لگا دیا تاکہ سلوک کا طریقہ سیکھ کر مرتبۂ کمال کو پہنچے ۔ ایک روز وہ عورت اپنے بیٹے سے ملنے آئی تو دیکھا کہ بچے کا چہرہ زرد ہو چکا ہے اور نہایت کمزور ہو گیا ہے اور جَو کی سوکھی روٹی کھا رہا ہے ۔ پھر وہ سیدنا حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئی تو دیکھا کہ آپ کے سامنے دسترخوان پہ ایک برتن میں مُرغی کی ہڈیاں پڑی تھیں ، جو آپ نے تناول فرما کر برتن میں ڈال دی تھیں ۔ اُس عورت نے جب یہ دیکھا ، تو کہا اے میرے آقا ! آپ آپ تو مُرغی تناول فرماتے ہیں اور میرا بچہ جَو کی خشک روٹی کھا رہا ہے ؟ یہ سُن کر آپ نے

اپنا ہاتھ ان ہڈیوں پر رکھا اور فرمایا قُوْمِیْ بِاِذْنِ اللّٰہِ الَّذِیْ یُحْیِی الْعِظَامَ وَھِیَ رَمِیْمٌ (اللہ تعالیٰ کے حکم سے کھڑی ہو جا جو بوسیدہ ہڈیوں کو زندہ کرتا ہے) آپ کا یہ فرمانا تھا کہ مرغی زندہ ہو کر اُٹھ کھڑی ہوئی اور اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کی گواہی دی اور پھر کہا عَبْدُ الْقَادِرِ وَلِیُّ اللّٰہِ۔ تب حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس عورت کو ارشاد فرمایا جب تیرا لڑکا اس قابل ہو جائے گا، تو پھر جو چاہے، سو کھائے۔ (قلائد الجواہر ص۳۷، بہجۃ الاسرار ص۲۵، سفینۃ الاولیاء ص۶۴، نفحات الانس ص۳۶۱، تفریح الخاطر ص۴۹، اضافات الیومیہ ج۱، ص۲۲۳، فتاویٰ حدیثیہ ص۹۲)

؎ غوث اعظم محمد کا محبوب ہے، غوث اعظم زمانے کا سلطان ہے
غوث اعظم کی ہر جا مچی دھوم ہے غوث اعظم کا گھر گھر میں فیضان ہے

مُردہ زندہ کر دیا

ایک دفعہ شہنشاہِ بغداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا گزر ایک محلہ سے ہوا، تو مسلمان اور عیسائی آپس میں جھگڑ رہے تھے۔ آپ نے جھگڑے کی وجہ پوچھی، تو مسلمان نے عرض کیا: حضور والا یہ عیسائی کہتا ہے کہ ہمارے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام، تمہارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے افضل ہیں اور میں یہ کہتا ہوں کہ یہ غلط ہے بلکہ ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم افضل ہیں۔ یہ سن کر سرکارِ بغداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عیسائی سے فرمایا کہ تمہارے پاس عیسیٰ علیہ السلام کے افضل ہونے کی کیا دلیل ہے؟ تو عیسائی نے جواباً کہا کہ اِنَّ نَبِیَّنَا کَانَ یُحْیِ الْمَوْتٰی ہمارے نبی مردوں کو زندہ کر دیتے تھے۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا: اِنِّیْ لَسْتُ بِنَبِیٍّ بَلْ مِنْ اِتْبَاعِ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم (میں نبی نہیں ہوں، بلکہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا غلام ہوں۔ اِنْ اَحْیَیْتُ مَیِّتًا اَتُؤْمِنُ بِنَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

اگر میں مُردہ زندہ کر دوں، تو کیا تم ہمارے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لاؤ گے؟ تو عیسائی نے جواب دیا، ہاں تو آپ نے فرمایا، تم مجھے کوئی بہت پُرانی قبر دکھاؤ تاکہ تجھے ہمارے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی فضیلت کا یقین ہو جائے، تو اُس نے آپ کو ایک پُرانی قبر دکھائی۔ آپ نے اس سے فرمایا عیسیٰ علیہ السلام مردہ زندہ کرتے وقت کیا کلام کیا کرتے تھے؟ تو اُس نے کہا: قُمْ بِاِذْنِ اللّٰہِ کہتے تھے (اٹھ جا اللہ کے حکم سے) آپ نے اُس سے کہا یہ قبر والا گویا تھا، اگر تو چاہے تو یہ قبر سے گاتا گاتا ہوا ہی اُٹھے گا، میں تمہارے لیے یہ بھی کر سکتا ہوں، تو عیسائی نے جواباً کہا ٹھیک ہے، میں بھی یہی چاہتا ہوں۔ پس آپ قبر کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا قُمْ بِاِذْنِیْ (میرے حکم سے اُٹھ) فَانْشَقَّ الْقَبْرُ وَقَامَ الْمَیِّتُ حَیًّا مُغَنِّیًا۔ (پس قبر شق ہوئی اور مُردہ گاتا ہوا باہر نکل آیا)

جب عیسائی نے آپ کی یہ کرامت اور ہمارے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی فضیلت دیکھی، تو حضرت غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر مشرف باسلام ہوا۔
(تفریح الخاطر ص۱۶)

؎ نگاہِ ولی میں یہ تاثیر دیکھی بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

؎ وَلَوْ اَلْقَیْتُ سِرِّیْ فَوْقَ مَیْتٍ
لَقَامَ بِقُدْرَۃِ الْمَوْلٰی تَعَالٰی

ترجمہ: اور اگر میں اپنا راز مردہ پر ڈالوں، تو وہ فوراً اللہ کی قدرت سے اُٹھ کھڑا ہو گا۔

؎ تیرے بابا کا پھر تیرا کرم ہے یہ منہ ورنہ کس قابل ہے یا غوث

چیل زندہ کرنا

ایک دفعہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجلس میں وعظ شریف فرما رہے تھے کہ اہل مجلس پوری توجہ سے آپ کے ارشادات سُن رہے تھے اور ہوا تیز چل رہی تھی کہ ایک چیل نے مجلس کے اُوپر

چکر لگانا شروع کردیا اور زور زور سے چلانا شروع کردیا، جس کی وجہ سے حاضرین پریشان ہوئے تو آپ نے فرمایا، یَا رِیحُ خُذِی رَأْسَ هٰذِهِ الْحِدَاةِ۔ (اے ہوا اس چیل کے سر کو پکڑ لے) اتنا کہنا تھا کہ اس چیل کا سر جُدا ہوکر گر پڑا۔ آپ منبر شریف سے اُترے اور اس چیل کا سر اور دھڑ دونوں ملاکر آپ نے بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھ کر اپنا ہاتھ اس پر پھیرا تو وہ بحکمِ الٰہی زندہ ہوگئی اور اُڑنے لگی اور لوگوں نے خود اس کا مشاہدہ کیا۔

(حیوٰۃ الحیوان ص۱۴۲ ج۱، بہجۃ الاسرار ص۲۵، قلائد الجواہر ص۶۹، تحفہ قادریہ ص۲۳)

مُردہ لڑکے کو زندہ کرنا

ایک عورت کا بچہ دریا میں غرق ہوگیا تو وہ عورت حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئی اور کہنے لگی، بیشک میرا بچہ دریا میں غرق ہوگیا ہے اور میرا اعتقاد اس بات پر پکا ہے کہ آپ میرے بچے کو زندہ لوٹا سکتے ہیں۔ غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، تو اپنے گھر جا تجھے بچہ مل جائے گا، وہ گھر لوٹ آئی، مگر بچہ نہ ملا تو دوبارہ دربارِ غوثیہ میں حاضر ہوئی اور رونے لگی تو دوبارہ غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا تو اپنے گھر جا تجھے بچہ مل جائے گا، وہ اپنے گھر گئی مگر بچہ نہ ملا، تو تیسری بار روتی چلاتی ہوئی آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوئی۔ سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مراقبہ کیا اور سر جھکا دیا۔ پھر سر اٹھایا اور فرمایا تو اپنے گھر چلی جا اپنے بچے کو گھر میں پائے گی، وہ عورت چلی گئی، تو آپ نے محبوبانہ انداز میں عرض کی مولا!

لِمَ اَخْجَلْتَنِیْ مَرَّتَیْنِ عِنْدَ تِلْكَ الْمَرْأَةِ۔

ترجمہ، تو نے دو مرتبہ اس عورت کے سامنے مجھے کیوں شرمندہ کیا؟

تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بطور الہام خطاب ہوا، تمہارا کلام سچا تھا۔ جب پہلی مرتبہ کہا، تو ملائکہ نے اجزاء کو جمع کیا۔

اور دوسری مرتبہ کہا، تو میں نے اُس کو زندہ کردیا اور جب تیسری بار کہا تو اسے دریا سے نکال کر گھر پہنچا دیا ہے۔ (تفریح الخاطر ص۱۶، ۱۷)

طاقت بہت انہاں نوں دتی آپ خدا سبحانی
مویا بندہ پکڑ اٹھایا، سید قطب ربانی (میاں محمد علیہ الرحمہ)

نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں
جو ہو ذوقِ یقیں پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں

بڑھیا کا بیڑا پار

حضرت محبوب سبحانی، قطب ربانی غوث اعظم جیلانی رضی اللہ عنہ ایک دن دریا کے کنارے سرسبز و شاداب مقام پر تسبیح و تحمید میں محو تھے کہ کچھ فاصلے سے کسی عورت کے رونے کی آواز آرہی تھی۔ آپ اس عورت کی آواز سن کر بے چین ہوگئے۔ اتنے میں ایک خادم آپ کو تلاش کرتا ہوا وہاں آپہنچا۔ حضرت نے اس عورت کی حالت دریافت کرنے اس خادم کو بھیجا۔ خادم نے ایک ضعیفہ عورت کو دیکھا، جو زار و قطار رو رہی تھی۔ خادم نے اُس کا حال دریافت کیا۔ اور واپس آکر حضرت کو تمام قصہ سُنا دیا کہ رونے والی عورت ایک بڑھیا ہے، اُس کا ایک اکلوتا بیٹا تھا جو آج سے بارہ سال پہلے اس دریا کی دُوسری جانب شادی کرنے گیا تھا، جب وہ دلہن کے ہمراہ کشتی پر سوار واپس آ رہا تھا۔ تو براتیوں سمیت کشتی دریا میں ڈوب گئی اور کوئی زندہ نہ بچ سکا۔ اسی دن سے بڑھیا دریا کے کنارے آکر دیر تک روتی رہتی ہے۔ جب حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ واقعہ سُنا تو آپ کا دریائے شفقت جوش میں آگیا اور خادم سے فرمایا بڑھیا کو تسلی دو، انشاء اللہ تعالیٰ اس کا مطلب ابھی پورا ہوجائے گا۔ اس بڑھیا کا بیٹا، دلہن اور براتیوں سمیت جس حال میں غرق ہوئے تھے، ظاہر ہوں گے۔ یہ سن کر بڑھیا خاموش ہوگئی اور جناب غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دُعا

Scanned with CamScanner

کے لیے ہاتھ اُٹھائے - آپ ابھی بارگاہِ رب العالمین میں دعا مانگ ہی رہے تھے
کہ دریا نے جوش مارا اور بارہ سال سے ڈوبی ہوئی کشتی اُسی شان و شوکت سے
جیسے کہ دریا میں غرق ہوتے وقت تھی، ظاہر ہو گئی ؎

میں سُنیا دریا دے وِچ جنج ڈُبی وِچ پانی
پیر کمال ولی ازمایا، سید قطب ربانی
بارہ برس فراقوں رُنی بڈھی اک نمانی
ڈبا بیڑا تار لیایا، سید قطب ربانی

وہی دُولہا، وہی دُلہن، وہی کشتی، وہی براتی، وہی سامان وغیرہ بمعہ کشتی دریا پر
ظاہر ہو کر تیرنے لگی اور کنارے آ لگی، وہ بڑھیا برات لے کر گھر پہنچی اور خوشی منائی۔
پورے شہر میں آپ کی یہ کرامت مشہور ہو گئی اور ہزاروں لوگ مسلمان ہوئے۔

مندرجہ ذیل کتب میں یہ حوالہ موجود ہے:

۱- سلطان الاذکار فی مناقب غوث الابرار
۲- خلاصۃ القادریہ، مصنفہ شیخ شہاب الدین سہروردی
۳- غوث اعظم، مصنفہ مولانا برخوردار ملتانی
۴- دُرۃ الدرانی، مصنفہ مولانا حیدر اللہ صاحب
۵- گلدستۂ کرامت، مصنفہ مفتی غلام محمد قریشی وغیرہ ملاحظہ فرمائیں

؎ توں اک بیڑا تراون تے پیا حیران ہونداایں
مطیع ہوندا اے جھلیا ہر زمانہ غوث اعظم دا

؎ کنارے پر لگا ڈوبا سفینہ تھا جو مدت سے
ہوا جب ایک ذرہ سا اشارہ غوث اعظم کا

؎ خدارا ناخدا آ دے سہارا — ہوا بگڑی بھنور حائل ہے یا غوث
(اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ)

؎ جے آوے کتنے وِچ متوجہ دے بغداد دا والی
تے ڈُبے باراں وریاں دے دی بیڑے تار دیندا اے

حضرات محترم! ان پانچ کرامات سے ثابت ہوا کہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ
نے مرغی کی ہڈیاں زندہ کر دیں۔
(۲) عیسائی کے کہنے پر مردے کو قبر سے زندہ کیا۔
(۳) چیل کو مارا اور پھر زندہ کیا۔
(۴) عورت کے دریا میں غرق شدہ بچے کو زندہ کیا۔
(۵) بڑھیا کی ڈوبی ہوئی برات کی کشتی کو ترا دیا اور ساری برات زندہ ہو گئی۔

سوال: اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ مُردے کو زندہ کرنا یہ اللہ تعالیٰ کی صفت
ہے اور اللہ تعالیٰ کے بغیر کوئی مردے زندہ نہیں کر سکتا اور جو مر جائے قیامت کو ہی
اُٹھے گا۔ تو غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیسے زندہ کیا؟ اس کا جواب قرآن و حدیث
کی روشنی مدلل بیان کیا جاتا ہے:

مردے کو زندہ کرنا اللہ تعالیٰ کی خاص مرضی پر موقوف ہے، وہ جب چاہے مردہ
کو زندہ فرمائے، کبھی وہ بلا واسطہ مردے کو زندہ فرماتا ہے اور کبھی کسی واسطے سے
اگر بلا واسطہ زندہ ہو، یا کسی واسطے سے زندہ ہو، اس پر قادر اللہ تعالیٰ ہی ہے۔
اس کی چند مثالیں ملاحظہ فرمائیں:

۱- فَأَمَاتَهُ اللَّهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهُ قَالَ كَمْ لَبِثْتَ قَالَ
لَبِثْتُ يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ قَالَ بَلْ لَبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ فَانْظُرْ إِلَىٰ
طَعَامِكَ وَشَرَابِكَ لَمْ يَتَسَنَّهْ وَانْظُرْ إِلَىٰ حِمَارِكَ وَلِنَجْعَلَكَ آيَةً
لِلنَّاسِ وَانْظُرْ إِلَى الْعِظَامِ كَيْفَ نُنْشِزُهَا ثُمَّ نَكْسُوهَا لَحْمًا ط
(سورۃ بقرہ، آیت ۲۵۹، پارہ ۳)

Scanned with CamScanner

ترجمہ" تو اللہ تعالیٰ نے اُسے مردہ رکھا سو برس، پھر زندہ کر دیا فرمایا تو یہاں کتنا ٹھہرا؟ عرض کی دن بھر ٹھہرا ہوں گا یا کچھ کم۔ فرمایا نہیں، بلکہ تجھے سو برس گزر گئے اور اپنے کھانے اور پانی کو دیکھ کہ اب تک بدبو نہ لایا اور اپنے گدھے کو دیکھ جس کی ہڈیاں بھی سلامت نہ رہیں اور یہ اس لیے کہ تجھے ہم لوگوں کے واسطے نشانی کریں اور ہڈیوں کو دیکھ، کیونکر ہم انہیں اٹھان دیتے ہیں۔ پھر انہیں گوشت پہناتے ہیں۔"

واقعہ یہ ہے کہ بخت نصر نے جب بیت المقدس کو تباہ کر دیا اور ملک شام کو روند ڈالا، اسرائیلیوں کو قتل کیا اور قیدی بنایا۔ یہ وہ پہلی سزا تھی جو اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو ان کی بے جا حرکتوں کی وجہ سے دی تھی۔ بخت نصر لوٹ کر بابل چلا گیا۔ تو حضرت عزیر علیہ السلام دراز گوش پر سوار ہو کر (یعنی گدھے پر) وہاں سے گزرے۔ آپ کے ساتھ ایک برتن میں انگور کا رس اور کچھ کھجوریں تھیں۔ تمام شہر میں پھرے، کوئی آدمی نہ دیکھا تب آپ نے فرمایا، اللہ اس شہر کو کیسے آباد کرے گا؟ پھر آپ نے رسّی سے گدھے کو باندھ دیا اور سو گئے، تو آپ کی جان قبض کر لی گئی اور سو برس تک اسی حال میں رہے اور پھر اٹھایا، جب سوئے چاشت کا وقت تھا اور جب اٹھے تو مغرب کا وقت تھا۔ آپ سے فرشتے نے پوچھا کتنا عرصہ سوئے تو کہا نصف دن یا دن۔ فرشتے نے کہا، آپ یہاں سو برس سوتے رہے۔ اب آپ اپنے کھانے پینے کی چیزیں دیکھ لیں جب دیکھا، تو کوئی چیز بھی خراب نہ ہوئی تھی اور پھر فرشتے نے کہا اپنے گدھے کو دیکھیں۔ تو اُس کی ہڈیاں میدان میں بکھری ہوئی تھیں۔ فرمایا دیکھو ہم انہیں کیسے جوڑتے ہیں اور ان پر گوشت کیسے چڑھاتے ہیں؟ جب ایسا ہوا تو وہ گدھا زندہ ہو گیا یہ سب کچھ قیامت کی یقین دہانی کے لیے تھا، اور اب آپ گدھے پر سوار ہو کر اپنے گھر روانہ ہو گئے۔ (تفسیر عزیزی زیر آیت)

ان آیات بیّنات سے پتہ چلا کہ اللہ تعالیٰ نے بغیر کسی واسطے کے عزیر علیہ السلام

کو زندہ فرمایا اور ان کا وہ گدھا جس کی ہڈیاں بوسیدہ ہو چکی تھیں، ریزہ ریزہ ہو کر بکھری پڑی تھیں، انہیں جمع کر کے زندہ کر دیا گیا اور حضرت عزیر علیہ السلام نے اس گدھے کی سواری بھی فرمائی، یہ سب اللہ تعالیٰ کی قدرت میں شامل ہے۔ وہ جسے چاہے، جب چاہے جیسے چاہے مرنے کے بعد دوبارہ زندہ فرمانے پر قادر ہے۔ علامہ اسمٰعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:

اَمَاتَ عُزَيْرًا مِائَةَ سَنَةٍ وَحِمَارَهٗ مَعَهٗ ثُمَّ اَحْيَاهُمَا جَمِيْعًا لِيَسْتَدِلَّ بِهِ الْعُقَلَاءُ۔ (روح البیان ج ۱، ص ۴۱۵)

حضرت عزیر علیہ السلام اور اُن کے دراز گوش کو اللہ تعالیٰ نے بلا واسطہ زندہ کیا۔ اب سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا واقعہ ملاحظہ فرمائیں:

۲۔ وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اَرِنِيْ كَيْفَ تُحْيِ الْمَوْتٰى ؕ قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ ؕ قَالَ بَلٰى وَلٰكِنْ لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِيْ ؕ قَالَ فَخُذْ اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّيْرِ فَصُرْهُنَّ اِلَيْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰى كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ يَاْتِيْنَكَ سَعْيًا ؕ (سورۃ بقرہ، آیت ۲۶۰)

ترجمہ" اور جب عرض کیا ابراہیم نے اے میرے رب مجھے دکھا دے تو کیونکر مردے جلائے گا؟ کیا تجھے یقین نہیں؟ عرض کیا یقین کیوں نہیں، مگر یہ چاہتا ہوں کہ میرے دل کو قرار آجائے، فرمایا تو اچھا! چار پرندے لے کر اپنے ساتھ ہلا لے پھر اُن کا ایک ایک ٹکڑا ہر پہاڑ پر رکھ دے، پھر انہیں بلاؤ، وہ تیرے پاس چلے آئیں گے پاؤں سے دوڑتے۔"

مفسرین فرماتے ہیں کہ سمندر کے کنارے ایک لاش (آدمی یا گدھے کی) پڑی ہوئی تھی۔ جب سمندر چڑھتا، تو دریائی جانور آکر اس لاش کو کھاتے اور جب پانی اتر جاتا تو صحرائی درندے اور پرندے اس کو کھاتے۔ حضرت ابراہیم

علیہ السلام کو یہ کیفیت دیکھ کر تعجب ہوا اور آپ کو یہ شوق پیدا ہوا کہ آپ ملاحظہ فرمائیں کہ مردے کس طرح زندہ کیے جاتے ہیں۔ آپ نے بارگاہ ربّ العالمین میں عرض کیا یارب! مجھے یقین ہے کہ تو مُردوں کو زندہ فرمائے گا اور ان کے اجزاء دریائی جانوروں اور درندوں اور پرندوں کے پوٹوں سے جمع فرمائے گا، مگر یہ عجیب منظر دیکھنے کی آرزو رکھتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے حکم پر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے چار پرندے لیے۔ مور۔ مُرغ۔ کبوتر۔ کوّا۔ اور انہیں حکمِ الٰہی کے مطابق ذبح کیا اور قیمہ کر کے ان کے اجزاء کو آپس میں ملا دیا اور ایک ایک حصّہ ایک ایک پہاڑ پر رکھا، یعنی چار پہاڑوں پر قیمہ رکھ دیا اور سر تمام کے اپنے پاس محفوظ رکھے اور پھر فرمایا چلے آؤ حکمِ الٰہی سے۔ یہ فرماتے ہی وہ تمام اجزاء اُڑے اور ہر جانور کے اجزاء علیحدہ علیحدہ ہو کر اپنی ترتیب سے جمع ہوئے اور پرندوں کی شکل بن کر اپنے پاؤں سے دوڑتے آئے اور اپنے اپنے سروں سے مل کر بعینہٖ پہلے کی طرح مکمل پرندے ہو کر اُڑ گئے اور یہ سب ابراہیم علیہ السلام کے دیکھتے دیکھتے ہوا۔

برادرانِ اسلام! اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ پرندوں کو زندگی تو اللہ تعالیٰ نے بخشی، مگر درمیان میں واسطہ اور وسیلہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے بلانے کا بنایا کہ تم بلاؤ، تو جب انہوں نے بلایا تو سب پرندے مکمل پرندے بن کر اڑ گئے، تاکہ معلوم ہو کہ قدرت اللہ تعالیٰ کی ہے اور ہر چیز پر قادر ہے، مگر اپنی قدرت کا اظہار بندوں کی عزت و شان بلند کرنے کے لیے بندوں سے کرایا جاتا ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی شان بلند کرنے کے لیے کبھی اپنی قدرت کو بندوں کے ذریعے ظاہر فرماتا ہے۔ بالواسطہ اور کبھی بلاواسطہ مُردوں کو زندہ فرماتا ہے۔ سبحان اللہ اب سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا اعلان ملاحظہ فرمائیے:

۳۔ اَنِّیْ اَخْلُقُ لَکُمْ مِّنَ الطِّیْنِ کَهَیْئَةِ الطَّیْرِ فَاَنْفُخُ فِیْهِ

فَیَکُوْنُ طَیْرًا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَاُبْرِئُ الْاَکْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْیِ الْمَوْتٰی بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ (سورۃ آل عمران، آیت ۴۹ پ۳)

ترجمہ: "میں تمہارے لیے مٹی سے پرند کی سی صورت بناتا ہوں، پھر اس میں پھونک مارتا ہوں، تو وہ فوراً پرند ہو جاتی ہے اللہ کے حکم سے اور میں شفا دیتا ہوں مادرزاد اندھے اور سفید برص والے کو اور میں مردے جلاتا ہوں اللہ کے حکم سے۔"

سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جب نبوت کا دعویٰ کیا اور معجزات دکھائے، تو لوگوں نے درخواست کی کہ آپ ایک چمگادڑ پیدا کر دیں۔ آپ نے مٹی سے ایک چمگاڈڑ کی صورت بنائی، پھر اس میں پھونک ماری، تو وہ اڑنے لگی۔

تفسیر ابن عباس میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے چار آدمیوں کو زندہ کیا۔ (۱) عاذر (۲) ایک بڑھیا کا بیٹا (۳) عاشر کی بیٹی، (۴) سام بن نوح۔ ۱۔ عاذر آپ کا دوست تھا، جب اس کی حالت نازک ہوئی تو اُس کی بہن نے آپ کو اطلاع دی، لیکن وہ تین روز کی مسافت پر آپ سے دور تھا۔ جب آپ وہاں پہنچے، تو معلوم ہوا کہ اس کا انتقال ہو گیا ہے اور اُس کے انتقال کو تین دن ہو گئے ہیں۔ آپ نے فرمایا ہمیں اس کی قبر پر لے چل۔ عاذر کی بہن آپ کو اس کی قبر پر لے گئی۔ آپ نے اللہ تعالیٰ سے دُعا کی عاذر زندہ ہو کر قبر سے باہر نکل آیا، اور مدّت تک زندہ رہا، اُس کی اولاد بھی ہوئی۔

۲۔ ایک بڑھیا کا لڑکا، جس کا جنازہ حضرت کے سامنے سے جا رہا تھا، آپ نے اُس کے لیے دُعا کی، تو وہ زندہ ہو کر لوگوں کے کندھوں سے نیچے اُتر آیا۔

۳۔ ایک شخص عاشر (یعنی ٹیکس لیتا تھا) کی بیٹی شام کو مری، حضرت نے دوسرے دن دُعا کی، وہ زندہ ہو گئی اور ایک عرصہ تک زندہ رہی، اس کی اولاد بھی ہوئی۔

۴۔ سام بن نوح جن کی وفات کو ہزاروں برس گزر چکے تھے، لوگوں نے خواہش کی

Scanned with CamScanner

آپ ان کو زندہ کریں۔ لوگوں کی نشان دہی پر آپ ان کی قبر پر گئے اور اللہ تعالیٰ سے دُعا کی، تو وہ قبر سے زندہ نکل آیا اور وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آیا اور موت کی سکرات کے بغیر مرنے کی خواہش کی تو وہ مر گیا۔

حضراتِ محترم! یہ تو عیسیٰ علیہ السلام تھے، جنھوں نے مُردوں کو زندہ کیا۔

اب ایک اس سے زیادہ تعجب انگیز واقعہ ملاحظہ فرمائیں۔ سامری نے جب دیکھا کہ موسیٰ علیہ السلام یہاں نہیں، تو اُس نے سونے کے زیورات سے گئوسالہ (بچھڑا) تیار کر لیا۔ قرآن پاک میں یہ واقعہ موجود ہے۔ پوچھا، فَمَا خَطْبُكَ يَا سَامِرِيُّ تو موسیٰ علیہ السلام نے کہا، اب تیرا کیا حال ہے اے سامری؟ تو سامری نے کہا میں نے وہ دیکھا جو لوگوں نے نہ دیکھا۔

۴۔ فَقَبَضْتُ قَبْضَةً مِّنْ أَثَرِ الرَّسُولِ فَنَبَذْتُهَا (سورۃ طٰہٰ آیت ۹۶)

تو ایک مٹھی بھر لی فرشتہ کے نشان سے، پھر اُسے ڈال دیا۔

سامری نے بچھڑا تیار کرنے کے بعد سیدنا جبریل علیہ السلام کی گھوڑی کے پاؤں کی مٹی اس گئوسالہ کے منہ میں ڈال دی، جس کی برکت سے آواز آنے لگی۔ اور اُس میں جان پیدا ہو گئی۔ (تفسیر رُوح البیان ص ۱۴۴ ج ۵ تفسیر مظہری زیر آیت)

ان آیات سے معلوم ہوا کہ زیورات کے بنے ہوئے بچھڑے کو جبریل علیہ السلام کی گھوڑی کے پاؤں کی مٹی سے زندگی مل گئی، جبکہ اس مٹی کو اٹھا کر ڈالنے والا دین کا دشمن تھا۔ اب ایک اور واقعہ ملاحظہ فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

۵۔ وَإِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا فَادَّارَأْتُمْ فِيهَا ۖ وَاللَّهُ مُخْرِجٌ مَّا كُنتُمْ تَكْتُمُونَ ۝ فَقُلْنَا اضْرِبُوهُ بِبَعْضِهَا ۚ كَذَٰلِكَ يُحْيِي الْمَوْتَىٰ (سورۃ البقرہ، آیت ۷۲)

ترجمہ: اور جب تم نے ایک خون کیا، تو ایک دوسرے پر اس کی تہمت ڈالنے

لگے اور اللہ کو ظاہر کرنا تھا، جو تم چھپاتے تھے، تو ہم نے کہا اس مقتول کو گائے کا ایک ٹکڑا مارو اور اللہ یوں ہی مردے جلائے گا۔"

یہ بنی اسرائیل کے ایک مالدار شخص کا واقعہ ہے۔ یہ شخص بہت ہی مالدار تھا، اس کی کوئی اولاد نہ تھی، صرف دو بھتیجے تھے۔ ایک رات مال کے لالچ میں آکر انہوں نے اپنے چچا کو مار ڈالا اور اُس کی لاش دو گاؤں کے درمیان ڈال دی اور سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر ان دونوں گاؤں والوں پر قتل کا دعویٰ کر دیا وہ لوگ اس معاملے سے بے خبر تھے اور واویلا کرتے ہوئے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی کی خدمت میں حاضر ہو کر ان دونوں گاؤں والوں نے درخواست کی کہ اس قتل کے قاتل کے تلاش کے لیے اللہ تعالیٰ سے دُعا فرمائیں تاکہ معلوم ہو کون قاتل ہے؟ سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے دُعا فرمائی تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوا کہ یہ لوگ گائے ذبح کریں۔ لوگوں نے کہا ہمارے ساتھ ٹھٹھا نہ کریں اور سچ واقعہ بتاؤ۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا یہی حکم ہے۔ اب وہ گائے کا رنگ اور اس کے اوصاف پوچھنے لگے، تو آپ نے بتا دیئے۔ اور ان تمام اوصاف کے مطابق ایک یتیم کے پاس گائے ملی، تو اُس کی کھال بھر سونا دے کر اُسے خریدا اور اُسے ذبح کر کے اس کا ایک ٹکڑا لے کر مردے کو لگایا، تو وہ بحکم الٰہی اُٹھ کھڑا ہوا اور اُٹھتے ہی بول پڑا، مجھے فلاں شخص نے قتل کیا تھا۔ (تفسیر مظہری ص ۸۴ ج ۱، خازن ص ۵۷، تفسیر صاوی ص ۳۷ ج ۱ روح البیان)

صاحب تفسیر مظہری فرماتے ہیں بنی اسرائیل میں ایک نیک مرد تھا اور اس کا ایک چھوٹا بچہ تھا۔ موت کے قریب اُس نے گائے کا ایک بچھڑا جنگل میں لے جا کر اللہ کی امان میں چھوڑ دیا اور کہا کہ یہ میرے بیٹے کے لیے ہے، جب تک وہ بڑا نہ ہو یہ گائے تیرے سپرد ہے۔ یہی وہ گائے تھی، جو مردے کو زندہ کرنے کے کام اس وقت آئی، جب وہ لڑکا بڑا ہو گیا تھا۔

Scanned with CamScanner

حضرات گرامی! قرآن پاک سے ایک اور واقعہ ملاحظہ فرمائیں، پھر نتیجہ عرض کرتا ہوں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے :

۶۔ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَهُمْ اُلُوْفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ ۖ فَقَالَ لَهُمُ اللّٰهُ مُوْتُوْا ثُمَّ اَحْيَاهُمْ ۚ اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ ۝

(سورۃ بقرہ، آیت ۲۴۳ پ ۲)

ترجمہ: "اے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، کیا تم نے نہ دیکھا تھا، انہیں جو اپنے گھروں سے نکلے، وہ ہزاروں تھے موت کے ڈر سے، تو اللہ تعالیٰ نے ان سے فرمایا، مرجاؤ، پھر انہیں زندہ فرمادیا۔ بے شک اللہ تعالیٰ لوگوں پر فضل کرنے والا ہے، مگر اکثر لوگ ناشکرے ہیں۔"

مفسرین کرام فرماتے ہیں واسط کے علاقہ میں ایک بستی تھی داوردان اس کا نام تھا، ایک بار طاعون پڑا، تو کچھ لوگ وہاں سے بھاگ گئے اور کچھ وہیں رہے، جو رہ گئے تھے، ان میں سے اکثر مر گئے اور جو بھاگ گئے تھے، وہ سب بچ گئے اور بھاگنے والے لوگ مالدار تھے۔ جب طاعون ختم ہوا، وہ مالدار لوگ واپس لوٹ آئے۔ غرباء نے کہا کہ یہ لوگ بڑے عقل مند تھے۔ انہوں نے بھاگ کر اپنی جانیں بچالیں، آئندہ ہم بھی ایسا ہی کریں گے۔ قدرتِ الٰہی سے اگلے سال پھر طاعون آیا۔ اب سارے لوگ بھاگ گئے۔ اور چٹیل میدان میں اُترے، جب وہ ایسی جگہ پہنچ گئے، جہاں وہ تندرستی و نجات سمجھتے تھے، تو ایک فرشتے نے آواز دی (چیخ ماری) مرجاؤ۔ وہ سب کے سب وہیں مر گئے۔ آٹھ دن تک ان کی لاشیں وہیں پڑی رہیں اور لاشوں کے پھٹ جانے کی وجہ سے سخت بدبو پھیل گئی، قرب وجوار کے لوگوں نے انہیں دفن کرنا چاہا، مگر اتنے لوگوں کا دفن کرنا ناممکن تھا، اس لیے انہوں نے ان مردوں کے آس پاس

چار دیواری کھینچ دی تاکہ وہ بدبو سے بچ سکیں اور کوئی درندہ نہ آسکے۔ یہ لاشیں وہاں پڑی رہیں، یہاں تک کہ گل سڑ گئیں۔ اتفاقاً وہاں حزقیل علیہ السلام کا وہاں گزر ہوا۔ آپ نے دُعا کی تو یہ تمام لوگ زندہ ہوگئے۔ انہیں ذوالکفل علیہ السلام بھی کہتے ہیں۔ آپ نے ان لوگوں کی ہڈیوں کو بکھرا دیکھ کر تعجب کیا اور اللہ تعالیٰ سے دُعا کی مولا کریم ان کو زندہ فرمادے۔ وحی آئی انہیں آپ پکاریں۔ چنانچہ آپ نے پکارا اے ہڈیو! جمع ہو جاؤ، تو وہ تمام جمع ہوگئیں۔ پھر آواز دی گلے سڑے جسمو! گوشت اور کھال پہن لو، تو ایسا ہی ہوگیا۔ پھر آواز دی اے مردو! رب تعالیٰ کے حکم سے اُٹھ کھڑے ہو۔ تو وہ سارے کے سارے سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ پڑھتے ہوئے اُٹھ کھڑے ہوئے اور یہ لوگ کئی سال زندہ رہے، مگر ان کے چہرے مردوں کے سے تھے، ان سے اولاد بھی پیدا ہوئی، تو اولاد میں معمولی سی بو تھی۔ (روح البیان ج ا ص ۲۵۶، تفسیر مظہری ج ا)

حضرات محترم! میں نے سرکارِ بغداد شہباز لامکانی سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی پانچ کرامتیں بیان کی ہیں، جن میں مردے زندہ کرنے کا بیان ہے اور ان کرامتوں پر قرآنِ مقدس کی چھ آیتوں سے دلیلیں پیش کیں۔

۱۔ حضرت عزیر علیہ السلام اور ان کے دراز گوش کا بلا واسطہ زندہ کرنا۔

۲۔ سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کا چار پرندوں کو ذبح کرکے پہاڑوں پر ڈالنا اور آواز دے کر انہیں زندہ کرنا۔

۳۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مٹی کی مُورت بنا کر پھونک مارنا اور گارے کی چڑیا بن جانا اور مُردوں کو زندہ کرنا۔

۴۔ جبرائیل امین علیہ السلام کی گھوڑی کے پاؤں کی مٹی سے سامری کے بچھڑے کا آواز نکالنا۔

۵۔ بنی اسرائیل کے ولی اللہ کی گائے کے پہلو سے مردے کا زندہ ہونا۔

معلوم ہوا اللہ تعالیٰ کبھی بلا واسطہ مردے زندہ کرتا ہے اور کبھی اپنی قدرت کو کسی واسطے سے ظاہر فرماتا ہے، جیسے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آواز کے ذریعے پرندوں کو زندہ فرمایا اور حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی پھونک کے ذریعے مٹی کی مورت کو جان دے دی اور مُردوں کو بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ذریعے زندہ فرمایا۔ اور سامری کے بچھڑے کو جبریل علیہ السلام کی گھوڑی کے پاؤں کی مٹی کے ذریعے زندہ فرمایا اور بنی اسرائیل کے ولی اللہ کی ذبح کی ہوئی گائے کے پہلو کے ذریعے مردے کو زندہ کرنا اور اور حضرت حزقیل علیہ السلام کے ذریعے ہزاروں مُردوں کو زندہ کرنا، یہ سب بلواسطہ ہے۔

تو معلوم ہوا اللہ تعالیٰ کبھی بلا واسطہ اور کبھی کسی اپنے بندے کے ذریعے اس کی شان بلند کرنے کے لیے مردے کو زندہ فرماتا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے ولی اللہ کو عزت و شان عطا فرماتے ہوئے گائے کے ایک پہلو سے مردہ کو زندہ کر دیا، تو غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے ذریعے جب اللہ تعالیٰ نے انہیں شان و منزلت عطا فرمائی، تو ان کے ذریعے اگر مردہ زندہ ہو جائے یا بڑھیا کا بیڑا پار ہو جائے تو اس میں کیا شک ہے۔ تو یوں کہا جا سکتا ہے اللہ اپنی قدرت کو کبھی ابراہیم علیہ السلام کے ذریعے، کبھی عیسیٰ علیہ السلام کے ذریعے، کبھی جبرائیل امین علیہ السلام کی سواری کے پاؤں کی مٹی کے ذریعے کبھی حزقیل علیہ السلام کے ذریعے اور کبھی اپنے ولی کی گائے کے ایک پہلو کے ذریعے اور کبھی امتِ مصطفےٰ علیہ السلام کے ولیوں کے سردار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذریعے مُردوں کو زندہ فرماتا ہے، قادر اللہ ہے، قدرت اللہ کی ہے مگر وہ جب چاہے جیسے چاہے اپنی قدرت کو ظاہر فرمائے، جو لوگ غوث پاک رضی اللہ عنہ کی کرامت کا انکار کرتے ہیں اور طرح طرح کے اعتراض کرتے ہیں، وہ حقیقتاً خدا تعالیٰ کی قدرت کے منکر ہیں۔ اللہ تعالیٰ سمجھنے اور ادب کرنے کی توفیق عطا کرے۔ آمین، وما علینا الا البلاغ۔

غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی دستگیری

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَھُمْ رٰکِعُوْنَ ۝

(سورۃ المائدہ، آیت ۵۵، پ ٦)

ترجمہ کنزالایمان: "تمہارے دوست نہیں، مگر اللہ اور اُس کا رسول ایمان والے کہ نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ کے حضور جھکے ہوتے ہیں۔"

حضراتِ محترم! اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے ایمان والو! تمہارا ولی یعنی مددگار (دستگیر) اللہ تبارک و تعالیٰ ہے، اُس کا رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) ہے اور وہ مومن لوگ ہیں جو زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جھکے رہتے ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کے ایسے بندوں میں جن کی صفت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے لوگو! وہ تمہارے ولی ہیں، تمہارے مددگار ہیں اور تمہارے دستگیر ہیں، اُن بندوں میں ایک بہت ہی نمایاں بزرگ ہستی حضرت میراں محی الدین سیدنا غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہے جنہوں نے اپنی حیات ظاہری میں بھی بیکسوں، بیچاروں اور بے سہاروں کی دستگیری فرمائی اور حیات ظاہری کے بعد برزخی زندگی میں بھی بے چاروں کے چارہ، بے سہاروں کے سہارا، بیکسوں کے

کس اور بے بسوں کے بس بنے ہوتے ہیں۔ آج کے خطبہ میں حضور غوث اعظم
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شانِ دستگیری کے متعلق کچھ عرض کیا جائے گا۔

برادرانِ اسلام! اس سے پہلے حضور غوث اعظم قدس سرہ العزیز کی ان کرامات کا ذکر ہوا، جن کے ذریعے آپ نے مُردوں کو زندہ کیا۔ اب ان کرامات کا ذکر کیا جاتا ہے، جن میں آپ کا مشکلات سے نجات دلانے کا ذکر ہے۔ آپ ارشاد فرماتے ہیں:

مَنِ اسْتَغَاثَ بِیْ فِیْ کُرْبَةٍ کُشِفَتْ عَنْهُ وَمَنْ نَادَانِیْ بِاسْمِیْ فِیْ
شِدَّةٍ فُرِّجَتْ عَنْهُ وَمَنْ تَوَسَّلَ اِلَی اللّٰهِ بِیْ فِیْ حَاجَةٍ قُضِیَتْ حَاجَتُهٗ

(قلائد الجواہر ص۳، اخبار الاخیار فارسی ص۲۶،
تفریح الخاطر ص۵۶، سفینۃ الاولیاء ص۴۷)

ترجمہ: جو کوئی مجھ سے مصیبت میں فریاد کرے یا مجھ کو پکارے، تو میں اُس کی مصیبت کو دُور کروں گا اور جو کوئی میرے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجت طلب کرے گا، تو اللہ تعالیٰ اس کی حاجت کو پورا کردے گا۔

اور آپ ارشاد فرماتے ہیں:

وَعِزَّةِ رَبِّیْ وَجَلَالِہٖ اِنَّ یَدِیْ عَلٰی مُرِیْدِیْ کَالسَّمَاءِ
عَلَی الْاَرْضِ (بہجۃ الاسرار ص۱۰۱، قلائد الجواہر ص۱۵)

ترجمہ: مجھے پروردگار کی قسم اور جلال کی قسم! بے شک میرا ہاتھ اپنے مریدوں پر ایسا ہے، جس طرح آسمان زمین پر چھایا ہوا ہے ——— اور ایک جگہ یوں ارشاد فرمایا:

وَلَوِ انْکَشَفَتْ عَوْرَةُ مُرِیْدِیْ بِالْمَشْرِقِ وَاَنَا بِالْمَغْرِبِ
لَسَتَرْتُهَا۔ (قلائد الجواہر ص۱۶، بہجۃ الاسرار ص۹۹)

ترجمہ: "اگر میرا مرید مشرق میں ہو اور اُس کا ستر کھل جائے اور میں مغرب میں ہوں، تو میں اُس کا ستر ڈھانپ دوں گا۔"

۵
اسیروں کے مشکل کشا غوث اعظم
فقیروں کے حاجت روا غوث اعظم
تیرا نام لے کر جو نعرہ لگایا
مہم سر ہوئی ایک دم غوث اعظم (رضی اللہ عنہ)

اب سرکارِ بغداد پیرانِ پیر دستگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وہ کرامات ملاحظہ فرمائیں، جن میں آپ کے دستگیر ہونے کا ذکر ہے۔

قافلے کی فریادرسی

حضرت شیخ ابو عمر عثمان صریفینی اور حضرت ابو محمد عبدالحق الحریمی سے روایت ہے کہ ہم صفر ۵۵۵ھ کو حضرت کے مدرسہ میں حاضر تھے کہ اُس وقت آپ نے اپنی کھڑاؤں پہنی اور وضو فرمایا۔ وضو فرما کر دو رکعت نماز (نفل) ادا فرمائی ——— اور نماز سے فارغ ہوتے ہی آپ نے آواز بلند کرتے ہوئے ایک کھڑاؤں کو ہوا میں پھینک دیا۔ اس کے بعد دُوسری کھڑاؤں کو بھی ہوا میں پھینک دیا اور دونوں کھڑائیں ہماری نظروں سے غائب ہوگئیں۔ آپ اس وقت جلال میں تھے، اس لیے کسی کو یہ جرأت نہ ہوئی کہ اس کی وجہ دریافت کرے۔ تین دن بعد ایک قافلہ بغداد شریف پہنچا اور کہنے لگا کہ ہم نے غوث اعظم (رضی اللہ عنہ) کی خدمت میں تحائف اور نذرانے پیش کرنے ہیں۔ ہم نے قافلے کے اندر جانے کی اجازت طلب کی۔ آپ نے اجازت عنایت فرما دی اور ارشاد فرمایا جو کچھ ان سے نذرانہ ملے، وہ لے لو۔ قافلے کے کے اندر حاضر ہوا تو انہوں نے ریشمی، اُونی کپڑے، کچھ سونا وغیرہ اور آپ کی وہ کھڑائیں جن کو آپ نے ہوا میں پھینکا تھا، وہ دیں۔ باہر آکر ہم نے ان سے دریافت کیا کہ یہ کھڑائیں تمہیں کہاں سے ملیں؟ تو انہوں نے بیان کیا کہ ہم سفر پر جا رہے تھے کہ راستے میں عرب ڈاکوؤں نے ہم کو لوٹ لیا اور ہمارے قافلے کے بہت سے

افراد کو بھی قتل کر دیا اور ڈاکو ہمارا مال ایک طرف لے جا کر آپس میں تقسیم کرنے لگے تو ہم نے اس وقت منت مانی کہ اگر خدا تعالیٰ کے فضل سے اس مصیبت سے نجات پا گئے تو اپنے مال میں سے آپ کی نذر پیش کریں گے۔ ابھی یہ کہہ رہے تھے کہ دو آوازیں سُنائی دیں کہ سارا بیابان گونج اُٹھا اور وہ ڈاکو بھی ہیبت زدہ ہو گئے۔ ہم نے سمجھا کوئی شخص آ رہا ہے، جو ان ڈاکوؤں سے مال چھین کر لے جائے گا، اتنے میں وہ ڈاکو ہمارے پاس آئے اور کہنے لگے آؤ تم اپنا مال اُٹھا لو اور دیکھو ہمارا کیا حال ہوا ہے؟ ہم وہاں پہنچے تو ڈاکوؤں کے دونوں سرداروں کو مُردہ پایا اور ہر ایک کے پاس پانی سے تر ایک ایک کھڑاؤں پڑی تھی۔ ہم نے اپنا مال واپس لے لیا اور حضرت کی کھڑاؤں بھی ساتھ لے آئے۔ (قلائد الجواہر ص ۶۸—۶۹، نزہتہ الخاطر ص ۶۰، سفینۃ الاولیاء ص ۷۳، تحفہ قادریہ ص ۴۸)

؎ جب پُکارا شہنشاہِ بغداد کو — آئے چشم زدن میں وہ امداد کو
حل مشکل مُریدوں کی آ کر کریں — کس قدر میرے آقا کا احسان ہے

مُریدنی کی فریادرسی ایک عورت حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرید ہو گئی۔ اس پر ایک فاسق شخص عاشق ہو گیا۔ ایک دن وہ عورت کسی حاجت کے لیے پہاڑ کے غار کی طرف گئی تو وہ فاسق بھی اس کے پیچھے ہو لیا، یہاں تک کہ اُس کو پکڑ لیا اور اس کی وہ عصمت دری کرنا چاہتا تھا، تو اس عورت نے بارگاہِ غوثیت میں یوں فریاد کی:

اَلْغِیَاثُ یَا غَوْثِ اَعْظَمُ۔ اَلْغِیَاثُ یَا غَوْثَ الثَّقَلَیْنِ۔
اَلْغِیَاثُ یَا سَیِّدِیْ عَبْدَالْقَادِرِ اَلْغِیَاثُ یَا شَیْخُ مُحْیِ الدِّیْنِ۔

حضرت اس وقت مدرسہ میں وضو فرما رہے تھے۔ آپ نے اپنی کھڑاؤں کو غار کی طرف پھینکا اور فرمایا: وَصَلَ النَّعْلَیْنِ اِلٰی رَاْسِہٖ وَصَارَ یَقْرَعَانِ

رَاْسَہٗ، حَتّٰی مَاتَ" وہ کھڑائیں اس فاسق کے سر پر لگنی شروع ہو گئیں، یہاں تک کہ وہ مر گیا اور وہ عورت آپ کی کھڑائیں لے کر حاضرِ خدمت ہوئی، اور یہ سارا واقعہ حاضرینِ محفل کو سنایا۔ (تفریح الخاطر ص ۳۷)

؎ مشکل وقت آ دے جس ویلے پیر کرے نگرانی
رب جہاں نوں غوث ملایا سید قطب ربانی

؎ غوث آیا اے مشکل کشائی لئی — نہیں اک لئی ساری خدائی لئی

تاجر کی فریادرسی حضور غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فریادرسی کے بارے میں ایک واقعہ ملاحظہ فرمائیں:

حضرت شیخ عبداللہ جبائی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمدان میں ایک شخص جس کا نام ظریف تھا، میری ملاقات ہوئی۔ یہ دمشق کا رہنے والا تھا۔ اس نے مجھ سے یہ واقعہ بیان کیا کہ نیشاپور کے راستہ میں بشر المقرفی سے میری ملاقات ہوئی۔ یہ شکر لادے ہوئے چودہ اُونٹوں پر جا رہا تھا۔ انہوں نے مجھ سے بیان کیا کہ ہمیں راستہ میں ایک بیابان جنگل میں اترنے کا اتفاق ہوا۔ یہ جنگل بہت خوفناک تھا اور وہاں ٹھہرنا بہت مشکل تھا۔ جب پہلی رات کو اونٹ لادے جا چکے، تو اُن میں سے میرے چار اونٹ گم ہو گئے۔ میں نے ہر چند ان کو تلاش کیا، مگر کچھ پتہ نہ چلا اور میں قافلہ سے جدا ہو گیا اور شتربان بھی میرے ساتھ رہ گیا۔ پھر جب صبح ہوئی، تو میں نے حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کو پکارا، کیونکہ آپ نے مجھ سے فرمایا ہوا تھا: اِنْ وَقَعْتَ فِیْ شِدَّۃٍ فَنَادِنِیْ۔ جب تم کو کوئی مشکل پیش آئے تو تم مجھے پکارنا۔ فَاِنَّہَا کُشِفَتْ عَنْکَ۔ تمہاری مشکل حل ہو جائے گی۔ جب میں نے پکارا: یا شیخ سید عبدالقادر جیلانی (رضی اللہ عنہ) میرے اونٹ کہاں چلے

گئے ہیں اور میں صبح تک ان کو تلاش کرتا رہا، مگر کہیں پتہ نہ چلا اور میں قافلہ سے بھی جُدا ہو گیا ہوں۔ اس فریاد کے بعد مجھے ایک شخص ٹیلے پر دکھائی دیا جو سفید لباس پہنے ہوئے تھا، اُس نے مجھے ہاتھ سے ایک طرف اشارہ کر کے ارشاد فرمایا: پھر جب میں نے اس ٹیلے پر چڑھ کر دیکھا، تو وہ آدمی مجھے نظر نہ آیا اور ٹیلے کے دامن میں مجھے اپنے اونٹ بیٹھے دکھائی دیئے، ان پر بوجھ اسی طرح لدا ہوا تھا، ہم نے اُن کو پکڑ لیا اور قافلے سے جا ملے۔
(قلائد الجواہر صـ۶۸، تفریح الخاطر صـ۳۷، تحفہ قادریہ صـ۴۷)

سو کھا خاص مریدا نہاں دا نہ دل غم حیرانی
جس بندے نہ دلوں بھُلایا سیّد قطب ربانی

ہے مُریدی لاتخف جب اذنِ عام غوث پاک
کیوں نہ ہوں آزاد دوزخ سے غلامِ غوث پاک

دلا مت رو غلام تو محی الدّین جیلی کا!
مُریدی لاتخف بس ہے سہارا ہر دو کون میں

فریاد رسی پر ثبوت

علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ شارح مُسلم شریف ایسا ہی ایک واقعہ ان الفاظ میں بیان فرماتے ہیں کہ مجھ سے ایک بہت بڑے شیخ نے اپنا واقعہ بیان کیا کہ میری خچر بھاگ گئی اور مجھے یہ حدیث شریف یاد آگئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے اگر کسی کا جانور جنگل میں بھاگ جائے تو اُسے چاہیے کہ وہ یُوں پکار کر کہے، یَاعِبَادَاللّٰہِ اَعِیْنُوْنِیْ "اے اللہ کے بندو میری مدد کرو۔" تو میں نے فوراً یُوں ہی پکارا، تو اللہ تعالیٰ نے اس خچر کو اسی وقت روک لیا۔ اس کے بعد علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ اپنا واقعہ بیان

فرماتے ہیں کہ میں ایک جماعت کے ساتھ جا رہا تھا کہ ہمارا چوپایہ بھاگ گیا ہم اس کو پکڑنے سے عاجز آگئے، تو میں نے بھی یوں ہی پکارا، اَعِیْنُوْنِیْ یَاعِبَادَ اللّٰہِ تو چوپایہ فوراً رُک گیا اور وہ ہم کو مل گیا۔ اس پکارنے کے سوا ہم نے کچھ بھی نہیں کیا۔ (کتاب الاذکار صـ۲۰۱)

سرکار بغداد حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:

مُرِیْدِیْ لَاتَخَفْ وَاشٍ فَاِنِّیْ
عَزُوْمٌ قَاتِلٌ عِنْدَ الْقِتَالِ

"اے مُرید! کسی بھی خطرناک دشمن کا خوف نہ کرو، کیونکہ میں بہت صاحبِ ہمت ہوں، بہادر ہوں اور دشمن سے تیرے مقابلے کے وقت میں اس کو قتل کر دوں گا۔"

اب ان واقعات پر چند ایک اعتراضات وارد ہوتے ہیں، جن کے جوابات ماہِ صفر کے حصے میں گزر چکے ہیں، اس لیے دوبارہ ذکر کرنا مناسب نہیں، البتہ جو لوگ اعتراض کرتے ہیں، اِن سے گزارش ہے کہ اپنا منہ اپنے ہی آئینہ میں دیکھ لیں۔

مولوی انور شاہ کشمیری فیض الباری میں لکھتے ہیں:

فَاعْلَمْ اِنَّ الْوَظِیْفَۃَ الْمَشْھُوْرَۃَ یَاشَیْخ سَیِّدْ عَبْدَالْقَادِرْ جِیْلَانِیْ شَیْئًا لِلّٰہِ اِنْ حَمَلْنَاھَا عَلَی الْجَوَازِ (فیض الباری جـ۲ صـ۲۶۶)

جان لو کہ وظیفہ مشہور یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ (اے شیخ عبدالقادر جیلانی اللہ کے لئے مدد فرمائیں) اس کو ہم نے جائز قرار دیا ہے)

بانی دیوبند کا قول

مولوی رشید احمد گنگوہی، حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ سے استمداد کے بارے میں یُوں لکھتے ہیں، جو محض ان کلمات (یا شیخ سید عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ) میں اثر جان کر پڑھتا ہے، وہ کافر و مشرک نہ ہوگا اور جو شیخ عبدالقادر جیلانی

قدس سرہ العزیز کو متصرّف بالذّات اور عالم بذاتِ خود جان کر پڑھے گا، وہ کافر و مشرک ہے اور اس عقیدہ سے پڑھنا کہ شیخ عبدالقادر جیلانی کو حق تعالیٰ اطلاع کر دیتا ہے اور باذنہٖ تعالیٰ الشیخ حاجت براری کر دیتے ہیں، یہ بھی مشرک نہ ہوگا۔ (فتاویٰ رشیدیہ کامل ص۷۲)

حضرات گرامی! اہلِ سُنّت وجماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ ولی اللہ ذاتی طور پر کچھ بھی نہیں کر سکتے اور جو شخص ولی اللہ یا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو متصرّف بالذّات جانے، وہ ہمارے نزدیک دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ متصرّف حقیقی ہے۔ دیتا اللہ تعالیٰ ہے، مگر اپنے بندوں کے ذریعے اور وسیلے سے دیتا ہے۔

مجدّدِ دیوبند کا قول

مولوی اشرف علی تھانوی صاحب لکھتے ہیں: یا شیخ سید عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ پڑھنے کی صحیح العقیدہ سلیم الفہم کے لیے جواز کی گنجائش ہو سکتی ہے۔ (فتاویٰ اشرفیہ ج۱، ص۶، امدادالفتاویٰ ج۱، ص۹۴)

معلوم ہوا اہلِ سُنّت وجماعت کا عقیدہ صحیح ہے اور ہیں بھی یہ عقلمند، لہٰذا عقلمند اور صحیح عقیدہ والے تو ہمیشہ پڑھتے ہی ہیں یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ اور جس کا عقیدہ یا عقل خراب ہے، وہ شرک و کفر کے فتوے لگاتا ہے اور پڑھنے سے منع کرتا ہے۔ مولوی اشرف علی تھانوی، مولوی رشید احمد گنگوہی سے استغاثہ کرتے تھے اور استغاثہ (فریادرسی) کرتے ہوئے اس طرح لکھتے ہیں ؎

یَا سَیِّدِیْ لِلّٰہِ شَیْئًا اِنَّہٗ
اَنْتُمْ لِیَ الْمَجْدِیْ وَاِنِّیْ جَادِیْ (تذکرۃ الرشید ص۱۱۴)

ترجمہ: "میرے سردار خدا کے واسطے کچھ تو دیجیے، تم عطا کرنے والے ہو اور میں سوالی ہوں۔"

مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی کا استغاثہ اگر مولوی رشید احمد گنگوہی سے جائز ہے، تو پھر ہمارا استغاثہ حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فریادرسی کے لیے بھی جائز ہے۔

مولوی ذوالفقار علی دیوبندی کا استغاثہ

مولوی ذوالفقار علی دیوبندی نے حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں قصیدہ لکھا، جس میں اپنے پیر و مرشد کی خدمت میں عرض کرتے ہیں ؎

یَا مُرْشِدِیْ یَا مَوْئِلِیْ یَا مَفْزَعِیْ
یَا مَلْجَائِیْ فِیْ مَبْدَئِیْ وَمَعَادِیْ

(تذکرۃ الرشید کامل ج۱ - ص۱۱۴)

ترجمہ: "اے میرے مرشد، اے میری پناہ! اے میری گھبراہٹ کا سہارا، اور اے میری جائے پناہ دُنیا و آخرت میں۔

یَا سَیِّدِیْ لِلّٰہِ شَیْئًا اَنَّہٗ
اَنْتُمْ لِیَ الْمَجْدِیْ وَاِنِّیْ جَادِیْ (کراماتِ امدادیہ ص۲)

ترجمہ: "اے میرے سردار خدا کے واسطے مجھے کچھ عطا ہو، بیشک آپ دینے والے ہیں اور میں سائل ہوں۔"

مرشدِ دیوبند کا جہاز ترانا

ایک بار (مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی) اولیاء اللہ کی کرامات کا بیان فرما رہے تھے اُس میں یہ واقعہ بھی ارشاد فرمایا کہ یہاں تھانہ بھون میں ایک صاحب تھے حافظ عبدالقادر جو ہمارے حضرتِ حاجی صاحب کی خدمت میں رہا کرتے تھے، وہ بیان کرتے تھے کہ جب حضرت مولانا شیخ محمد صاحب حج کو تشریف لے گئے، تو اُن کا جہاز تباہی میں آگیا اور کافی عرصہ تک گردشِ طوفان میں رہا، محافظانِ جہاز نے بہت تدبیریں کیں، کوئی کارگر نہ ہوئی، آخر کار ناخدا نے پکار کر کہا: اے لوگو! اب اللہ تعالیٰ سے دُعا مانگو، یہ دُعا کا وقت ہے

تو مولانا شیخ محمد صاحب فرماتے تھے، میں اس وقت مراقب ہو کر ایک طرف بیٹھ گیا۔ ایک حالت طاری ہوئی اور معلوم ہوا کہ اس جہاز کے ایک گوشہ کو حاجی صاحب، اپنے کندھوں پر رکھے ہوئے اوپر کو اُٹھاتے ہوئے ہیں اور اُوپر اٹھا کر پانی کے اوپر سیدھا کر دیا اور جہاز بخوبی چلنے لگا۔ تمام لوگ بہت خوش ہوئے اور جہاز کی سلامتی کا چرچا ہوا۔ میں نے وہ وقت، دن، تاریخ اور مہینہ کتاب پر لکھ لیا ـــ جب تھانہ بھون واپسی ہوئی، تو اس تحریر کو دیکھا اور دریافت کیا، تو ایک خادم نے جو حضرت حاجی صاحب کی خدمت میں حاضر تھے، بیان کیا کہ بے شک فلاں وقت حاجی صاحب حجرہ سے باہر تشریف لائے اور اپنی لنگی بھیگی ہوئی مجھ کو دی۔ اور فرمایا کہ اس کو دھو کر صاف کر لو۔ اُس لنگی میں دریائے شور کی بو اور چکناہٹ معلوم ہوئی۔

(اضافات الیومیہ ج ۷، ص ۳۶۴)

اگر حاجی امداد اللہ صاحب جہاز کو اٹھا سکتے ہیں، تو سرکار بغداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اپنے غلاموں کی مدد فرما سکتے ہیں ـــ مزید معلومات کے لیے کنز الخطیب حصّہ دوم (ماہِ صفر) ملاحظہ فرمائیں)

دربارِ غوثیت میں بے موسمی پھل

حضرت شیخ ابوالعباس حقر بن عبداللہ الحسینی الموصلی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ ایک دن میں نے حضرت غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں خلیفہ مستنصر باللہ یوسفی عباسی کو دیکھا اور اُس نے حضرت کی خدمت میں عرض کیا: حضور والا! میں اطمینانِ قلب کے لیے آپ کی کوئی کرامت دیکھنا چاہتا ہوں۔ آپ نے ارشاد فرمایا تم کیا چاہتے ہو؟ ابو المظفرؒ نے عرض کیا: میں سیب چاہتا ہوں، اور عراق میں اس وقت سیب کا موسم نہ تھا۔ آپ نے اپنا ہاتھ مبارک ہوا میں پھیلایا تو دیکھا کہ آپ کے ہاتھ میں دو سیب ہیں۔ آپ نے ایک سیب ابو المظفر کو دیا

اور دوسرا اپنے پاس رکھ لیا۔ آپ نے اپنا سیب چیرا تو وہ سفید تھا اور کستوری کی سی خوشبو تھی ـ اور جب ابو المظفرؒ نے اپنا سیب چیرا تو اس میں سے کیڑا نکلا۔ خلیفہ نے پوچھا یہ کیا ماجرا ہے؟ کہ آپ کا سیب تو نہایت عمدہ ہے اور میرا خراب ہے ـ تو آپ نے فرمایا: اس سیب کو ظالم نے ہاتھ لگایا اس لیے اِس میں کیڑا پیدا ہو گیا۔ (بہجۃ الاسرار ص۱۶ قلائد الجواہر ص۶۵)

اب اس واقعہ پر اعتراض یہ ہوتا ہے کہ بے موسم سیب حضور غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس کہاں سے آ گیا؟ تو عرض یہ ہے کہ قرآن مجید میں ہے:

كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا

(سُورہ آل عمران، آیت ۳۷) ترجمہ: "جب زکریا (علیہ السّلام) اس کے پاس اس کی نماز پڑھنے کی جگہ جاتے ـ اس کے پاس نیا رزق پاتے ـ"

معلوم ہوا کہ مادر زاد ولیہ حضرت مریم علیہا السّلام کے پاس ان کے بچپن میں ہی بے موسم پھل جنّت سے آتے تھے۔ اگر سیدہ مریم جو کہ ولیہ تھیں ان کے پاس ہر وقت بے موسم پھل جنّت سے آتے تھے، تو سرکار بغداد جو اُمّت مصطفٰے علیہ السّلام کے ولیوں کے سردار ہیں، اُن کے پاس بے موسم آنے میں کیا شک ہو سکتا ہے؟

غوث اعظم کی دُعا سے نرینہ اولاد

ایک دفعہ ایک عورت حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئی اور عرض کی حضور والا! دُعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے اولاد عطا فرمائے۔ آپ نے مراقبہ میں مشاہدہ فرمایا کہ لوح محفوظ میں اس کی قسمت میں اولاد لکھی ہوئی نہیں تھی۔ تو آپ نے اللہ تعالیٰ سے دُعا کی کہ اے اللہ! اسے دو بیٹے عطا فرما تو ندا آئی کہ اس کے لیے تو لوحِ محفوظ میں ایک بیٹا بھی نہیں اور تم دو بیٹوں کا سوال کر رہے ہو۔ آپ نے عرض کیا،

یا اللہ! تین بیٹے عطا فرما، تو وہی جواب ملا۔ پھر آپ نے چار بیٹوں کا سوال کیا، تو جواب وہی ملا، تو آپ نے پانچ بیٹوں کے لیے سوال کیا تو جواب وہی ملا پھر آپ نے چھ بیٹوں کا سوال کیا، مگر جواب وہی ملا۔ پھر آپ نے سات بیٹوں کا سوال کیا تو ندا آئی اے غوث اتنا ہی کافی ہے اور یہ بشارت دی گئی:

بِاِعْطَاءِ اللّٰہِ لَہَا سَبْعَۃَ اَوْلَادًا ذُکُوْرًا۔ (تفریح الخاطر ص ۲۲)

؎ طلب کا منہ کس قابل ہے یا غوث
مگر تیرا کرم کامل ہے یا غوث (اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ)

؎ نگاہِ ولی میں وہ تاثیر دیکھی بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

اس واقعہ کی دلیل قرآن پاک میں یوں ہے:

هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهٗ قَالَ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً (سورہ آل عمران، آیت ۳۸)

ترجمہ: یہاں پکارا زکریا نے اپنے رب کو بولا اے میرے رب مجھے دے اپنے پاس سے ستھری اولاد۔

حضرت زکریا علیہ السلام کی دعا کے جواب میں فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيٰى (آل عمران، آیت ۳۹)

ترجمہ "بیشک اللہ آپ کو مژدہ (خوشخبری) دیتا ہے یحییٰ کا۔"

مفسرین کرام فرماتے ہیں، اس وقت حضرت زکریا علیہ السلام کی عمر ایک سو بیس سال کی تھی اور اُن کی بیوی کی عمر اٹھانوے ۹۸ سال کی تھی۔ (تفسیر مظہری زیر آیت)

حضراتِ محترم! معلوم ہوا ولی اللہ کے پاس لوگوں کی حاجت اور دعا قبول ہوتی ہے۔ اگر ولی کا قرب قبولیتِ دعا کا ذریعہ ہے تو جب خود ولی اللہ دعا کرے تو اُس کی قبولیت میں کیا شک ہو سکتا ہے؟ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے:

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ رُبَّ اَشْعَثَ مَدْفُوْعٍ بِالْاَبْوَابِ لَوْ اَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَاَبَرَّهٗ (مشکوٰۃ)

ترجمہ "حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بہت سے لوگ پراگندہ (بکھرے ہوئے) بالوں والے ایسے ہیں کہ اگر اللہ کی قسم کھا لیں، تو اللہ اُن کی بات پوری کر دیتا ہے۔"

اور حدیث قدسی میں ہے: وَاِنْ سَاَلَنِیْ لَاُعْطِيَنَّهٗ۔

ترجمہ: "اگر میرا بندہ مجھ سے سوال کرے تو میں عطا کر دیتا ہوں۔"

تو معلوم ہوا ولی اللہ کے قرب میں دعا قبول ہوتی ہے اور اگر ولی اللہ قسم کر لیں تو اللہ تعالیٰ اُن کی قسم پوری کر دیتا ہے اور اگر اللہ تعالیٰ سے سوال کریں، تو اللہ تعالیٰ اُن کے سوال پر ان کو عطا کر دیتا ہے۔

حضرت زکریا علیہ السلام نے نامعلوم کتنی دعائیں مانگی ہوں گی، مگر جب حضرت مریم کے پاس کھڑے ہو کر دعا کی تو وہ دعا قبول ہو گئی اور جناب یحییٰ علیہ السلام کو بشارت ملی۔ اگر ہر ولی کی دعا قابلِ قبولیت ہے، تو پھر غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کی دعا کی قبولیت میں کیا شک ہو سکتا ہے؟ اب اگر یہ سوال پیدا ہو کہ جب اس عورت کے نصیب میں اولاد نہ تھی، تو حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے تقدیر کو کیسے بدل دیا؟ اس کا جواب سنیے: حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

يَرُدُّ الْقَضَاءَ اِلَّا الدُّعَاءُ — قضا کو نہیں ٹالتی، مگر دعا۔

اور قضا کی اقسام کا ذکر گزر چکا ہے۔ جب قضا کو دعا ٹال دیتی ہے تو حضرت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعا سے اللہ تعالیٰ نے اُس عورت کو سات بچے عطا فرمائے۔

Scanned with CamScanner

مجدّدِ دیوبند کی پیدائش

مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی ایک ولی اللہ کی دُعا سے پیدا ہونے کا اعتراف کرتے ہیں۔ تھانوی صاحب لکھتے ہیں:

میں ایک مجذوب کی دُعا سے پیدا ہوا ہوں، جن کا نام حافظ غلام مرتضیٰ صاحب ہے۔ ان سے کہا گیا تھا کہ اس لڑکی یعنی میری والدہ کی اولاد زندہ نہیں رہتی۔ فرمایا کہ عمر و علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی کھینچا تانی میں ٹوٹ جاتی ہے، اب جو اولاد ہو علی کے سپرد کر دینا، اس کو کوئی نہیں سمجھا، میری والدہ جن کی نسبت سُنا کہ صاحبِ ذوق تھیں، سمجھ گئیں اور کہنے لگیں کہ باپ فاروقی ہیں اور ماں علوی ہیں اور نام بچوں کے والد کے نام پر رکھے جاتے ہیں۔ اب جو اولاد ہو ماں کے خاندان پر نام رکھو۔ یعنی اس میں لفظ علی ہو۔ خوش ہوتے اور فرمایا یہ لڑکی بڑی ذہین ہے۔ عرض کیا کہ پھر آپ ہی نام رکھ دیجئے۔ فرمایا کہ دو لڑکے ہوں گے۔ ایک کا نام اشرف علی خان رکھنا اور دوسرے کا اکبر علی خان۔ عرض کیا گیا کیا آپ پٹھان ہیں؟ فرمایا: ہاں ہاں ایک کا نام اشرف علی رکھنا اور دوسرے کا اکبر علی رکھنا۔ ایک ہمارا ہوگا، وہ حافظ اور مولوی ہوگا اور ایک دُنیا دار ہوگا۔ پھر ہم دونوں بھائی پیدا ہوئے۔ (افاضات الیومیہ ص ۲۰ ج ۱ سوانح اشرف ص)

معذور کی شفایابی

ایک دفعہ بغداد شریف کے ایک تاجر نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کو دعوت کی درخواست کی۔ آپ نے مراقبہ فرما کر دعوت کو قبول فرمالیا۔ اس دعوت میں شہر کے تمام علماء و مشائخ موجود تھے۔ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے درمیان جا بیٹھے۔ دستر خوان بچھا دیا گیا اور اس پر طرح طرح کے کھانے رکھ دیئے گئے اور اب ایک بڑا اور سر بمہر مٹکا لایا گیا اور دستر خوان کے درمیان رکھ دیا گیا۔

اس وقت سرکار بغداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ عالم محویت و استغراق میں تھے۔ تھوڑی دیر بعد سر اٹھایا اور مٹکا سامنے منگوایا۔ اس مٹکے کے کھولنے پر لوگ حیران رہ گئے اس لیے کہ اس میں سوداگر کا ایک لڑکا بند تھا جو کہ مادر زاد اندھا اور مجذوم و مفلوج تھا۔ سرکار بغداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھتے ہی فرمایا: اے لڑکے! تو ابھی اللہ تعالیٰ کے حکم سے اُٹھ اور تندرست ہو کر میرے سامنے کھڑا ہو جا۔ آپ کے ان الفاظ کے فرماتے ہی وہ لڑکا بالکل تندرست ہو کر کھڑا ہو گیا۔
(بہجۃ الاسرار ص ۶۳، نزہۃ الخاطر الفاطر ص ۵۷، نفحات الانس ص ۳۶۱)

؎ وَلَوْ اَلْقَيْتُ سِرِّیْ فَوْقَ نَارٍ
لَخَمِدَتْ وَانْطَفَتْ مِنْ سِرِّ حَالٍ

ترجمہ: اور اگر میں اپنا راز آگ پر ظاہر کر دوں، تو وہ میرے حال کی عظمت سے بُجھ جائے اور اپنی روشنی و حرارت سے محروم ہو جائے۔

؎ یا غوث اعظم نورِ ہدیٰ مختارِ نبی، مُختارِ خُدا
سُلطانِ دو عالم قطبِ علیٰ حیراں زِ جلالت ارض و سما

رافضی تائب ہوگیا

اس واقعہ جیسا ایک اور واقعہ ملاحظہ فرمائیں۔ حضرت شیخ ابو الحسن قرشی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ۵۵۹ھ کا واقعہ ہے کہ رافضیوں کی ایک جماعت دو ٹوکرے لے کر جن کا منہ بند کیا ہوا تھا، آپ کی خدمت میں آئی اور آپ سے پوچھا بتائیں ان میں کیا چیز ہے؟ آپ نے ایک ٹوکرے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا اس میں ایک بچہ ہے جو اپاہج ہے۔ آپ نے اپنے صاحبزادے عبد الرزاق قدس سرہ العزیز کو حکم دیا کہ اس ٹوکرے کا منہ کھولو۔ جب کھولا تو اُس میں سے اپاہج بچہ تھا۔ آپ نے اپنے دستِ مبارک سے اُس کو اٹھا کر فرمایا: اللہ کے حکم اُٹھ کھڑا ہو۔

تو وہ فوراً اُٹھ کھڑا ہوا - پھر آپ نے دوسرے ٹوکرے پر ہاتھ مبارک رکھ کر ارشاد فرمایا اس میں تندرست بچہ ہے، اس ٹوکرے کا منہ کھول کر بچے کو حکم فرمایا کہ باہر نکل کر بیٹھ جا، تو وہ آپ کے حکم سے باہر نکل کر بیٹھ گیا اور آپ کی یہ کرامت دیکھ کر تمام رافضی تائب ہو گئے (جامع کرامات اولیاء اللہ ص۲۰۳، قلائد الجواہر ص۳۰، نفحات الانس فارسی ص۶۱۴، نزہۃ الخاطر الفاطر ص۵۸، بہجۃ الاسرار ص۶۳)

غوثاں قطباں دے سر میراں قدم مبارک دھریا
جو دربار اُنہاں دے آیا، خالی بھانڈا بھریا

مرضِ استسقاء سے شفا

اسی طرح کا ایک اور واقعہ پڑھیے: ایک مرتبہ خلیفہ مستنصر باللہ کے عزیزوں میں سے ایک شخص مرضِ استسقاء کا مریض تھا، اس کو دربارِ غوث میں حاضر کیا گیا۔ اس کا پیٹ مرضِ استسقاء کی وجہ سے بہت بڑھ گیا تھا، تو آپ نے اُس کے پیٹ پر ہاتھ پھیرا، تو اُس کا پیٹ چھوٹا ہو گیا، گویا کہ وہ کبھی بیمار ہی نہیں ہوا۔
(قلائد الجواہر ص۳۴، بہجۃ الاسرار ص۷۸)

نیست در دو جہاں ملجا تے من جز در گہت
الکرم یا باز اشہب، الکرم یا محی الدین
ہر مشکل دی کنجی یارو مرداں دے ہتھ آئی
مرد نگاہ کرن جس ویلے مشکل رہے نہ کائی

بخار جاتا رہا

ایک مرتبہ حضرت ابوالمعالی احمد البغدادی الحنبلی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمتِ عالیہ میں حاضر ہو کر عرض کیا حضور! میرے بیٹے محمد کو سوا سال سے بخار آ رہا ہے، وہ کسی طرح نہیں اُترتا۔ آپ نے فرمایا کہ تم اس کے کان میں

جا کر کہو کہ اے بخار تجھے شیخ عبد القادر جیلانی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا حکم ہے کہ میرے لڑکے سے دُور ہو کر حلہ (ایک گاؤں کا نام) میں چلے جاؤ۔ پھر جب کئی سالوں بعد اِس سے اُس کے بچے کا حال دریافت کیا گیا، تو انہوں نے بتایا، جس طرح سرکار نے مجھے حکم دیا تھا، اسی طرح میں نے اس کے کان میں کہہ دیا۔ اس کے بعد اس بچے کو بخار نہیں چڑھا اور یہ بھی بتایا کہ جب میں بغداد شریف جاتا ہوں، تو وہاں یہ خبر اکثر سنتا ہوں کہ اہل حلہ بخار میں مبتلا رہتے ہیں۔ (قلائد الجواہر ص۳۴، بہجۃ الاسرار ص۷۸، تحفہ قادریہ ص۶۹)

سگِ درگاہ میراں شو چوں خواہی قربِ ربانی
کہ بر شیراں شرف دارد سگِ درگاہ جیلانی
میں پاپی شرمندہ جھوٹھا بھریا نال گناہاں
ہکو آس تساڈے در دی ناں کوئی ہور پناہاں

سوال: ان چار کرامات پر اگر کوئی یوں اعتراض کرے کہ مادر زاد اندھے، اپاہج، بیمار، استسقاء والے اور بخار والے کو سرکارِ بغداد حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ نے کیسے تندرست کر دیا، جبکہ بیمار کو صحت و شفا دینا، نابینا کو بینائی دینا اور اپاہج کو طاقت دینا اللہ تعالیٰ کا کام ہے؟

تو عرض یہ ہے کہ قرآن مقدس میں ہے:

وَاُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ (سورۃ آل عمران، آیت ۴۹)

ترجمہ: "اور میں شفا دیتا ہوں مادر زاد اندھے اور سفید داغ والے کو۔"

یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اس قدر قوت و طاقت عطا فرمائی کہ آپ مادر زاد اندھوں کو ہاتھ پھیرتے تو انہیں بینائی حاصل ہو جاتی اور اگر برص کے داغ والے پر ہاتھ پھیرتے تو وہ تندرست ہو جاتا۔

Scanned with CamScanner

معلوم ہوا کہ بیمار کو شفایاب اللہ تعالیٰ کرتا ہے، مگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ اور وسیلے سے — قدرت اللہ تعالیٰ کی ہے، اس کا مظہر عیسیٰ علیہ السلام ہیں، میرے اور آپ کے آقا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ہاتھ مبارک کی شان یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تلوار ٹوٹ گئی۔ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوئے تو فَاَعْطَاهُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ عَسِیْبًا مِنْ نَخْلٍ فَرَجَعَ فِیْ یَدِهٖ سَیْفًا۔

(شفا شریف ج ا ص ۲۱۹، مدارج النبوۃ ص ۲۴۶)

ترجمہ: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے انہیں ایک کھجور کی ٹہنی دی، وہ اُن کے ہاتھ میں تلوار بن گئی اور ہر میدان میں اسی تلوار سے لڑتے رہے۔

حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھ پر تیر لگا، جس سے آنکھ رخسار پر ڈھلک گئی، اور آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں حاضر ہوئے، تو آپ نے آنکھ کو اپنے ہاتھ سے پکڑا اور اسے اپنے مقام پر رکھ دیا، تو اُس کی یہ آنکھ، دوسری آنکھ سے بھی زیادہ روشن ہو گئی (مواہب ص ا انوار محمدیہ ص ۲۹۶)

حضرت عبداللہ بن عتیک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ٹوٹی ہوئی پنڈلی پر ہاتھ پھیرا، تو وہ ایسے ہو گئی جیسے ٹوٹی ہی نہ تھی۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۵۳۱)

لکڑی کی تلوار بنانا، نکلی ہوئی آنکھ کو تندرستی عطا کرنا، ٹوٹی پنڈلی کو جوڑ دینا اور ہر بیمار کو شفا دینا اللہ تعالیٰ کی قدرت ہے، مگر اُس نے اپنی قدرت کو اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دست مبارک سے ظاہر فرمایا۔ تو معلوم ہوا قدرت اللہ تعالیٰ کی ہے، مگر وہ اپنی قدرت کو نبیوں اور ولیوں کے ہاتھ کے ذریعے ظاہر فرماتا ہے، اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے جمال کے مظہر حضرت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں، تو اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کو ان کے ہاتھ پر

ظاہر فرما کر بیماروں کو شفا عطا کر دی۔ سب کچھ دیتا اللہ ہے مگر نبیوں اور ولیوں کے وسیلے سے دیتا ہے، اس لیے یقیناً غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اللہ کریم کی دی ہوئی طاقت سے بیماروں کو صحت یاب کر دیا۔

اشرف علی تھانوی کا قول

مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی کی اپنی کتاب "اضافات الیومیہ" میں یوں روایت ہے، حضرت ابراہیم ادھم بلخی رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ جہاز میں سفر کر رہے تھے اس جہاز میں ایک رئیس بھی سوار تھا، اس کو تفریح کی ضرورت ہوئی۔ چند مسخرے ہمراہ تھے۔ اب تلاش ہوئی ایسا شخص ملے جس کو تختۂ مشق بنایا جائے تو تفریح مکمل ہو سو ایسی حقیر اور پست حالت میں حضرت ابراہیم ادھم بلخی رحمۃ اللہ علیہ ملے۔ انہوں نے ان ہی کو اپنے مذاق کا تختۂ مشق بنایا۔ یہ کچھ نہیں بولے۔ دیر ہو گئی تو غیرتِ خداوندی جوش میں آ گئی اور الہام ہوا کہ اے ابراہیم! اگر کہو تو ان سب کو ڈبو دوں؟ عرض کیا اے اللہ! ان کی آنکھیں نہیں، یہ مجھ کو جانتے نہیں، جیسے میری بد دعا ان کے حق میں فرما سکتے ہیں، ایسے ہی میری دعا ان کے حق میں قبول فرمالیجیے۔ میں دعا کرتا ہوں کہ ان کو صاحبِ بصیرت بنا دیجیے تاکہ مجھ کو پہچان سکیں۔ حضرت ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کی دعا قبول ہو گئی اور سب کے سب صاحبِ بصیرت ہو گئے اور قدموں میں جا پڑے صاحبِ نسبت ہو گئے۔ (اضافات الیومیہ ج ۴، ص ۳۵۸)

ایک اور واقعہ لکھتے ہیں: ایک نو عمر خاں صاحب یہاں پر آتے تھے۔ چند روز قیام کر کے وطن واپس روانہ ہو گئے، وطن پہنچ کر لکھا کہ مجھ میں کبر کا مرض ہے۔ میں نے ان کے اس زمانۂ قیام میں ان کی طبیعت اور عقل و فہم کا اندازہ کر لیا تھا، نہایت سلیم الطبع آدمی ہیں۔ میں نے لکھا تھا کہ اس ہی مضمون کو پانچ مرتبہ پانچ خطوط میں لکھ کر میرے پاس بھیج دو۔ ان شاء اللہ تعالیٰ مرض کا ازالہ ہو جائے گا۔

Scanned with CamScanner

چنانچہ پانچ مرتبہ لکھا بحمداللہ مرض کا ازالہ ہوگیا۔ (اضافات الیومیہ ج ۶ ص ۱۸۷)

ایک اور واقعہ یوں نقل ہے: ایک صاحب نے عرض کی میری بیوی ایک عرصہ سے بیمار ہے۔ حکیم صاحب کے علاج سے کوئی نفع نہیں ہوا۔ حضرت دعا فرمائیں اور کوئی عمل بتلاویں۔ فرمایا: دعا کرتا ہوں، مگر عامل نہیں ہوں۔ ہاں بزرگوں سے سنا ہے کہ حج کی نماز کے بعد اکتالیس بار الحمدللہ شریف پڑھ کر پانی پر دم کرکے مریض کو پلا دیا جائے تو امید نفع کی ہے۔ (اضافات الیومیہ ج ۵ ص ۲۹۶)

حضراتِ محترم! عرض یہ ہے کہ اگر بقول مولوی اشرف علی تھانوی، حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ گمراہوں کو بصیرت (دل کی آنکھ) عطا کرسکتے ہیں، تو حضور سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سوداگر کے لڑکے کو بصر (جسم کی آنکھ) عطا فرماسکتے ہیں۔ اگر دیوبند کے مجدد مولوی اشرف علی تھانوی خط کے ذریعے سے تکبر جیسی بیماری دور کرسکتے ہیں جو کہ تمام بیماریوں سے بڑی بیماری ہے، تو سرکارِ بغداد سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اپاہج پر ہاتھ پھیر کر تندرستی عطا کرسکتے ہیں، اور اگر خان کی بیوی مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی کے وظیفہ بتلانے اور سورۃ فاتحہ پڑھ کر پانی پر دم کرکے پلانے سے ٹھیک ہوسکتی ہے تو مرضِ استسقاء اور بخار بھی حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پھیرنے اور حکم دینے سے دور ہوسکتا ہے۔ اگر تمہارے بزرگ شفا دے سکتے ہیں، تو ہمارے غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی یقیناً باذن اللہ تعالیٰ بیماروں کو تندرستی عطا فرماسکتے ہیں۔

اوہدا لقب تے غوث الاعظم اے پر نام چہ اسم اعظم اے
سب ...... تے دکھڑے ٹل جاون اوہدے ناں چہ اینہاں تاثیراں نے
وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ ۝

غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا وصال

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰى سَيِّدِنَا وَنَبِيِّنَا وَرَسُوْلِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَوْلِيَآءِ اُمَّتِهٖ وَعُلَمَآءِ دِيْنِهٖ اَجْمَعِيْنَ ۝ اَمَّا بَعْدُ ط

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ط

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ط بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ۝ (بقرہ، آیت: ۱۵۴)

"اور جو خدا کی راہ میں مارے جائیں، انہیں مردہ نہ کہو، بلکہ وہ زندہ ہیں، ہاں تمہیں خبر نہیں۔"

اس آیت کریمہ میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے ان بندوں کی برزخی حیات کا تذکرہ کیا ہے، جو اُس کی راہ میں اپنی جانوں کے نذرانے پیش کر دیتے ہیں۔ راہِ خدا میں جہاد دو طرح کا ہے، ایک جہادِ اکبر اور ایک جہادِ اصغر۔ جہادِ اصغر یہ ہے کہ مومن، مسلمان بندہ کافر کے مقابلے میں لڑائی کے لیے نکلتا ہے اور اپنی جان قربان کر دیتا ہے۔ اور جہادِ اکبر یہ ہے کہ بندۂ مومن اپنے نفس کی سرکشی اور شیطان ابلیس کی خطرناک چالوں کے خلاف جہاد کرے۔ لہٰذا جو بندہ جہادِ اکبر کرتا ہوا مارا جاتا ہے وہ بھی خدا تعالیٰ کی راہ میں مارا جاتا ہے اور اللہ تبارک و تعالیٰ ایسے بندوں کو بھی عالمِ برزخ میں ایک شاندار زندگی عطا کرتا ہے اور اس زندگی میں وہ بندہ عالمِ دنیا

کی ذمہ داریوں سے بری ہوتا ہے۔

آج کے اس بیان میں سرکار بغداد حضور سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے وصال مبارک اور بعد از وصال آپ کے تصرفات و کمالات کا ذکر کیا جائے گا۔

حضرت غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وجود مسعود آپ کی ظاہری و باطنی کمالات اور تاثیر آپ کی زندہ کرامت تھی۔ اُس دور میں اسلام کو جو تقویت ملی، وہ تائیدِ غیبی سے کم نہ تھی۔ مخلوقِ خدا میں آپ کی مقبولیت و عظمت تبلیغِ اسلام کے زرّین کارنامے تلامذہ و خلفاء کا تدبر و اخلاق تبلیغِ اسلام کا بیّن ثبوت تھا اور ایک عرصہ تک آپ کا وعظ و نصیحت تلقین و ارشاد، تصنیف و تالیف، تزکیہ و اصلاح فرمانا ایک عالم کے لیے روشنی تھی، جس کے اثرات عالمِ اسلام میں رہتی دنیا تک اجاگر ہیں۔ آپ اس طرح عالم کو مستفیض فرماتے رہے اور اس طرح بھرپور زندگی گزارنے کے بعد ۹۰ سال کی عمر میں بیمار ہو گئے۔ علالت کے دوران آپ کے صاحبزادہ سیدی شیخ عبدالوہاب (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے آپ کی خدمتِ عالیہ عرض کیا، ابا جی مجھے کچھ وصیتیں ارشاد فرمائیں، جن پر آپ کے وصال کے بعد عمل کروں۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا: اے برخوردار! اللہ تعالیٰ کے تقویٰ کو اپنے اوپر لازم کر و اور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے خوف نہ کرو، توحید کو لازم پکڑو کہ اس پر سب کا اتفاق ہے، اور فرمایا جب دل اللہ تعالیٰ کے ساتھ درست ہو جائے تو اُس سے کوئی چیز خالی نہیں رہتی اور اُس کے احاطۂ علم سے کوئی چیز باہر نہیں نکلتی۔ اس کے بعد فرمایا! میرے آس پاس سے ہٹ جاؤ، میں ظاہر میں تمہارے ساتھ ہوں اور باطن میں دوسرے کی آغوشِ رحمت میں ہوں۔ تمہارے علاوہ میرے پاس کچھ اور لوگ بھی آئے ہیں اور انہیں جگہ کو اور اُن کا ادب کرو، اس جگہ پر بہت بڑی رحمت ہے۔ اِن پر جگہ کو تنگ نہ کرو اور آپ بار بار یہ ارشاد فرماتے تھے: وَعَلَیْکُمُ السَّلَامُ

وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهٗ غَفَرَ اللهُ لِيْ وَلَكُمْ وَتَابَ اللهُ عَلَيَّ وَعَلَيْكُمْ۔ یعنی ملائکہ کی جماعت اور ارواحِ مقربین کے آنے پر آپ بار بار سلام کا جواب دے رہے تھے اور فرماتے تھے بسم اللہ آؤ آؤ اور واپس نہ جاؤ۔ ایک دن اور ایک رات یہ الفاظ فرماتے رہے اور فرمایا افسوس ہے تم پر! مجھے کسی چیز کی پرواہ نہیں، نہ فرشتہ کی اور نہ ہی ملک الموت کی۔ اے ملک الموت! ہمیں اُس نے عطا فرمایا ہے، جس نے ہمیں دوست رکھا ہے اور ہمارے کام بنائے ہیں، وہ اللہ تعالیٰ ہے۔ پھر آپ نے بلند آواز سے نعرہ لگایا۔ یہ اُس دن کی بات ہے جس شام کو آپ نے وصال فرمایا تھا۔

آپ کے صاحبزادگان حضرت شیخ عبدالرزاق اور شیخ موسیٰ علیہما الرحمہ فرماتے ہیں؛ آپ بار بار ہاتھ اُٹھاتے تھے اور زبان مبارک سے فرماتے تھے: وَعَلَيْكُمُ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهٗ، توبہ کرو اور صف میں داخل ہو جاؤ میں ابھی تمہاری طرف آتا ہوں اور فرمایا نرمی کرو۔ اس کے بعد موت کے آثار اور زبان مبارک پر یہ الفاظ جاری ہو گئے؛

اِسْتَعَنْتُ بِلَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى وَالْحَيَّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ وَلَا يَخْشٰى سُبْحَانَ مَنْ تَعَزَّزَ بِالْقُدْرَةِ وَقَهَرَ الْعِبَادَ بِالْمَوْتِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ

پھر آپ نے اللہ اللہ اللہ کہا۔ پھر آپ کی آواز مبارک آہستہ ہو گئی اور آپ کی زبان مبارک تالو سے مل گئی اور رُوح اقدس قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی۔

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ رِضْوَانُ اللهِ عَلَيْهِ

آپ کی تاریخ وصال ۱۱ ربیع الثانی بروز پیر ۵۶۱ھ ہے ــ بعض نے ۸ - ۱۰ - ۱۴ - ۱۷ تاریخ بھی نقل کی ہے، مگر ۱۱ ربیع الثانی پر اتفاق ہے۔

آپ کی ولادت کی تاریخ کا لفظ عاشق ہے اور عمر شریف ۹۱ سال کا لفظ کمال ہے ؎

سنینش آں حضرت، عاشق تولّد!
وصالش و آں زِ معشوقِ الٰہی

؎ برس اکانویں عمر اُنہاں دی چھوڑی دُنیا فانی
وِچ بغداد شریف دے پردہ پایا سیّد قطبِ ربانی
پنج سو برس اکاٹھ برابر ہجری سنہ گیانی
جس دن گور مکاں قدم ٹکایا سیّد قطبِ ربانی

؎ اَب تو پھولے نہ سمائیں گے کفن میں عاصی
ہے شبِ گور بھی اس گل کے ملاقات کی رات

حضراتِ محترم! اہل سُنّت وجماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ ولی اللہ دُنیا سے جانے کے بعد بھی اپنے عقیدت مندوں کو نوازتے ہیں اور اُن کا فیضان ہمیشہ جاری وساری رہتا ہے اور حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا فیض ہر دور میں جاری رہا اور قیامت تک جاری رہے گا، اس لیے کہ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا یَمُوْتُوْنَ بَلْ یَنْتَقِلُوْنَ مَکَانً اِلٰی مَکَانٍ۔ ترجمہ: "اولیاء اللہ مرتے نہیں، بلکہ ایک مکان سے دوسرے مکان کی طرف منتقل ہوتے ہیں" (تفسیر کبیر)

؎ کون کہتا ہے کہ مومن مر گئے
قید سے چھُوٹے وہ اپنے گھر گئے

بیعت بعد از وصال

ایک شخص حضور محبوبِ سُبحانی، قطبِ ربانی شہباز لامکانی حضرت شیخ سیّد عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدت مند تھا اور اُس نے آپ کے سلسلہ قادریہ میں

بیعت ہونے کا ارادہ کیا ہوا تھا، چنانچہ اسی غرض سے وہ دور دراز کا سفر طے کر کے بغداد شریف پہنچا، تو اُسے معلوم ہوا کہ آپ کا وصال شریف ہو چکا ہے، تو اُس نے آپ کی قبر مبارک کی زیارت کرنے کا ارادہ کیا اور قبرِ انور پر حاضر ہوا اور آداب بجا لایا، تو حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی قبرِ اطہر سے باہر نکلے اور اُس کا ہاتھ پکڑ کر اسے توجہ دی اور سلسلۂ قادریہ میں داخل فرمایا۔ (تفریح الخاطر ص ۲۶)

اشرف علی تھانوی کی وضاحت

مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں، ارواح کی مختلف حالتیں ہیں بعضوں کو تو سوائے استغراق کے اور کوئی شغل ہی نہیں اور بعض کو بعد انتقال بھی تربیت و اصلاح کی قوت عطا فرما دی جاتی ہے۔ (اضافات الیومیہ ج ۷، ص ۳۰۷)

تھانوی صاحب، گنگوہی صاحب کا واقعہ یوں بیان کرتے ہیں، مولانا گنگوہی کو بعد انتقال کے دیکھا کہ فرما رہے ہیں، "اللہ تعالیٰ نے ہمیں تو وفات کے بعد خلافت دے دی ہے" اس کے معنی میں سمجھتا ہوں کہ جو خلافت کی رُوح تصرف ہے، اس لیے یُوں معلوم ہوتا ہے کہ مولانا کی روح کو اللہ تعالیٰ نے تصرف کی قوت عطا فرما دی کہ طالبین کی تربیت واصلاح میں معین ہو، ایسے بزرگوں کے مزار پر جانے سے یہ خاص نفع بھی ہوتا ہے۔ (اضافات الیومیہ ج ۷، ص ۳۰۸)

مرنے کے بعد فدائین دیوبند کی دیوبند میں آمد

مولانا اسمٰعیل صاحب شہید کے قافلہ میں ایک شخص شہید ہو گئے تھے، جن کا نام بیدار بخت تھا، وہ دیوبند کے رہنے والے تھے۔ ان کی شہادت کی خبر آچکی تھی۔ ان بیدار بخت کے والد صاحب حسبِ معمول دیوبند میں اپنے گھر میں ایک رات کو تہجد کی نماز کے لیے اُٹھے، تو گھر کے باہر گھوڑے کے ٹاپوں کی آواز آئی اور پھر ایک شخص نے دروازہ کھلوایا، دروازہ کھولا دیکھا تو ان کے لڑکے

بیدار بخت ہیں۔ یہ دیکھ کر حیران ہوئے کہ ان کے متعلق تو معلوم ہو چکا تھا کہ شہید ہو چکے ہیں، یہ کیسے آ گئے؟ بیدار بخت نے کہا جلدی کوئی فرش وغیرہ بچھائیے۔ مولانا اسمٰعیل صاحب اور سید صاحب یہاں تشریف لا رہے ہیں۔ اُن کے والد نے فوراً ایک بڑی چٹائی جو نئی خریدی تھی، بچھا دی۔ ایک مجمع اس فرش پر آ بیٹھا۔ بیدار بخت سے اُن کے والد نے کہا تمہارے کہاں تلوار لگی تھی؟ انہوں نے اپنا ڈھاٹا کھولا اور اپنا نصف چہرہ اپنے دونوں ہاتھوں میں لے کر اپنے باپ کو دکھایا کہ یہاں تلوار لگی تھی، ان کے باپ نے کہا باندھ لو۔ مجھ سے دیکھا نہیں جاتا تھا، تھوڑی دیر بعد یہ سب حضرات واپس تشریف لے گئے۔ صبح کو بیدار بخت کے والد کو شبہ ہوا کہ یہ کہیں خواب تو نہ تھا، مگر چٹائی پر دیکھا تو خون کے قطرے موجود تھے جو بیدار بخت کے چہرے سے گرتے ہوئے ان کے والد نے دیکھے تھے ان قطروں کے دیکھنے سے وہ سمجھ گئے کہ یہ بیداری کا واقعہ ہے۔

(اضافات الیومیہ ج ۷، ص ۱۰۴)

جو لوگ بعد از وفات تصرفاتِ اولیاء اللہ کے منکر ہیں، وہ اپنے اکابر کے اقوال ملاحظہ کر کے فیصلہ کریں۔ اہل سنت وجماعت کا تو عقیدہ ہے:

اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ لَا یَمُوْتُوْنَ لٰکِنْ یَنْتَقِلُوْنَ مِنْ دَارٍ اِلٰی دَارٍ۔

(تفسیر کبیر، ج ۲، ص ۹۸)

ترجمہ "بے شک اولیاء اللہ مرتے نہیں، بلکہ ایک گھر سے دوسرے گھر منتقل ہوتے ہیں"

اگر تمہارے بیدار بخت اور مولوی اسمٰعیل دیوبند مرنے کے بعد آ سکتے ہیں، تو سرکار بغداد حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قبر سے باہر آنے اور مرید کرنے میں کیا شک ہو سکتا ہے۔ اگر گنگوہی صاحب تصرف کر سکتے ہیں، تو ہمارے غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تصرف میں کیا شک ہو سکتا ہے۔ آپ جہاں چاہیں جب چاہیں مریدوں کی مدد فرماتے ہیں۔ وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِیْن ٥

نذر و نیاز کا جواز

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ٥ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِیْنَ ٥ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا وَمَلْجَأَنَا وَمَاوٰنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِهِ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاهِرِیْنَ وَاَصْحَابِهِ الْکَامِلِیْنَ وَعُلَمَآءِ دِیْنِهِ الْمَتِیْنِ وَاَوْلِیَآءِ مِلَّتِهِ الْکَرِیْمِ عَلٰی سَائِرِ اُمَّتِهِ اَجْمَعِیْنَ ٥ اَمَّا بَعْدُ ط

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

یُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ وَیَخَافُوْنَ یَوْمًا کَانَ شَرُّهٗ مُسْتَطِیْرًا ٥ (سورۃ الدہر، آیت ۷، پ ۲۹)

"اپنی منتیں (نذریں) پوری کرتے ہیں اور اُس دن سے ڈرتے ہیں، جس کی بُرائی پھیلی ہوئی ہے۔"

اس آیتِ مبارکہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے اہلِ ایمان کا یہ وصف بیان کیا ہے کہ وہ جو منت مان لیں، اس کو پورا بھی کرتے ہیں اور اُن کے دل پر قیامت کے دن سختی کا خوف چھایا رہتا ہے۔ اس آیت کریمہ کے اندر نذر ماننے اور اس کو پورا کرنے کا ثبوت ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کا یہ فرمان اس بات کی پختہ اور بین دلیل ہے کہ نذر ماننا بھی جائز ہے اور اُسے پورا کرنا بھی جائز اور واجب ہے اور نذر ماننے کے بعد اسے پورا نہ کرنے والا عند اللہ گنہ گار ہوتا ہے۔

حضراتِ گرامی! بعض لوگ چند سوالات کے ذریعے سیدھے سادے مسلمانوں کو راہِ راست سے ہٹانے کی کوشش کرتے ہیں۔ ان گمراہ کن سوالات کا مدلل جواب پیش کرتا ہوں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ حق لکھنے، حق پڑھنے، حق سننے اور حق پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہِ حبیبک الکریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم۔

سوال ۱: کیا نذر ماننے کا قرآن وحدیث میں ثبوت پایا جاتا ہے؟

جواب: اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن پاک میں اپنے بندوں کی شان بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: یُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ وَیَخَافُوْنَ یَوْمًا کَانَ شَرُّہٗ مُسْتَطِیْرًا ۝ (پ ۲۹ - رکوع ۱۹، سورۃ الدھر)

ترجمہ: "اپنی منتیں پوری کرتے ہیں اور اس دن سے ڈرتے ہیں، جس کی برائی پھیلی ہوئی ہے"

دوسری جگہ حکم ہوتا ہے:

وَلْیُوْفُوْا نُذُوْرَھُمْ (پ ۳، رکوع ۵)، "اور اپنی منتیں پوری کریں"

اللہ جل شانہٗ، مسلمانوں کو نذر پوری کرنے کا ارشاد فرماتا ہے اور اس میں مطلق نذر ماننے کا حکم ہے اور اگر کوئی آدمی نذر ماننے اور ادا کرنے سے قبل فوت ہو جائے، تو ورثاء اس کی نذر پوری کر دیں۔

حدیث: اَنَّ سَعْدَ بْنِ عُبَادَۃَ اِسْتَفْتٰی رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ نَذْرٍ کَانَ عَلٰی اُمِّہٖ تُوُفِّیَتْ قَبْلَ اَنْ تَقْضِیَہٗ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِقْضِہٖ عَنْھَا۔

صحیح بخاری شریف ص ۳۸۱ ج ۱، صحیح مسلم شریف ج ص ۴۴، ترمذی شریف ص ۱۸۶، ابوداؤد شریف ج ۲ ص ۱۱۳)

ترجمہ: "حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے نذر کے متعلق فتویٰ پوچھا، جو اُن کی ماں پر لازم تھی اور وہ نذر کو پورا کرنے سے

پہلے ہی فوت ہو چکی تھیں، تو نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم ماں کی طرف سے نذر کو پورا کرو۔"

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی نذر پوری نہ کر سکے، یعنی مر جائے تو ورثاء اس کی نذر پوری کریں۔

سوال ۲: اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ نذر تو پوری کی جائے، مگر حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ جا کر دیگیں دینے کی کیا ضرورت ہے؟ جہاں کوئی رہتا ہے، وہیں نذر ادا کی جائے۔ تو عرض یہ ہے کہ نذر کی دو قسمیں غیر معین اور معین۔ غیر معین تو جہاں چاہے دے، مگر جب نذر مانی اور معین کر لیا کہ اگر اللہ تعالیٰ میرا یہ کام کر دے، تو اتنی دیگیں فلاں بزرگ کے دربار پر دوں گا، تو اس صورت میں وہیں ادا کرنا ضروری ہیں۔ حدیث پاک میں ہے۔

حدیث: نَذَرَ رَجُلٌ عَلٰی عَھْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ یَّنْحَرَ اِبِلًا بِبُوَانَۃَ فَاَتٰی رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَہٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ھَلْ کَانَ وَثَنٌ مِّنَ الْاَوْثَانِ الْجَاھِلِیَّۃِ یُعْبَدُ قَالُوْا لَا قَالَ فَھَلْ کَانَ فِیْھَا عِیْدٌ مِّنْ اَعْیَادِھِمْ قَالُوْا لَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ اَوْفِ بِنَذْرِکَ۔ (ابوداؤد شریف ص ۱۱۳، مشکوٰۃ شریف ص ۲۹۸)

ترجمہ: "ایک صحابی نے مقام بوانہ پر ایک اونٹ ذبح کرنے کی نذر مانی تھی تو اُس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر واقعہ عرض کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا وہاں مشرکوں کے بتوں میں سے کوئی بت ہے جس کی پوجا کی جاتی ہے؟ عرض کیا نہیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا کافروں کا وہاں میلہ لگتا ہے؟ تو عرض کیا نہیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اپنی نذر پوری کرو۔"

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ کسی خانقاہ یا آستانہ یا کسی مخصوص مکان پر جہاں کی نیت ہو، وہیں نذر پوری کرنا ضروری ہے، اس لیے حدیث میں لفظ اَوْفِ امر کے لیے آتا ہے اور امر کبھی وجوب اور کبھی استحباب کے لیے آتا ہے تو یہاں وجوب کے لیے ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس جگہ نذر پوری کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ بشرطیکہ وہ جگہ بتوں کی پوجا اور کافروں کے میلے سے خالی ہو۔ جب تمام خانقاہیں پاکیزہ ہیں، تو وہاں نذر پوری کرنا ضروری ہے۔

اسماعیل دہلوی کا اعتراف

پس ہر عبادت کہ از مسلمان ادا شود و ثواب آں بروحِ کسے از گزشتگان برساند و طریق رسانیدن آں دعائے خیر بجنابِ الٰہی ایست پس ایں خود البتہ بہتر و مستحسن است و در خوبی ایں قدر امر از امور مرسومہ فاتحہا وعرائس ونذر و نیاز اموات شک وشبہ نیست۔ (صراطِ مستقیم فارسی ص۵۵)

ترجمہ: "پس ہر وہ عبادت جو مسلمان ادا کرے اور اس کا ثواب کسی گزرے ہوئے روح کو پہنچائے اور اس کے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کرے تو یہ بہت بہتر اور اچھا ہے اور رسوم میں فاتحہ پر عرس کرنے، مردوں کو نذر و نیاز کرنے کی رسموں کی خوبی میں شک و شبہ نہیں ہے۔"

سوال ۳: گیارہویں شریف کا ثبوت قرآن و حدیث میں کہیں نہیں، لہٰذا گیارہویں شریف کرنی جائز نہیں؟

جواب: تو عرض یہ ہے کہ گیارہویں شریف محبوب سبحانی قطب ربانی سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روح کو ثواب پہنچانے کا نام ہے جسے ہم ایصالِ ثواب کہتے ہیں اور یہ ثواب اکثر چاند کی گیارہ تاریخ کو پہنچایا جاتا

ہے، اس لیے گیارہویں شریف کا نام مشہور ہوگیا، تو گیارہویں کا مقصد ایصالِ ثواب کرنا ہے جو کہ قرآن و حدیث سے ثابت ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَالَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ (پ ۲۸، رکوع ۴)

ترجمہ: "اور وہ لوگ جو ان کے بعد آئے۔ عرض کرتے ہیں کہ اے رب ہمارے رب ہمیں بخش دے اور ہمارے بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لائے۔"

حکمِ الٰہی سے معلوم ہوا ایمان والے ایمان والوں کی بخشش کے لیے دعا کرتے ہیں اور دعا کرنا ایمان والوں کا شیوہ ہے۔

حدیث: سیدنا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم، میری والدہ فوت ہوگئی ہیں:

اَيَنْفَعُهَا اِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاِنَّ لِيْ مِخْرَفًا فَاُشْهِدُكَ اَنِّيْ قَدْ تَصَدَّقْتُ بِهٖ عَنْهَا۔

(جامع ترمذی کتاب الزکوٰۃ ص۸۵ ج۱)

ترجمہ: اگر میں اس کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا اس کو پہنچے گا؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پہنچے گا۔ اس نے کہا میرا ایک باغ ہے، اور میں آپ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں نے اس باغ کو اس کی طرف سے صدقہ کیا۔

حدیث: حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ میں نے عرض کیا: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ وَسَلَّمَ اِنَّ اُمَّ سَعْدٍ مَاتَتْ فَاَیُّ الصَّدَقَۃِ اَفْضَلُ قَالَ الْمَآءُ فَحَفَرَ بِئْرًا وَّقَالَ هٰذِهٖ لِاُمِّ سَعْدٍ۔ (ابوداؤد شریف ص۱۱۳ ج۲ مشکوٰۃ ص۱۶۹)

Scanned with CamScanner

ترجمہ: یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بے شک امِ سعد (یعنی میری ماں) وفات پا گئی ہیں، تو اُن کے لیے کونسا صدقہ افضل ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا پانی۔ تو حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کنوآں کھدوایا، تو آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا یہ سعد کی ماں کے لیے ہے۔

قارئین گرامی! ان دو حدیثوں میں ایک ماں اور باپ کی طرف کنوئیں اور باغ کی نسبت پائی جاتی ہے اور ایصالِ ثواب بھی ثابت ہے۔ ہم چونکہ باغ صدقہ کرنے کی طاقت نہیں رکھتے، تو باغ کا پھل ختم شریف میں شامل کرتے ہیں، کنواں نہ سہی مگر پانی تو ضرور رکھتے ہیں تاکہ دو صحابہ کی سنت پوری ہو جائے۔

حدیث: اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی لَیُدْخِلُ عَلٰی اَھْلِ الْقُبُوْرِ مِنْ دُعَاءِ اَھْلِ الْاَرْضِ اَمْثَالَ الْجِبَالِ اِنَّ ھَدِیَّۃَ الْاَحْیَاءِ لِلْاَمْوَاتِ الْاِسْتِغْفَارُ لَھُمْ۔ (مشکوٰۃ ص۲۰۶)

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ قبر والوں کو دُنیا والوں کی دُعا کا اتنا بڑا ثواب پہنچاتا ہے جیسے پہاڑ اور زندوں کی طرف سے مُردوں کے لیے بہترین ہدیہ دعا ہے۔

حدیث: عاص بن وائل، جو ایک کافر تھا، مرتے وقت وصیت کی کہ میری طرف سے سو غلام آزاد کیے جائیں، تو اُس کے بیٹے ہشام رضی اللہ عنہ نے اس کے مرنے کے بعد پچاس غلام آزاد کیے اور اس کے دوسرے بیٹے عمر رضی اللہ عنہ نے باقی پچاس غلاموں کے آزاد کرنے کا ارادہ فرمایا، تو خیال آیا کہ پہلے میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دریافت کر لوں۔ چنانچہ وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم! بے شک میرے والد نے وصیت کی ہے کہ اُس کی طرف سے سو غلام آزاد کیے جائیں تو ہشام (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے اُس کی طرف سے پچاس غلام آزاد کر دیے ہیں۔

اور پچاس باقی رہ گئے ہیں، کیا میں اس کی طرف سے آزاد کر سکتا ہوں۔

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّہٗ لَوْ کَانَ مُسْلِمًا فَاَعْتَقْتُمْ عَنْہُ اَوْ حَجَجْتُمْ عَنْہُ اَوْ تَصَدَّقْتُمْ عَنْہُ بَلَغَہٗ ذٰالِکَ۔ (ابوداؤد ص — مشکوٰۃ ص۲۲۶)

ترجمہ: "تو سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، اگر وہ مسلمان ہوتا اور تم اُس کی طرف سے غلام آزاد کرتے یا صدقہ دیتے یا حج کرتے تو اُس کو پہنچتا۔"
(چونکہ وہ کافر ہے، اس لیے اس کو ثواب نہیں ملے گا)

ان احادیثِ کریمہ سے معلوم ہوا کہ مسلمان میت کو ہر قسم کا ثواب ملتا ہے مگر کافر کو ثواب نہیں پہنچتا۔ لہٰذا مسلمان والدین و اقربا کو ایصالِ ثواب کیا جائے۔ تو گیارہویں شریف کا مقصد فقط سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کو ثواب پہنچانا ہے۔

سوال ۴: کیا سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی زندگی میں کبھی گیارہویں شریف دی؟

جواب: سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ چاند کی گیارہ تاریخ کو سید الانبیاء، محبوبِ کبریاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ بیکس پناہ میں ایصالِ ثواب کیا کرتے تھے اور لوگوں کو ایصالِ ثواب کی تلقین کیا کرتے تھے آپ فرماتے ہیں: یَقْرَءُ اِحْدٰی عَشَرَ مَرَّۃً قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ وَغَیْرَھَا مِنَ الْقُرْاٰنِ وَیُھْدِیْ ثَوَابَ ذٰالِکَ لِصَاحِبِ الْقَبْرِ۔ (غنیۃ الطالبین ص۱۰۵)

ترجمہ: "۱۱ بار قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ قرآن مجید میں سے پڑھ کر اس کے ثواب کا ہدیہ صاحبِ قبر کو بھیجے۔"

سوال ۵: ایصالِ ثواب سے گنہگاروں کو فائدہ پہنچتا ہے؟

سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ زاہد عابد اور ولی اللہ تھے، ان کو ایصالِ ثواب کرنے کا کیا فائدہ ؟

جواب: آپ بڑے بڑے آدمی کا نمازِ جنازہ اس لیے پڑھتے ہیں تاکہ اُس کی مغفرت ہو اور بچے کا اس لیے کہ اُس کے درجات بلند ہوں۔ سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایصالِ ثواب کرنے سے اُن کے درجات بلند ہوتے ہیں اور اُن کے توسل سے گنہ گاروں کی مغفرت ہو جاتی ہے۔

سوال ع۶: ایصالِ ثواب تو کریں مگر بکرا پال کر حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف نسبت نہ کریں کیونکہ گیارہویں شریف کا بکرا کہنے سے غیر اللہ کی طرف نسبت ہو جاتی ہے اور یہ جائز نہیں، بلکہ حرام ہے ؟

جواب: عرض یہ ہے کہ اگر کسی جانور کو ذبح کرتے وقت غیر اللہ کی نسبت کی جائے، مثلاً بِسْمِ مُحَمَّدٍ وغیرہ تو وہ جانور قطعاً حرام ہے اور اگر ذبح سے پہلے یا بعد غیر اللہ کی طرف نسبت ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک مینڈھا ذبح کر کے فرمایا:

اَللّٰھُمَّ تَقَبَّلْ مِنْ مُّحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ وَّمِنْ اُمَّۃِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ (مسلم شریف ص ۱۵۶، ابوداؤد ج ۲)

اس حدیث پاک میں جانور کی نسبت اپنی طرف، اپنی آل اور اپنی امت کی طرف فرمائی اور حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ والی روایت میں آپ نے پڑھا، ھٰذِہٖ لِاُمِّ سَعْدٍ کنوئیں کی نسبت حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی ماں کی طرف فرمائی معلوم ہوا زندوں اور مردوں کی طرف نسبت جائز ہے۔

ایک مثال شرعی سنیے: لڑکا کسی کا لڑکی کسی کی، ان کو ایک دوسرے کی طرف

نظر اُٹھا کر دیکھنا منع تھا، مگر جب نسبت قائم ہو گئی تو اب یہ میاں بیوی بن گئے اور روزمرہ کی مثالوں سے نسبت ظاہر ہے، مثلاً کسی سے پوچھو: یہ بچہ کس کا؟ یہ گھڑی کس کی؟ یہ مدرسہ کس کا؟ یہ دوکان کس کی، یہ بیوی کس کی ہے؟ گویا کہ دنیا کی ہر چیز میں نسبت نظر آئے گی۔ رسول کا امتی، مکے کا حاجی، جنگ کا غازی، مسجدِ نبوی، صحابیِ رسول، اصحابِ بدر وغیرہ — اب وہ چیز بتائیں، جس میں نسبت غیر اللہ کی طرف نہ ہو۔

سوال ع۷: ختم شریف تو دلایا جائے، مگر دن مقرر کرنا منع ہے۔ اس لیے دن نہ مقرر کیا جائے ؟

جواب: عرض یہ ہے کہ دن تو اللہ تعالیٰ نے مقرر فرمائے ہیں اور دن مقرر کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ حدیث شریف میں ہے سب دنوں میں افضل دن جمعہ کا ہے (ابوداؤد شریف ص ۱۰۵) سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پیر اور جمعرات کو روزہ رکھتے تھے (نسائی ص ۳۲۸)
اور فرمایا پیر اور جمعہ کو اعمال اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش ہوتے ہیں (ترمذی ج ۱ ص ۹۳)
اور غزوہ تبوک کے لیے حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جمعرات کا سفر پسند فرمایا۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۳۳۸)
اور حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہفتہ کے دن مسجد قبا میں تشریف لایا کرتے تھے۔ ( )

ان احادیثِ مبارکہ سے معلوم ہوا کہ دن اور تاریخ مقرر کرنا جائز ہے اگر پھر بھی کوئی نہ مانے تو پوچھ لینا کیا آپ کی شادی کے دن مقرر ہوئے تھے یا کہ نہیں۔ دُنیا کی وہ کونسی تقریب ہے جس میں دن معین نہ ہو، شادی کا دن معین، عید کا دن معین، جمعہ کا دن معین۔ غرضیکہ ہر چیز کے لیے دن معین ہے تو گیارہویں شریف کے دن معین

کرنے میں کیا حرج ہے ؟

سوال ۸: ایصالِ ثواب کریں مگر کھانا سامنے رکھ کر کچھ پڑھنا اور پھر کھانے پر دُعا مانگنا جائز نہیں ؟

جواب: اللہ تبارک وتعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے،

کُلُوْا مِمَّا ذُکِرَ اسْمُ اللّٰہِ عَلَیْہِ اِنْ کُنْتُمْ بِاٰیٰتِہٖ مُؤْمِنِیْنَ (پ ۸ رکوع ۱)

ترجمہ: "تو کھاؤ اس میں سے جس پر اللہ کا نام لیا گیا، اگر تم اس کی آیتیں مانتے ہو۔"

اس آیت سے معلوم ہوا کہ جس کھانے پر اللہ تعالیٰ کا اسم مبارک لیا جائے اسے کھانا چاہیے، تو قرآن کریم پڑھ کر کھانا باعثِ رحمت وشفا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ غزوۂ تبوک کے دن بھوک نے لوگوں کو بہت ستایا، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم، لوگوں سے ان کا بچا ہوا کھانا منگوائیے اور اس پر دُعائے برکت فرمائیے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ٹھیک ہے۔ آپ نے دسترخوان بچھوایا اور فرمایا جس کے پاس جو کچھ بچا ہوا ہے لے آئے۔ تو کوئی ایک مٹھی جَو، اور کوئی مٹھی بھر چھوہارے اور کوئی روٹی کا ایک ٹکڑا لایا۔ حتیٰ کہ دسترخوان پر تھوڑی سی چیزیں جمع ہوگئیں۔

فَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِالْبَرَکَۃِ ثُمَّ قَالَ خُذُوْا فِیْ اَوْعِیَتِکُمْ حَتّٰی مَا تَرَکُوْا فِی الْعَسْکَرِ وِعَاءً اِلَّا مَلَاءُوْہُ قَالَ فَاَکَلُوْا حَتّٰی شَبِعُوْا وَفَضَلَتْ فَضْلَۃٌ الخ (مشکوٰۃ ص ۵۳۸، مسلم ص ۴۳ ج ۱)

ترجمہ: "اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے برکت کے لئے دُعا فرمائی۔ پھر فرمایا اپنے برتنوں میں لے لو۔ لشکر کا کوئی برتن پُر کرنے سے باقی نہ رہا۔ پھر فرمایا کھاؤ، یہاں تک کہ (سب) پر ہوگئے اور کھانا بچ گیا۔

حضرت اُمِّ سلیم رضی اللہ عنہا کے گھر سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تشریف لاکر دُعا فرمانے کا ذکر ان الفاظ میں ہے:

ثُمَّ اَخَذَ مَا بَقِیَ فَجَمَعَہٗ ثُمَّ دَعَا بِالْبَرَکَۃِ (مشکوٰۃ شریف ص ۱۳۷، مسلم شریف ص ۱۷۹ ج ۲، بخاری شریف ص ۵۰۵ ج ۲)

ترجمہ: پھر بچے ہوئے طعام کو جمع کیا اور اس پر برکت کی دُعا فرمائی۔

ان احادیث مقدسہ سے ثابت ہوا کہ دسترخوان بچھانا، کھانا سامنے رکھنا اور اس پر دُعا مانگنا حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی سُنّتِ مبارکہ ہے۔

اور حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میری والدہ نے حلوہ پکاکر مجھے دے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا اور میں لے کر حاضر ہوا۔

فَرَاَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَضَعَ یَدَہٗ عَلٰی تِلْکَ الْحَیْسَۃِ وَتَکَلَّمَ بِمَا شَاءَ اللّٰہُ۔ (مسلم شریف ص ۲۶۱ ج ۱)

ترجمہ: "پس میں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ اس حلوہ پر ہاتھ رکھا اور جو اللہ تعالیٰ نے چاہا وہ پڑھا۔" (مسلم شریف)

برادرانِ اسلام! ان احادیث سے ثابت ہوا کہ دسترخوان پر کھانا لگاکر کچھ پڑھنا اور دُعا کرنا سُنّتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "بعض فقراء کھانے کے وقت قرآن مجید میں سے کسی سورت کی تلاوت شروع کردیتے ہیں، جو اُن کو اُس وقت یاد ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ کھانے کے اجزاء ذکر کے نور سے لبریز ہوجاتے ہیں" (عوارف المعارف)

اور حدیث شریف میں ہے، مَنْ قَرَءَ الْقُرْاٰنَ وَخَتَمَہٗ ثُمَّ دَعَا اَمَّنَ عَلٰی دُعَائِہٖ اَرْبَعَۃُ اٰلَافِ مَلَکٍ ثُمَّ لَا یَزَالُوْنَ یَدْعُوْنَ لَہٗ وَیَسْتَغْفِرُوْنَ وَیُصَلُّوْنَ عَلَیْہِ اِلَی الْمَسَاءِ اَوْ اِلَی الصَّبَاحِ (دارمی ص ۴۳۳ ج ۲، روح البیان ص ۶۶ ج ۷)

ترجمہ: جو قرآن پاک ختم کرے، پھر دُعا مانگے، تو اُس کی دُعا پر چار ہزار فرشتے آمین کہتے ہیں، پھر اُس کے لیے دُعا کرتے رہتے ہیں اور مغفرت مانگتے رہتے ہیں شام سے صبح تک۔

Scanned with CamScanner

میں نے بعض لوگوں کو دیکھا ہے کہ جب اُن کے پاس کوئی جواب نہ ہو تو کہہ دیتے ہیں کیا قرآن پاک اور حدیث شریف میں لکھا ہے کہ شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی گیارہویں شریف دو۔ اور اگر قرآن و حدیث میں نہیں، تو پھر گیارہویں بدعت و حرام ہے۔ ایسے لوگوں سے یقیناً آپ کا واسطہ بھی پڑا ہو گا۔ ان عقل کے اندھوں سے پوچھو: کیا تمہارا ذکر قرآن و حدیث میں ہے؟ اگر نہیں، تو تم سب سے بڑی بدعت ہو ـــ کہاں قرآن و حدیث اور کہاں سرکارِ بغداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا زمانہ، اور جو چیز قرآن و حدیث میں نہیں، اگر وہ بدعت و حرام ہے تو پھر مولوی صاحب کا لباس، یہ پکا مکان، یہ پختہ مسجد، یہ کارخانے، یہ ہوائی جہاز، ریل گاڑی، جدید طرز کی مسجدیں، بلکہ خود مولوی صاحب بھی بدعت ہیں۔

سُنّی بھائیو! یہ معاملہ اُلٹا چور کوتوال کو ڈانٹنے والا ہے۔ سوال دراصل یوں ہے کہ حلال و حرام کا ذکر قرآن مجید میں آ گیا ہے۔ جن کو اللہ تعالیٰ نے حلال کیا، وہ حلال اور جن چیزوں کو حرام کیا، وہ حرام ہیں ـــ اب نہ کوئی حرام کو حلال اور نہ حلال کو حرام کہہ سکتا ہے اور نہ تبدیل کر سکتا ہے ـــ تو جب ہر حرام چیز کا ذکر قرآن پاک میں آ گیا تو اے توحید کے ٹھیکیدارو! تمہارا دعویٰ ہے کہ گیارھویں شریف حرام ہے۔ بتاؤ قرآن کریم کی کس آیت میں حرام ہے؟

اور ہمارا عقیدہ ہے کہ حرام نصِ قطعی (قرآن پاک) سے ثابت ہے اور اس کے علاوہ جو کچھ بھی ہے جائز و حلال و مباح ہے۔ میں نے نذر کا ثبوت، داتا دربار جا کر دیگیں دینا، گیارھویں شریف کا ثبوت، حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا ایصالِ ثواب کرنا۔ گیارھویں کا غوث پاک رضی اللہ عنہ کو کیا فائدہ؟ گیارھویں کا بجا، دن مقرر کرنا، اور کھانا سامنے رکھ کر ختم شریف پڑھنا وغیرہ اختصاراً ثابت کر دیا ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے اور اولیائے کاملین و سلف صالحین کے نقشِ قدم پر چلائے۔ آمین ثم آمین!

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن○

کتابیات

جن کتب سے استفادہ کیا گیا

قرآن مجید:

تفسیر ابن عباس: سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما

تفسیر مظہری: قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ

تفسیر صاوی:

تفسیر کبیر: امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ

تفسیر رُوح البیان: امام اسمٰعیل حقی علیہ الرحمہ

تفسیر حُسینی: علامہ معین الدین کاشفی علیہ الرحمہ

بخاری شریف: امام محمد بن اسماعیل بخاری علیہ الرحمہ

مسلم شریف: امام مسلم بن الحجاج رحمۃ اللہ علیہ

ابو داؤد شریف: امام سلیمان بن اشعث علیہ الرحمہ

ترمذی شریف: امام ابو عیسیٰ بن محمد عیسیٰ علیہ الرحمہ

دارمی شریف: امام عبداللہ بن عبدالرحمٰن علیہ الرحمہ

مشکوٰۃ شریف: امام ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ علیہ الرحمہ

روض الریاحین: امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ

طبقاتِ کبریٰ: امام عبدالوہاب شعرانی علیہ الرحمہ

کشف المحجوب: سید علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ

نفحات الانس: مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ

کیمیائے سعادت: امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ

فتوحاتِ مکیہ: شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ

جامع کرامات: علامہ یوسف نبہانی علیہ الرحمہ

بہجۃ الاسرار: نور الدین رحمۃ اللہ علیہ

نزہۃ الخاطر الفاطر: ملا علی قاری علیہ الرحمہ

قلائد الجواہر: علامہ محمد بن یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ

تفریح الخواطر: شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ

اخبار الاخیار: شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ

خزینۃ الاصفیاء: مفتی غلام سرور قادری

مطالع المسرات : علامہ فاسی رحمۃ اللہ علیہ
دلائل الخیرات : سلیمان جزولی رحمۃ اللہ علیہ
تحفہ قادریہ : شاہ ابوالمعالی قادری رحمۃ اللہ علیہ
فتاوی حدیثیہ :
حیوٰۃ الحیوان
خلاصۃ القادریہ :
سلطان الاذکار :
خلاصۃ المفاخر :
درۃ الدرانی :
گلدستہ کرامت :
قصیدہ غوثیہ :
مخزن اسرار :

فتاوی مہریہ : پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ
مکتوبات امام ربانی : مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ
ما ثبت بالسنۃ : شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ
عجائب المخلوقات
مہر منیر : فیض احمد فیض
اضافات یومیہ : اشرف علی تھانوی
فیض الباری : مولوی انور شاہ کشمیری
فتاوی رشیدیہ : مولوی رشید احمد گنگوہی
تذکرۃ الرشید : عاشق الٰہی میرٹھی
سوانح اشرف :
صراط مستقیم : اسمٰعیل دہلوی
احیاء العلوم : امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ